ہومیوپیتھی کے عملی تجربات (حصہ اوّل) ڈاکٹر لیاقت راجپوت

بی۔ جین پبلشرز۔ پرائیویٹ لمیٹیڈ (انڈیا)۔ نئی دہلی۔

ہومیوپیتھی کے عملی تجربات

ایک سے ۵۴۹ نمبر تک امراض اور ان کی علامات کے مطابق کیسوں کا تذکرہ۔

(حصہ اوّل)

مصنّف
ڈاکٹر لیاقت راجپوت

(یہ کتاب نہیں بلکہ ہومیو پیتھک ہسپتال ہے)

ناشر
بی۔جین۔پبلشرز پرائیویٹ لمیٹیڈ (انڈیا) نئی دہلی

کتابت : امام الدّین القاسمی

ایڈیشن : اوّل ۱۹۹۲ء

طابع : جے۔ جے پرنٹرز۔ نئی دہلی

ناشر : بی۔ جین۔ پبلشرز۔ پرائیویٹ لمیٹیڈ
چونہ منڈی۔ پہاڑ گنج۔ نئی دہلی ۱۱۰۰۵۵

قیمت : 125/- روپے

BOOK CODE B-3876

پیش لفظ

ہر مرض کے علاج کے لئے دنیا میں کئی طریقہ ہائے علاج مروّج ہیں۔ پرانے زمانے میں آیورویدک اور یونانی طریقۂ علاج کا چلن تھا۔ اس کے علاوہ ایلوپیتھی اور ہومیوپیتھی کا چلن ہوا۔ اور کئی ڈاکٹر تو قدرتی طریقۂ علاج کو افضل سمجھتے ہیں۔ اس ذیل میں پھلوں اور سبزیوں کے ذریعہ بھی علاج کیا جاتا ہے۔ یعنی کس موسم میں کون سا پھل اور سبزی کس انداز سے استعمال کی جائے تاکہ مرض میں تیزی کے ساتھ افاقہ ہو۔

کئی طریقہ ہائے علاج مروّج ہو جانے کے باوجود آج کل عوام آیورویدک اور یونانی طریقۂ علاج کی جگہ ہومیوپیتھی کو اس لئے ترجیح دیتے آرہے ہیں کیونکہ ایک تو اس کی دوا کا کوئی ردّعمل نہیں ہوتا، یعنی ایلوپیتھک دوا کے برعکس اس کی کیفیت ہوتی ہے۔ ایلوپیتھی کی ادویات اپنا اثر بار ردّعمل دکھاتی ہیں۔ اس سے امراض کا تدارک نہیں ہوتا بلکہ دب جاتے ہیں۔ جب کہ ہومیوپیتھی میں امراض کا تدارک ہو جاتا ہے۔ دوسرے، ہومیوپیتھی طریقۂ علاج سستا ہوتا ہے۔ اس میں کم خرچ اور بالا نشین کی سی کیفیت ہو جاتی ہے۔ اس کے برعکس آیورویدک اور یونانی طریقہ ہائے علاج سودمند تو ہوتے ہیں اور امراض کا تدارک بھی ہو جاتا ہے، مگر افاقے کی رفتار سست ہوتی ہے اور ہومیوپیتھک طریقۂ علاج کے مقابلے میں یہ ادویات مہنگی بھی ہوتی ہیں۔ اس لئے عوام آج کل ہومیوپیتھک طریقۂ علاج کو

ترجیح دے رہے ہیں۔

اب تک ہومیوپیتھی پر مختلف زاویوں سے کئی کتابیں منظرِ عام پر آچکی ہیں اور اس طریقۂ علاج کے ہر پہلو پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ڈاکٹری سائنس کا مطالعہ کرنے کے لئے مندرجہ ذیل موضوعات سے متعلق واقفیت بہت ضروری ہوتی ہے۔

(ا) علم الادویات۔ کا میٹریا میڈیکا۔
(ب) علم الامراض۔ کا تھیراپیوٹکس۔
(ج) علم الاصول — بنیادی اصول۔
(د) عملی تجربات — امراض کی تشخیص اوران کے عملی تجربات۔

(ا) ہومیوپیتھی میٹریا میڈیکا

ڈاکٹری علاج کی خاص خاص ادویات کا تذکرہ "میٹریا میڈیکا" میں درج ہوتا ہے۔ ہومیوپیتھی کی خاص خاص ادویات کی تفصیل اس کتاب میں تحریر کی جاتی ہے۔

(ب) ہومیوپیتھی کا تھیراپیوٹکس

ڈاکٹری سائنس میں اہم امراض کا تذکرہ تھیراپیوٹکس میں کیا جاتا ہے۔ اس میں خاص خاص امراض کی تشخیص کے ساتھ، جو خاص خاص ہومیوپیتھک ادویات دی جاسکتی ہیں، ان کا اور امراض کی علامات کے ساتھ تذکرہ ہوتا ہے۔

(ج) ہومیوپیتھی کے بنیادی اصول

مروج طریقۂ علاج کا نام ایلوپیتھی ہے۔ ہومیوپیتھی ایک نیا طریقۂ علاج ہے۔ اس کے اپنے جدید اصول ہیں۔ اس کے لئے علیحدہ کتاب موجود ہے۔

(د) ہومیوپیتھی کے عملی تجربات

ڈاکٹری سائنس کو مکمل طور پر سمجھنے کے لئے یہ دیکھنا ضروری ہوتا ہے کہ ہسپتال یا شفاخانے میں جاکر دیکھا جائے کہ کن مریضوں کی کن کن علامات میں کیا کیا دوا دی گئی، کس کس طرح دی گئی اور اس کا کیا اثر ہوا۔ اس کتاب میں اسی پہلو پر روشنی ڈالی گئی ہے کہ ہومیوپیتھی کے مختلف ڈاکٹروں نے مریضوں کے بجائے امراض کا علاج ان کی کیس ہسٹری سن اور سمجھ کر کیا۔ اور اس کے مطابق مختلف طاقتوں کی ادویات دیں۔ جس سے مریض امراض کی قید و صعوبت سے ہی نہ بچیں بلکہ امراض کا سرے سے ہی تدارک ہو جائے۔

جیسے ایلوپیتھی طریقۂ علاج کے طلبا کو ہسپتال میں لے جاکر دکھایا جاتا ہے کہ کس مرض میں کیا دوا دی گئی اور اس کا کیا اثر ہوا، اسی طرح ہومیوپیتھی کے بھی ہزاروں مریضوں کے کیس ہیں، جنہیں پڑھ کر امراض کی تشخیص اور ان کے علاج کا طریقہ معلوم ہوتا ہے۔ اور قارئین اس کتاب کے مطالعے کے بعد بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ فلاں مریض کو فلاں مرض کے لئے فلاں دوا دی گئی جس کا نتیجہ سودمند نکلا۔

یوں تو میرے پاس ایسا کوئی ہسپتال نہیں ہے کہ میں اپنے قارئین کو ہسپتال میں لے جاکر امراض کی تشخیص اور مجوزہ ادویات کی مکمل تفصیل سمجھاتا۔ اس کتاب میں درج ساڑھے پانچ سو کیس ہی چلتا پھرتا اسپتال ہے۔ اسی لئے اسے غائر مطالعہ سے ایک قاری گھر بیٹھے ہومیوپیتھی سیکھ سکتا ہے۔

اس کتاب کو اگر ایک ہی جلد میں پیش کیا جاتا تو اس کی ضخامت ہمارے اندازے سے کہیں زیادہ بڑھ جاتی۔ قارئین کی قوت خرید کے پیش نظر ہم نے اس کتاب کو دو جلدوں میں پیش کیا ہے۔ اس کتاب میں میں نے دنیا بھر کے ممتاز اور نامور ہومیوپیتھک ڈاکٹروں کے ساڑھے پانچ سو کیس پیش کئے ہیں اسی لئے میں نے اس کتاب کا عنوان "ہومیوپیتھی کے عملی تجربات" رکھا ہے۔ ہومیوپیتھک طریقۂ علاج کو عملی طور پر سمجھنے کا اس سے بہتر اور کوئی طریقہ نہیں ہوسکتا۔

اس کتاب کی اہمیت اور افادیت اسی لئے مسلّم ہے کہ اس میں تمام کیس ڈاکٹروں کے ہیں۔ کسی بھی اناڑی کا کیس نہیں دیا گیا۔ ان کیسوں کا غائر مطالعہ اور ان کا عملی تجربہ ہی ایک اچھے ہومیو پیتھ کی شناخت ہے۔

ہومیوپیتھی کو سمجھنے کے طریقے

عملی تجربات کے مفصّل تذکرے سے قبل قارئین کی توجہ مندرجہ ذیل امور پر دلانا چاہتا ہوں۔

(۱) دوا کس طاقت میں دی جانی چاہیئے۔ رتیز کا نظریہ۔
(ب) ایک ہی دوا سے مرض کا افاقہ کیسے ہو سکتا ہے؟
(ج) کیا اعلیٰ طاقت کی دوا دہرائی جاسکتی ہے؟
(د) کیا دواؤں کا مرکب مناسب ہے یا کیا جاسکتا ہے؟

مذکورہ موضوعات میں ہومیو پیتھی میں سب کے تجربات مختلف ہیں مگر آگے بڑھنے سے قبل ان امور پر توجہ دینا بہت ضروری ہے۔

(۱) دوا کس طاقت میں دی جانی چاہیئے؟ رتیز کا نظریہ

ہومیو پیتھی میں دوا کی طاقت (پوٹینسی) کے متعلق چار نظریات ہیں۔ ایک نظریئے کے مطابق ڈاکٹر ہلکی طاقت میں دوا دینے کا مشورہ دیتے ہیں۔ دوسرے نظریئے کے مطابق اعلیٰ طاقت میں دوا دینے کی صلاح دیتے ہیں۔ تیسرے نظریئے کے مطابق وہ پہلے ہلکی، پھر چند روز بعد اعلیٰ اور آخر میں اعلیٰ تر طاقتوں میں دوا دینے پر زور دیتے ہیں۔ اور چوتھے نظریئے کے مطابق ڈاکٹر پہلے اعلیٰ پھر درمیانی اور اس کے بعد ہلکی طاقت میں دوا دینے کا مشورہ دیتے ہیں۔

دوا کے آگے جس دوا، کے لئے ۶، ۳۰، ۲۰۰، ۱M، ۱۰M، اور CM وغیرہ لکھا ہے اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہی دوا اعلیٰ طاقت میں دینی ہے۔ اس کا

یہی مقصد ہے کہ مذکورہ ڈاکٹر نے یہ دوا اس طاقت میں دی تھی۔ مگر وہ اس دوا کو دوسری طاقتوں میں بھی دے سکتا ہے۔ وہ کسی بھی طاقت میں دی جا سکتی ہے، مگر ابتدا اکثر ہلکی طاقت سے کی جاتی ہے۔

امریکی ڈاکٹر اکثر اعلیٰ طاقت کی ادویات استعمال کرتے ہیں۔ جبکہ یورپین ڈاکٹر اکثر ہلکی طاقت کا استعمال کرتے ہیں۔ جو ڈاکٹر اعلیٰ طاقت کی ادویات استعمال نہیں کرتے ان کا عقیدہ ہے کہ اعلیٰ طاقت میں دوا ہوتی ہی نہیں۔ اس سے جو فائدہ محسوس ہوتا ہے اس کی وجہ نفسیاتی ہے۔ پچھلے دنوں ڈاکٹر رینیر نے کہا تھا کہ چونکہ اعلیٰ طاقت میں دوا کا عنصر نہیں ہوتا لہٰذا اس سے مریض کی شفایابی دوا کی وجہ سے نہیں بلکہ نفسیاتی وجہ سے ہے جبکہ تب بھی مریض کو دوا سے عاری "پلاسیبو" نام کی میٹھی گولیاں دی جاتی ہیں۔ دراصل وہ قدرتی طور پر ہی شفایابی کی راہ پر گامزن ہو جاتا ہے۔ اس کے برعکس کئی معالجین کا نظریہ ہے کہ انہوں نے کئی مریضوں کو اعلیٰ طاقت کی دواہی سے شفایاب کیا ہے لہٰذا اعلیٰ طاقت کی دوا میں مریض کی شفایابی کی عظیم قوت پنہاں ہوتی ہے۔

کئی ڈاکٹر ہلکی طاقت کی دوا سے علاج کرتے ہیں۔ کئی ڈاکٹر شروع ہی سے اعلیٰ طاقت کی دوا استعمال کرتے ہیں۔ اب تک اس بارے میں کوئی قطعی فیصلہ نہیں ہو سکا۔ یہ تو ہر ڈاکٹر کے اپنے اپنے تجربے کی بات ہے۔ اگرچہ ہنی مین نے اپنی زندگی کے آخری ایام فرانس میں گزارے تھے، اس کے باوجود فرانس میں ہی وہاں کے قانون کے مطابق ہومیوپیتھی کی دواؤں کے کسی بھی دواساز کی کوئی بھی ہومیوپیتھک دوا ×۲۴ سے اوپر کی طاقت کی دوا تیار کیے جانے کی اجازت نہیں ہے۔ وہاں کے قانون کے مطابق یہی اعلیٰ ترین طاقت کی دوا ہے۔

امریکی ڈاکٹر رینیر کے نظریئے کا ذکر کرتے ہوئے ہم نے لکھا ہے کہ بقول ان کے ہومیوپیتھی کی اعلیٰ طاقت میں دوا کا کوئی بھی عنصر نہ ہونے کی وجہ کے باوجود مریض کو جو فائدہ ہوتا ہے، وہ دوا سے نہیں بلکہ اتفاقاً ہوتا ہے۔ لیبارٹری میں کیے گئے تجربات سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ اعلیٰ طاقت میں دوا ہوتی ہی نہیں۔ وہ تو صرف میٹھی گولیاں ہوتی ہیں۔ ایسی حالت میں ڈاکٹر رینیر کے خیال کے مطابق اعلیٰ طاقت

کی دوا کو دوا سمجھنا غلطی ہے۔

پچھلے دنوں کناڈین، اسرائیلی، اطالوی اور فرانسیسی — اس طرح ۱۳ سائنس دانوں کی ایک ٹیم نے اس کے متعلق تحقیق کی۔ انہوں نے دیکھا کہ اس مخصوص حد کے بعد گھلے ہوئے مولی کیولس کے ایٹمی ذرات بے جان ہو جاتے ہیں لیکن پھر بھی ان کا اثر برقرار رہتا ہے۔

۱۹۸۵ء میں فرانسیسی سائنس دان جیکویس بینوے نِست مذکورہ ۱۳ اراکین کی ایک ٹیم لے کر اس سوال کے جواب کی جستجو میں سرگرم عمل ہو گئے کہ جب کوئی ایٹم کسی رقیق مادے میں گھل کر بے جان ہو جاتا ہے تو اس کا کوئی اثر برقرار رہتا ہے یا نہیں۔ یہ سائنس داں یہ دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئے کہ ہر ایٹم کی اپنی قوت حیات ہوتی ہے، جو ایٹم کو تباہ ہو جانے پر بھی جس رقیق مادے میں اسے گھولا گیا ہے، اس میں محفوظ رہتی ہے۔ بہ الفاظ دیگر یوں کہہ لیجئے کہ کوئی ایٹم گھل کر مٹ جانے پر بھی بے اثر نہیں ہو جاتا بلکہ وہ ایک جاندار ایٹم کی طرح سلوک کرتا ہے۔

بینوے نِست اور ان کے ساتھی اپنی اس تحقیق پر حیرت زدہ تھے۔ انہیں بھی ان نتائج پر یقین نہیں تھا۔ مگر ہومیو پیتھی کا دن رات کا یہ تجربہ ہے کہ ۳۰ ویں نہیں بلکہ ۲۰۰ ویں، ۱۰۰۰ ویں حتیٰ کہ سی. ایم طاقت بھی طاقتور دوا کی کمی کی صورت میں زیادہ مستحکم کام کرتی ہے حتیٰ کہ دائمی امراض کو اکھاڑ پھینکنے کی ان میں بے پناہ قوت ہوتی ہے۔

("ہومیو سیوک" اکتوبر ۱۹۸۸ء)

کوٹیم (کیرل) کے باشندے ڈاکٹر رسن لال پٹیل کا کہنا ہے کہ ہنی تین کی سو ڈیڑھ سو دوائیں جن شیشیوں میں رکھی ہیں، آج تک وہ ویسی ہی کارگر ہیں جیسی اس زمانے میں تھیں۔ ڈاکٹر کیپٹن رآئے کے مطابق بھارت کے ایک ڈاکٹر نے امریکہ میں ڈاکٹر کینٹ کو لکھا کہ ان کے پاس کسی دوا کی خالی شیشی ہے، وہ اس دوا کو منگانا چاہتے ہیں۔ ڈاکٹر کینٹ کا انتقال ہو چکا تھا مگر ان کی بیوی نے جواب دیا کہ اس شیشی میں الکحل ڈالیے تو وہ آپ کی ضرورت کی دوا بن جائے گی۔

کہاں تو ہومیو پیتھک دواؤں کا اتنا ایٹمی اثر تصور کیا جاتا ہے کہاں ایک ہی

شیشی دھو کر دوا ڈال دینے سے اس میں نئی دوا ڈال دی جاتی ہے۔ دلّی کے نامور ہومیو پیتھ ڈاکٹر بشن داس اپنے مریضوں کو مفت دوا دیتے تھے۔ مریض اپنی شیشی لاتا تھا۔ قریبی نل سے دھوتا تھا۔ وہ اس میں دوا کی بوندیں یا دوا کی گولیاں ڈال دیتے تھے۔ اگلے روز دوا بدلنی بھی ہوتی تھی، تو اس شیشی کو دھو کر دوسری دوا ڈال دیتے تھے۔ ان کے علاج سے مریضوں کو فائدہ ہوتا تھا۔ یہ باہمی متضاد باتیں دیکھ کر ہومیو پیتھی کے متعلق انسان حیرت زدہ رہ جاتا ہے۔ کہ اصل حقیقت کیا ہے؟ ہنی مین کے دور میں ہومیو پیتھ طویل مدت تک ۳۰ طاقت ہی کا استعمال کرتے رہے۔ اور اسے شیشی میں ڈال کر دائمی تصور کرتے رہے۔

۱۹۷۱ء میں انڈین پارلیمنٹ میں "ہومیو پیتھ سنٹرل کونسل" بل کے متعلق ایک جائنٹ سلیکٹ کمیٹی کا قیام عمل میں آیا۔ جس کی رپورٹ "مارچ آف ہومیو پیتھی" کے جولائی ۱۹۷۳ء کے شمارے میں شائع ہوئی۔ اس کمیٹی کے روبرو شہادت دیتے ہوئے دلّی کے ممتاز ہومیو پیتھ ڈاکٹر جگل کشور نے ہومیو پیتھک ادویات کے طویل مدت تک استعمال کئے جانے اور مستقل ہونے کے متعلق کہا کہ ہومیو پیتھک دوا ایک طاقت ہے۔ اور یہ دوا گولیوں کی صورت میں، ۲۰ سال سے بھی زائد مدت تک ویسی ہی طاقتور رہتی ہے۔ بشرطیکہ دوا کی بوتل کا کارک ٹھیک طرح سے بند رکھا جائے۔ انگلینڈ کے ڈاکٹر برائیڈ نے اس بارے میں جو تجربات کئے ان سے وہ اس نتیجے پر پہونچے کہ جس شیشی میں دوا رکھی ہے، اس میں سے اس دوا کی طاقت کو آسانی سے نہیں نکالا جا سکتا۔ اگر اس شیشی میں دوسری دوا ڈالنی ہو تو اسے کم از کم دو گھنٹے تک ابالنا پڑے گا۔ ڈاکٹر برائیڈ نے ۳۰ طاقت کی دوا پر تجربات کئے، ایسی حالت میں ہومیو پیتھک دوا کی شیشی میں دوسری دوا ڈالنا مناسب نہیں ہے۔

(ب) ایک ہی دوا سے مرض کا تدارک کیوں کر؟

ڈاکٹر کینٹ کا نظریہ ہے کہ مرض میں وہی دوا دینی مناسب ہے جس میں دوا اور مرض کی تمام علامات پائی جائیں۔ لیکن کیا ایسی دوا کا انتخاب ممکن ہے؟ ممکن

ہے چند امراض ہیں، مرض اور دوا کی تمام علامات ایک ساتھ پائی جاتی ہوں مگر ڈاکٹروں کا تجربہ ہے کہ شاذ و نادر ہی ایسے امراض پائے جاتے ہیں کہ جن میں دونوں علامات کا اشتراک ہو جائے۔ ایسی صورت میں کیا کیا جائے، اور علامات اور دوا میں اشتراک کیسے پیدا کیا جائے؟

اس سلسلے میں آپ ڈاکٹر سنیہ ورت سدھانت النکار کی کتاب "ہومیوپیتھک دواؤں کا سمجھو چترن" (ہندی) کے صفحات ۱۴ تا ۱۶ ضرور دیکھئے۔ اس کی تکنیک وہاں آپ کو بہتر طور پر مل جائے گی۔

ہنی مین کا نظریہ تھا کہ دنیا میں مرض نہیں بلکہ مریض ہیں۔ ڈاکٹر کینٹ بھی اس تھیوری کے قائل تھے۔ اسی نقطہ نظر کی بنا پر ڈاکٹر ہیرنگ نے سہ رخی اصول کو جنم دیا۔ بقول ان کے مرض اور دوا کی اتنی زیادہ علامات پائی جاتی ہیں کہ ان سب کا اشتراک ممکن نہیں، لہٰذا انہوں نے طے کیا کہ جیسے "تین ٹانگوں کے اسٹول" سے کام چل جاتا ہے، ویسے ہومیوپیتھی میں بھی مرض اور دوا کی تین خاص علامات کا میلان ممکن ہونا چاہیئے۔ مرض اور دوا کی اگر تین خاص علامات مل جائیں تو اس دوا کا استعمال مناسب ہوگا۔ یہ تین خاص علامات کون سی ہیں؟ اس کے جواب میں وہ فرماتے ہیں۔ مریض کی ذہنی علامت، مریض کی سرد گرم مزاج کی علامت اور "مرض خاص" ان تینوں پہلوؤں کی بنا پر دوا کی تین باتیں دیکھ کر دوا کا انتخاب مناسب رہتا ہے۔ اس سے مکمل طور پر علامات کے میلان کا مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔ مریض اور دوا کی تمام علامات کے میلان کی جگہ ان کی خاص تین علامات کو تلاش کر کے انہیں مرض میں ملا کر دیکھنا چاہیئے۔

(ج) کیا اعلیٰ طاقت کی دوا دہرائی جاسکتی ہے؟

ہومیوپیتھی میں ہلکی طاقت کی دوا تو دہراتے ہیں، اعلیٰ طاقت ــــ ۲۰۰، ۱۰۰۰ وغیرہ کی دوا نہیں دہراتے۔ اس سلسلے میں ڈاکٹروں کی دو رائیں ہیں۔ پہلی رائے تو یہ ہے کہ ہلکی طاقت کو دہرایا جائے، اعلیٰ طاقت کو نہ دہرایا جائے۔ ڈاکٹر

کینٹ اور دوسرے ڈاکٹروں کی بھی یہی رائے ہے۔ مگر بھارت کے چند ڈاکٹروں کا یہ تجربہ ہے کہ اعلیٰ طاقت کی دوا کو بھی دہرانا چاہیئے۔ ان ڈاکٹروں میں گجرات کے ڈاکٹر مگن بھائی اور بمبئی کے ڈاکٹر سارا بھائی کپاڈیہ خاص طور پر قابل ذکر تھے۔ اس لئے کہ اب یہ دونوں رحلت فرما چکے ہیں۔ کئی ڈاکٹروں کی یہ رائے ہے کہ ہلکی طاقت کی دوا کو ۱۰، ۱۱، ۱۲ جھٹکے دے کر تھوڑا سا اعلیٰ طاقت کا بنا لینا چاہیئے اور اس طرح اس دوا کو تھوڑا سا اونچی طاقت کا بنا کر دہراتے رہنا چاہیئے۔ ان کا نظریہ ہے کہ ۱۰، ۱۱، ۱۲ جھٹکے دینے سے دوا کی طاقت بڑھ جاتی ہے۔

(د) ہومیو پیتھی میں کیا دوا کا مرکب مناسب ہے یا کیا جا سکتا ہے؟

ایلو پیتھی میں مختلف امراض لاحق ہونے پر ان کی مختلف دواؤں کو ایک ساتھ ملا کر مرکب کے طور پر دیا جاسکتا ہے اور دیا جاتا ہے۔ مثلاً اگر مریض کو نیند نہ آتی ہو، اسے بلڈ پریشر ہو یا کوئی اور مرض ہو، تو اسے ایک ہی مرکب میں دوائیں دی جا سکتی ہیں۔ مگر ہومیو پیتھی میں ایسا نہیں ہوتا۔ جیسے پہلے کہا جا چکا ہے کہ ہومیو پیتھی میں مرض کی علامات اور دواؤں کی علامات کا میلان بیٹھا کر دوا دی جاتی ہے۔ ہر مرض کی الگ الگ علامات کے لئے الگ دوا نہیں دی جاتی۔

لیکن آج کل بازار میں کئی مکسچر مل رہے ہیں جو ہومیو پیتھی کے اصولوں کے خلاف ہیں۔ سوال یہ ہے کہ ہومیو پیتھی میں کیا مختلف ادویات مختلف علامات کے رونما ہونے پر ایک ساتھ ملا کر دی جاسکتی ہیں یا کہ نہیں؟ جن لوگوں کا کہنا ہے کہ ایسا نہیں کیا جاسکتا، وہ کہتے ہیں کہ ہومیو پیتھی میں دوا اس دوا کی پروونگ کی بنا پر طے کی جاتی ہے۔ جب دو تین دوائیں ملا دی جاتی ہیں، تو وہ ایک نئی دوا بن جاتی ہے۔ اس کی پروونگ نہیں ہوئی ہوتی۔ ایسی حالت میں جن دواؤں کی پروونگ نہیں ہوئی انہیں ایک ساتھ ملا کر دینا ہومیو پیتھی کے اصول کے مطابق ٹھیک کیسے ہو سکتا ہے؟

مگر تجربات کرنے والوں کا کہنا ہے کہ جب انہیں مرض کی کئی علامات ہوتے ہوئے کسی ایک دوا میں تمام علامات نہ ملیں۔ تو انہوں نے مرض کی مختلف خاص خاص علامات کی بنا پر مختلف دواؤں کو ملا کر دیا۔ اور مرض دور ہو گیا۔ جب تجربات اور معائینوں کی بنا پر یہ بات ثابت ہو گئی تو ایسا کیوں نہیں کرنا چاہیئے؟ خصوصاً ایسی حالت میں جب مختلف علامات کی ایک دوا نہ ملتی ہو۔ ایسا ضرور دیکھ لینا چاہیئے کہ وہ دوائیں ایک دوسرے کے متضاد نہ ہوں۔ نامور ہومیو پیتھ ڈاکٹر جگل کشور نے الفالفا ٹانک بنایا ہے جو بازار میں عام طور پر فروخت ہو رہا ہے۔ اس میں چار یا پانچ ادویات کا مرکب ہے۔ جو ہنی مین کے اصول کے خلاف ہے۔

ہومیو پیتھی کے سامنے یہ مسئلہ ہمیشہ درپیش رہا ہے، اور رہے گا۔ بھارت میں ہومیو پیتھی کے چلن کا سہرا ڈاکٹر راجندر ناتھ دت کے سر بندھتا ہے۔ انہیں بھارت میں ہومیو پیتھی کا موجد کہا جاتا ہے۔ راجندر ناتھ دت ایشور چندر ودیا ساگر کے دوست تھے۔ اور ایشور چندر ودیا ساگر کی ہومیو پیتھی میں دلچسپی راجندر ناتھ دت کی بدولت ہوئی۔ ایشور چندر ودیا ساگر کے صاحبزادے ڈاکٹر پریش ناتھ بنرجی تھے، جنہوں نے خیراتی شفاخانے کے نقطہ نظر سے ہومیو پیتھک علاج شروع کیا تھا پریش ناتھ کو عوام رشی پریش ناتھ کہا کرتے تھے، کیونکہ وہ غریبوں کا ہومیو پیتھی کے ذریعہ مفت علاج کیا کرتے تھے۔ پریش ناتھ بنرجی سے اتنے مریض علاج کرانے آتے تھے کہ ان کے لیئے سب کا علاج کرنا مشکل ہوتا تھا۔ اس کے علاوہ انہوں نے دیکھا کہ مریضوں کی علامات ایسی پائی جاتی ہیں کہ ان علامات کی دوا تلاش کرنے میں دقت ہوتی تھی، یا ملتی ہی نہیں تھی۔ یہ مشکل دور کرنے کے لئے انہوں نے دوائیں ملا کر دینی شروع کر دیں۔ باقی ہومیو پیتھک ڈاکٹروں نے اسے ہنی مین کے اصولوں کے خلاف قرار دیا۔ مگر پریش ناتھ دوائیں ملا کر ہی دیتے رہے۔ پریش ناتھ جنہیں ایسی مختلف علامات کی دوائیں دیتے ان میں سے کسی مریض نے بھی یہ شکایت نہیں کی کہ انہیں فائدہ نہیں ہوا۔

پریش ناتھ جہاں رہتے تھے وہاں سانپوں کے کاٹے کے مریض اکثر آتے تھے۔ جیسے ہیرنگ نے "لیکے سس" نامی دوا کی تحقیق کی ویسے ڈاکٹر پریش ناتھ نے

سانپوں کے کاٹے کے لئے "لیکے سن" نامی دوا ۱۹۱۸ء میں ایجاد کی جسے ۱۹۲۳ء میں پیٹنٹ کرالیا جو دوا امریکہ تک استعمال ہونے لگی۔

یہ دیکھ کر کہ ایک دوا میں کسی مریض کی تمام علامات نہیں ملتیں، کئی ڈاکٹر عرصۂ دراز سے ہومیو پیتھک دواؤں کا مرکب بناتے رہے ہیں اس روایت کو جائز قرار دیتے ہوئے ۱۹۴۸ء میں امریکہ میں وہاں کی "فارمو کوپیا کمیٹی" نے منظوری دے دی۔

اس پیش لفظ میں جو سوالات ہم نے اٹھائے، ان کے متعلق رجعت پسندانہ ذہنیت کے طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ اعلیٰ طاقت میں ہومیو پیتھی کا استعمال کرنے والے بھی ملتے ہیں اور ہلکی طاقت میں ہومیو پیتھک کا استعمال کرنے والے بھی۔ اعلیٰ طاقت کے بعد ہلکی اور ہلکی کے بعد اعلیٰ طاقت کا استعمال کرنے والے بھی موجود ہیں۔ ہلکی طاقت کو دہرانے والے بھی ملتے ہیں اور مسلسل اعلیٰ طاقت دہرانے والے بھی دیکھے جاتے ہیں۔ ایک ہی دوا کا استعمال کرنے والے بھی ملتے ہیں۔ کئی ادویات کا علامات کے مطابق استعمال کرنے والے بھی ملتے ہیں۔ مختلف ادویات کا مرکب کرنے والے ڈاکٹر موجود ہیں۔ سب کا اپنا اپنا تجربہ ہے۔ کسی ڈاکٹر کے تجربے پر کوئی نکتہ چینی نہیں کرنی چاہیئے۔

ہم نے اس کتاب میں مختلف تجربہ کار ڈاکٹروں کے تجربات پیش کئے ہیں اب سوال یہ ہے کہ اس کی صورت کیا ہے۔ ایک صورت تو یہ ہے کہ کسی تسلسل کو برقرار نہ رکھتے ہوئے جو مرض سامنے آئے اس کا طریقۂ علاج کیا ہے، انہیں تجربات کو یکجا کر دیا جائے۔ ہم نے اس کتاب میں یہی طریقہ اپنایا ہے۔ تاکہ قارئین پوری کتاب کا مطالعہ کر کے اپنے لئے کوئی رائے متعین کریں۔ ہم نے ہومیو پیتھی کی مستند کتب اور جرائد و رسائل کے تجربات یکجا کئے ہیں۔ امید ہے کہ وہ قارئین کے لئے مشعل راہ ثابت ہوں گے۔

آخر میں ہم نے تین صفحے بھی دیئے ہیں۔ ان میں مختلف امراض اور ان کی ادویات پر طائرانہ نظر ڈالی جا سکتی ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ ہومیو پیتھی میں دوا مرض پر نہیں بلکہ علامات پر دی جاتی ہے۔ مگر علامات اتنی زیادہ ہوتی ہیں ان کا ضمیمہ مرتب نہیں کیا جا سکتا۔ اس

کتاب کا نام ہم نے "ہومیو پیتھی کے عملی تجربات" رکھا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عالمگیر شہرت یافتہ ہومیو پیتھک ڈاکٹروں نے اپنے جن مریضوں کو جن امراض کی علامات پر ہومیو پیتھی ادویات استعمال کرائیں۔ اور جس دوا کو مسلسل استعمال کیا، ان کا خاکہ قارئین کی نگاہوں کے سامنے آجائے۔ اس انداز سے یہ کتاب ایک اچھی حوالہ جاتی اور مستند کتاب بن گئی ہے۔ اور اس کی اہمیت اس امر میں نہاں ہے کہ آخر میں موزوں جرائد اور کتب کے حوالے بھی دیئے گئے ہیں۔

دنیا میں ہومیو پیتھی کا مستقبل روشن ہوتا جارہا ہے۔ ابھی حال ہی میں جرمن کے مشہور ہومیو پیتھ ڈاکٹر زبیل نومبر ۱۹۸۸ء کے آخر میں بھارت آئے تھے۔ ان کا کہنا ہے کہ جرمن میں ۱۰ سے ۷۰ فی صد عوام اب ہومیو پیتھی علاج کرانا مناسب سمجھتے ہیں، کیونکہ آج اگر ایلو پیتھی کی جو دوا اعلیٰ ترین تصور کی جاتی ہے کل اس کے ردِ عمل کے متعلق تحریک شروع ہوجاتی ہے۔ اینٹی بایوٹیکس ڈرگس کی کتنی شہرت تھی آج انہیں کے خلاف واویلا مچ رہا ہے، کیونکہ ان کے بے شمار ردِ عمل منظر عام پر آرہے ہیں۔

ہمیں امید ہی نہیں بلکہ یقین کامل ہے کہ ہمارے قارئین ہماری اس ناچیز کوشش کی مناسب پذیرائی کریں گے اور اس کے مطالعے سے ہومیو پیتھی طریقۂ علاج کی مشعل ہمیشہ روشن رہے گی اور عوام کے لئے چراغِ راہ ثابت ہوگی۔

ڈاکٹر لیاقت راجپوت

ہومیوپیتھی کے عملی تجربات

[HOMOEOPATHIC CASE-REPORTS]

(۱) پھوڑا اور سائیلیشیا SILICEA

ڈاکٹر گرینٹ ہومیوپیتھک ریکارڈر کی جلد ۴۳ میں بلّی کے ایک پھوڑے کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔
میرے دوست کے پاس ایک بلّی تھی، جس کے گلے پر ایک پھوڑا اٹھا۔ جو بلّی کے گلے کی ہڈّی تک جا پہونچا تھا اس سے اسے بہت تکلیف ہوتی تھی۔ جو دوا مویشیوں کا ڈاکٹر دیتا تھا، اس سے پھوڑا اوپر سے تو سوکھ جاتا تھا۔ مگر خشک ہوجانے پر وہ پھر اُبھر آتا تھا۔ پھوڑے کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کا اس کے پاس کوئی علاج نہ تھا۔ میں جب اپنے دوست کے گھر گیا تو اس نے پوچھا کہ کیا بلی کی اس تکلیف کو دور کرنے کا ہومیوپیتھی میں کوئی علاج ہے؟ میں نے بلی کو سائیلیشیا کی ایک خوراک دی۔ اور پھوڑا اوپر سے پھوٹ پڑا اور آہستہ آہستہ اندر سے سوکھ گیا۔ دو ہفتے میں بلّی ٹھیک ہوگئی اور میرے دوست نے بلی کی طرف سے بعد شکریہ ایک تحفہ دیا۔

"میر اکلز آف ہیلنگ" مصنف۔ بارکر۔ ص ۸۳

(۲) گنجاپن اور فلوریک ایسڈ | FLUORICUM ACIDUM

جناب ایڈورڈ تھامس ایک کتے کے بال جھڑ جانے سے متعلق "ہومیوپیتھک ورلڈ" کی ۱۹ویں جلد میں تحریر فرماتے ہیں "ایک کتا امراضِ جلد کا شکار تھا جس کی وجہ سے اس کے بال جھڑ جاتے تھے۔ مویشیوں کے ڈاکٹر جو دوا دیتے یا لگاتے اس سے مرض جڑ سے نہیں جاتا تھا۔ مجھے ۵ جون کو اس کے علاج کے لئے طلب کیا گیا۔ مجھے یاد آیا کہ ایک لائق ہومیوپیتھک ڈاکٹر نے فلوریک ایسڈ کی گولیوں سے گنجے پن کے کئی مریضوں کو صحت بخشی تھی۔ مریضوں کے بالوں کے گچھوں کے گچھے جھڑتے تھے۔ اس دوا سے بالوں کا یہ جھڑنا رک جاتا تھا۔ اس دوا کا میں نے اس کتے پر تجربہ کیا۔ اس دوا کی ایک خوراک ہر روز صبح کتے کو دی۔ ایک ہفتہ تک یہی دوا دی گئی۔ پھر ایک دن کے وقفے سے ۱۷ ستمبر تک اسے یہ دوا دی جاتی رہی۔ یہ علاج ۵ جون سے شروع ہوا تھا۔ اس طرح جون، جولائی، اگست اور ستمبر تک ہر روز صبح اس دوا کی ایک خوراک دینے سے کتے کے بال جھڑنے بند ہوگئے۔ اور جہاں جہاں بال جھڑے تھے۔ وہاں وہاں نئے، مہین اور ملائم بال آگئے۔"

کبھی کبھی داڑھی کے بال چکتے کی شکل میں جھڑ جاتے ہیں۔ میری آزمودہ دوا یہ ہے کہ جہاں گھوٹا لیموں

کے رس میں چونے کے ساتھ لگانے سے وہاں چھالے پڑ جاتے ہیں۔ چھالوں کے سوکھ جانے پر وہاں بال اگنے لگتے ہیں۔

"میراکلز آف ہیلنگ"۔ مصنّف بارکر۔ ص ۳۶

(۳)۔ سردی لگنا اور ایکونائیٹ ACONITUM NAPELLUS

"ہومیو پیتھک ورلڈ" کی بارہویں جلد میں ڈاکٹر ہیلے لکھتے ہیں کہ ایک استانی اپنی طالبات کے ساتھ کڑاکے کی سردی میں کہیں جا رہی تھی چاروں طرف سرد ہوائیں چل رہی تھیں اس بے چاری کو سردی کھا گئی۔ جب میں اسے دیکھنے گیا تو وہ بستر میں لیٹی تھیں۔ اور سانس لیتے وقت اسے چھاتی میں درد محسوس ہوتا تھا۔ نبض ۱۲۰ فی منٹ چل رہی تھی۔ بخار چڑھا ہوا تھا۔ میں نے اسے **ایکونائیٹ** ۳۰ کی ایک خوراک دی۔ اور تقریباً پانچ منٹ میں وہ پسینے میں تر بہ تر ہوگئی۔ بخار اتر گیا اور درد جاتا رہا۔ جب میں نے اگلے دن جاکر دیکھا تو اُسے بھلی چنگی پایا۔ صرف کمزوری رہ گئی تھی۔ **ایکونائیٹ** جلدی جلدی دیا جاتا ہے کیونکہ اس کا اثر دیر پا نہیں ہوتا۔

"میراکلز آف ہیلنگ"۔ مصنف بارکر۔ ص ۱۲۸

(۴) زکام اور ایلیم سیپا ALLIUM CEPA

ڈاکٹر بارکر اپنی کتاب "میراکلز آف ہیلنگ" کے ص ۸۰ پر لکھتے ہیں کہ کچی پیاز کو چھیلتے وقت اڑنے والے بخارات ان کی ناک اور آنکھوں پر لگنے سے زکام جیسا پانی نکلتا ہے۔ اس لئے ناک سے بہنے والے پانی کو ایلیم سیپا سے فائدہ پہونچتا ہے۔ ڈاکٹر کیر بریقیر اپیوٹیکس آف دی ریپسی ریٹری آرگنز" میں لکھتے ہیں کہ ہومیو پیتھی کے اصول سمجھنے کے لئے کچی پیاز کو چاقو سے کاٹنے سے جو رس ناک اور آنکھوں کو لگتا ہے اس سے ہونے والا زکام ہی کافی ہے۔ مصنّف نے ناک اور آنکھوں سے بہنے والے پانی پر کئی مرتبہ سیپا نے اپنا کامیاب اثر دکھایا ہے۔

(۵)۔ گیس کے ساتھ پاخانہ اور ایلوز ALOE

ڈاکٹر چیریٹی کی کتاب "لامیٹرے میڈیکیلے پراکی ٹیکے" کے ص ۳۰ میں **ایلوز** پر لکھتے ہوئے ڈاکٹر سیم وان ڈین ورگھے رقم طراز ہیں۔ "مجھے اپنے شہر میں کانوینٹ کے ایک طالب علم کو دیکھنے کے لئے طلب کیا گیا جسے اپنے پاخانے اور پیشاب پر کوئی کنٹرول نہ تھا یہ دونوں خود بخود نکل جاتے تھے۔ وہ یہ سمجھتا تھا کہ پیٹ سے ہوا خارج ہو رہی ہے مگر گیس کے ساتھ پاخانہ اور پیشاب بھی نکل جاتا تھا۔ ۹ فروری کو میں نے اسے **ایلوز** ۳۰ کی پانچ گولیاں یومیہ دیں جب میں ۱۹ فروری کو اسے دیکھنے گیا تو میں نے اس میں افاقہ محسوس کیا۔ اس مرض کے ساتھ اسے سردرد بھی ہونے لگا تھا۔ وہ تو بالکل جاتا رہا اور پاخانہ اور پیشاب

پر اس نے قابو پا لیا۔ جب ۲۳ تاریخ کو میں نے اسے دیکھا تو وہ مکمل طور پر صحت یاب ہوگیا تھا۔"

میرا کلز آف ہیلنگ۔ مصنّف بارکر۔ ص ۸۳

(۶) قوّت یادداشت کا سلب ہونا اور ایناکارڈیم ANACARDIUM ORIENTABLE

ڈاکٹر اسکرٹ لکھتے ہیں کہ پاگل خانے میں ۳۰ سال کا ایک نوجوان مریض تھا جس کا ایگزیما پارے کی کسی دوا سے ٹھیک ہوا تھا جلدی مرض سے افاقے کے ساتھ اسے ذہنی مرض نے آگھیرا وہ سوچنے لگا کہ وہ ایک نہیں دو افراد ہیں وہ کہا کرتا تھا کہ ایک اجنبی میرے اندر موجود ہے جب وہ پیتا تھا تو کہا کرتا تھا کہ مشروب اس کے پیٹ میں نہیں گیا۔ بلکہ وہ اس کے اندر والے اجنبی کے پیٹ میں گیا ہے وہ کہتا تھا کہ میرا پیٹ تو خالی ہے جب اُسے **ایناکارڈیم** دی گئی تو وہ جلد صحت یاب ہو گیا۔

"میرا کلز آف ہیلنگ"۔ مصنّف بارکر۔ ص ۱۷۷

(۷) صرف کھاتے وقت کوئی تکلیف نہ ہونا اور ایناکارڈیم ANACARDIUM OCCIDENTABLE

ڈاکٹر چیبر یٹی اپنی کتاب میٹیرے میڈیکیلے پراکی ٹیکے میں لکھتے ہیں۔ مجھے ایک عجیب وغریب مریض سے سابقہ پڑا وہ ۲۰ سال سے سفرہ کے ایک مرض کا شکار تھا اس کے سفرہ میں ہر وقت رکاوٹ رہتی تھی اس کی وجہ نہ تو بواسیر تھی اور نہ ہی کچھ اور یہ مرض کی کافی تشخیص کے بعد ایک عجیب وغریب علامت کا علم ہوا۔ کھانا کھاتے وقت یہ رکاوٹ محسوس نہیں ہوتی تھی اس تشخیص یعنی کھاتے وقت تکلیف کا عدم احساس" پر اسے **ایناکارڈیم** ۳۰ طاقت کی خوراک دی گئی۔ اس کے بعد یہی دوا ۲۰۰ طاقت میں دی گئی مریض صحت یاب ہو گیا۔ کسی بھی بیماری میں اگر یہ عجیب وغریب علامت محسوس ہو کہ کھاتے وقت کوئی تکلیف نہ ہو **ایناکارڈیم** اس کا علاج ہے۔ اس صورت میں یہی دوا مرض میں افاقہ کرتی ہے۔

"میرا کلز آف ہیلنگ"۔ مصنّف۔ بارکر ص ۲۱۸

(۸) جلندر اور ایپس APIS MELLIFICA

ڈاکٹر چیبر یٹی جلندر کے مرض کے شکار ایک ایسے بچّے کی کیس ہسٹری لکھتے ہیں کہ جس کی عمر صرف دو سال آٹھ مہینے تھی وہ فرماتے ہیں کہ ایک درزی نے میرے پاس آکر درخواست کی کہ اس کے دو سال آٹھ ماہ کے بیٹے کو آکر دیکھ لوں کہ جو پیدائشی طور پر جلندر کے مرض کا شکار ہے۔ اس کا کہنا تھا کہ وہ اپنے بچّے کو کئی ڈاکٹروں کو دکھا چکا ہے۔ لیکن کسی سے افاقہ نہیں

ہوا۔ سبھی کا کہنا تھا کہ بچہ زیادہ دن زندہ نہیں رہ سکتا۔

ڈاکٹر نے دیکھا کہ بچہ ہل جل نہیں سکتا تھا پڑا پڑا چلاتا رہتا تھا۔ اس کے جسم کے کسی بھی عضو کو چھوتے تو وہ چلا اٹھتا تھا۔ بچے کے سارے جسم میں جلندر کی وجہ سے سوزش تھی۔ جسم زرد پڑ گیا تھا۔ جسم میں پانی پڑ جانے کی وجہ سے جلد سخت اور تنی ہوئی تھی۔ جسم میں پانی اتنا بھر گیا تھا کہ وہ اپنی عمر سے دوگنا نظر آتا تھا۔ پیشاب کا معائنہ بھی نہیں کیا جا سکتا تھا کیونکہ اس کا مثانہ بھی کام نہیں کرتا تھا۔ ایسے مریضوں کے لئے ایپس ہی کارگر دوا ہے۔ یہ سوچ کر میں نے ایپس ۶ کی کچھ خوراکیں بچے کے باپ کے پاس چھوڑ دیں۔ اور ہدایت دے دی کہ صبح و شام ایک ایک خوراک پانی کے ساتھ دیتے رہیے پہلی خوراک صبح پانچ بجے دی گئی اسے لے کر بچہ سو گیا۔ دو گھنٹے بعد اٹھا، دودھ پیا اور سو گیا۔ پیدائش کے بعد وہ اس طرح پہلی مرتبہ سویا تھا۔ اگلے دن صبح سات بجے اسے ایک خوراک دی گئی۔ آٹھ بجے بچے نے کھل کر پیشاب کیا اور ماں کا دودھ تین مرتبہ پیا۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ کئی مرتبہ پیشاب کرتا رہا۔ تیسرے دن تو بچے نے اتنا پیشاب کیا گویا پیشاب میں تیر رہا ہو۔ چار پانچ روز میں بچہ معمول پر آگیا ایپس لاطینی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں شہد کی مکھی۔ شہد کی مکھی کے کاٹنے سے سوجن آجاتی ہے۔ ہومیو پیتھک ایپس دوا اس طرح کی سوجن کا علاج ہے۔

"میراکلز آف ہیلنگ"۔ مصنف۔ بارکر۔ ص ۲۷۶

(۹)۔ اپینڈے سائیٹس اور برایونیا BRYONIA

ڈاکٹر پریرے اسکی ہیٹ نے ۱۹۴۷ء میں منعقدہ ہومیو پیتھی کی بین الاقوامی کانگرس میں اپینڈے سائیٹس کا ایک کیس اس طرح بیان کیا۔

"نیویارک کے بورڈنگ ہاؤس میں دو روز آنے کے بعد مجھے ایک فرانسیسی استاد کی تکلیف دور کرنے کے لئے بلایا گیا۔ ان کی عمر تقریباً ۴۵ سال تھی وہ پیٹ کے شدید درد کی وجہ سے چلا رہے تھے۔ چلانے کے ساتھ ساتھ قے بھی کر رہے تھے۔ معائنے کے بعد معلوم ہوا کہ ان کا پیٹ تنا ہوا ہے۔ پیٹ کو چھوتے ہی درد محسوس ہوتا ہے۔ درد دائیں جانب ایلیک فوکس یعنی چھوٹی آنت کے آخری مقام پر ہے۔ پیٹ درد کا مقام بالکل طے تھا۔ انہیں قبض بھی تھا۔ بھوک نہیں تھی۔ ہلنے جلنے سے درد بڑھتا تھا۔ مریض پیٹھ کے بل لیٹا ہوا تھا اسے بخار تھا وہ بیچین

تھا اور مضطرب بھی۔ وہ پسینے میں تر بہ تر تھا۔ اور سمجھتا تھا کہ یہ بیماری جان لیوا ہے۔ حرارت ۱۰۳ ڈگری سینٹی گریڈ تھی۔ اور نبض کی رفتار ۱۰۰ فی منٹ تھی میں نے اسے **برایونیا** IM کی ایک خوراک دی اس کے بعد ہر گھنٹہ بعد **پلاسیبو** دیتا رہا۔ دوا لینے کے دو گھنٹے بعد بے چینی دور ہو گئی اور پیٹ درد جاتا رہا مریض نے کہا کہ وہ بہتر ہے۔ اس کے ۴۸ گھنٹے بعد اسے کھل کر پاخانہ آیا۔ کچھ دن تک اس میں قوت برداشت کا مادہ پیدا ہو گیا۔ بعد میں مریض بھلا چنگا ہو گیا۔
برایونیا کا IM میں نے اس لئے دیا کہ میرے پاس اسی طاقت کی دوا تھی۔ اور کیس واضح طور پر اپینڈے سائیٹس کا تھا۔ **پلاسیبو** غیر طبی گولیاں ہوتی ہیں۔ اس میں کوئی دوا نہیں ملائی جاتی۔

"میراکلز آف ہیلنگ"۔ مصنّف بارکر ص ۲۳۶

(۱۰) مرگی اور ارجنٹیم نائیٹریکم ARGENTUM NITRICUM

ڈاکٹر جارج رائل اپنی کتاب "دی ڈیزیز آف دی برین اینڈ نروس" میں لکھتے ہیں۔
تقریباً تیس سال ہوئے ایک ڈاکٹر مریض میرے پاس برائے علاج بھیجا گیا۔ شکاگو کے ہسپتال میں اسکا پروگریسو پیرالیسس آف دی ان سین مرض کا علاج کیا گیا تھا اسے مرگی کے مسلسل دورے پڑتے تھے۔ اور مرض بڑھتا ہی جاتا تھا۔ بیماری کی حالت میں مریض احمق لگتا تھا۔ وہ کبھی خوش اور کبھی رنجیدہ ہو جاتا تھا۔ ذہنی طور پر وہ اتنا کمزور تھا کہ ایک لفظ بھی نہیں لکھ سکتا تھا۔ پاخانہ ڈھیلا اور جھاگ دار آتا تھا۔ کبھی کبھی تو یہ خود بخود اجابت ہی میں نکل جاتا تھا وہ سب طرح کا میٹھا پسند کرتا تھا۔ اس کی مرگی کی علامات مندرجہ ذیل تھیں۔

وہ چیخنے اور چلانے لگتا۔ چلتے چلتے بیٹھے بیٹھے یا لیٹے لیٹے گر جاتا۔ اس کی نسیں پھڑکنے لگتیں خصوصاً گلے کی نسیں۔ وہ کبھی کبھی بے ہوش ہو جاتا تھا۔ منہ سے جھاگ نکلتی۔ وہ اپنی زبان کبھی کاٹ لیتا تھا۔ دورے پڑنے پر پہلے اسے کپکپی ہوتی تھی۔ اور پھر وہ بے ہوش ہو جاتا اور ہوش آنے پر نرا بونگا نظر آتا تھا۔ وہ پہلے تمباکو اور شراب نوشی کا عادی ہو چکا تھا ان سب علامات کے علاوہ میٹھا کھانے کی اہم علامت اور ذہنی کیفیت دیکھ کر اسے **ارجنٹیم نائیٹریکم** ۳۰ کا ایک گرین کھانا کھانے سے دس منٹ قبل ایک ہفتہ تک

دی جانے لگی۔ بعد ازاں ایک ماہ تک ایک گرین صرف صبح کے وقت دیا جانے لگا۔ اس علاج سے وہ صحت یاب ہوگیا۔ ایلوپیتھی میں مرگی میں برومائیڈ اور لیومینل دی جاتی ہے، جس سے ذہن کو سکون ملتا ہے، مگر مریض کا پیٹ خراب ہوجاتا ہے۔ اور دماغ پر برا اثر پڑتا ہے۔

"میراکلز آف ہیلنگ"۔ مصنف بارکر ص ۱۸۰

(۱۱) چوٹ۔ آپریشن۔ جسمانی بیماری اور آرنیکا ARNICA

ڈاکٹر چیریٹی ایک خاتون کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آپریشن کرانے کے بعد اس کا مثانہ قابو سے باہر ہوگیا۔ اس نے انتہائی لائق ڈاکٹروں سے علاج کرایا مگر سب نے جواب دے دیا۔ کسی سے اس کا علاج نہ ہوسکا۔ ہومیوپیتھی کے سب ڈاکٹر جانتے ہیں کہ آپریشن کرانے کے بعد یا چوٹ لگنے کے بعد اگر کوئی تکلیف ہو تو وہ آرنیکا سے دور ہوجاتی ہے۔ چونکہ اس کا مثانہ آپریشن کے بعد ناکارہ ہوگیا تھا اس لئے ڈاکٹر چیریٹی نے اسے گرم پانی میں آرنیکا کی ایک بوند دے کر ٹھیک کر دیا۔ وہ لکھتے ہیں "مجھے محترمہ... کو دیکھنے کے لئے بلایا گیا وہ بستر پر لیٹی تھیں۔ ان کے شوہر نے بتایا کہ سات سال ہوئے ان کی بچہ دانی کا آپریشن ہوا تھا۔ اس کی پیشاب کی نالی نے کام کرنا بند کر دیا، پیشاب خود بخود نکل جاتا ہے۔ ڈاکٹر اس کا معائنہ کرکے اس مرض کی کوئی وجہ نہ بتا سکے۔ مگر وہ آرنیکا سے صحت یاب ہوگئیں"۔ اس بارے میں ڈاکٹر بارکر لکھتے ہیں کہ ہومیوپیتھی میں ایلوپیتھی کی طرح امراض کے کوئی حتمی علاج یا ان کی کوئی مخصوص دوائیں نہیں ہوتیں۔ ہومیوپیتھی میں خاص خاص علامات کی صورت میں ان کے اسباب رفع کرنے کی ادویات ہیں۔ مثلاً چوٹ یا کاٹ لگنے پر اگر تکلیف ہو تو اسے آرنیکا دور کرسکتی ہے۔ سردی لگنے یا بارش میں بھیگ جانے پر اگر تکلیف محسوس ہوتی ہو تو اسے رس ٹاکس ڈلکامارا RHUS-TOXICODEN یا ایکونائیٹ ACONITUM دور کرسکتی ہے۔ یہ علامات کا علاج ہے۔ امراض کا نہیں۔ مرض کوئی بھی ہو اگر تشخیص صحیح ہے تو وہ دوا تریاق ثابت ہوگی۔

"میراکلز آف ہیلنگ"۔ مصنف بارکر۔ ص ۳۲۰

(۱۲) شیاٹیکا یعنی کمر کا درد اور آرسنیک ایلبم

ARSENICUM ALBUM

ڈاکٹر جیریٹی اپنی فرانسیسی کتاب میں رقم طراز ہیں، کہ جب میں عالمی جنگ کے دوران میدان جنگ میں ڈاکٹری خدمات انجام دے رہا تھا تو ڈاکٹر .... کو علم نہیں تھا کہ میں ہومیوپیتھی کا ڈاکٹر بھی ہوں۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ اپنے یہاں کمر کے درد میں مبتلا ایک مریض ہے اسے کسی علاج سے افاقہ نہیں ہو رہا میری ایک رفیقہ ڈاکٹر کا کہنا تھا کہ انہوں نے سر توڑ کوشش کر لی مگر اس کی محنت رائیگاں ہی گئی جب میں نے مریض کا معائنہ کرنے کے بجائے ایسے سوالات کرنے شروع کر دیئے کہ جن کا مرض سے کوئی تعلق نہ تھا تو اسے حیرت ہوئی۔ میں نے پوچھا کہ کیا درد کے ساتھ جلن بھی ہوتی ہے؟ کیا جلن کے وقت سینک دینے سے اسے راحت ملتی ہے؟ کیا اس کا درد رات کے وقت یعنی صبح ایک بجے بڑھ جاتا ہے؟ جب میری ڈاکٹر رفیقہ مجھے مریض کے پاس لے گئی تو میں نے اس سے کہا کہ مریض کا علاج ایلوپیتھی کے بجائے ہومیوپیتھی سے ہو سکے گا۔ اسے یہ سن کر حیرت ہوئی۔ اس نے کہا "بابا۔ کسی بھی طرح مریض کو ٹھیک کر دو۔ مگر اسے زہر نہ دو"

جو علامتیں میں نے پوچھیں وہ سب آرسینک کی تھیں۔ ڈاکٹر نیش اپنی کتاب "لیڈرز ان ہومیوپیتھک ٹریٹمنٹ" کے ص ۳۹۵ میں لکھتے ہیں کہ عام طور پر آرسینک کے مریض کی اہم علامتیں مندرجہ ذیل ہیں مریض کو انتہائی کمزوری تکلیف اور بے چینی محسوس ہوتی ہے۔ تھوڑی تھوڑی پانی کی پیاس لگتی ہے۔ یہ مرض رات ایک بجے سے تین بجے تک بڑھتا ہے۔ ڈاکٹر نیش نے لکھا ہے کہ کمر کے درد کے سنگین ترین مریض کو انہوں نے اسی علامت کے ذریعہ صحت یاب کیا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ کمر کے درد میں مریض کو درد کے ساتھ سینک سے آرام ملتا ہے اور درد رات کے ایک بجے جاگتا ہے تو اس مریض کی کمر کے درد میں رات ایک بجے سے اضافہ دیکھ کر اسے آرسینک دی گئی اور درد جاتا رہا۔ مریض کو ہر تین گھنٹے بعد آرسینک 1M دی گئی اور تیسرے دن وہ بھلا چنگا ہو گیا۔

صحت یاب ہونے کے چھ ماہ بعد اس شخص کو پھر شیاٹیکا کا درد اٹھا۔ مگر اس مرتبہ ایک بجے کے بجائے دس بجے درد اٹھتا تھا۔ مذکورہ لیڈی ڈاکٹر کو میں نے لکھا کہ اب اسے جیلسی میم دو کیونکہ اس کے درد کا یہی وقت ہے۔

"میراکلز آف ہیلنگ"۔ مصنف بارکر ص ۱۸۶

آرسینک پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے ڈاکٹر جارج رائل کا اس دوا سے متعلق

اپنا تجربہ تحریر کرنا مناسب ہوگا۔ وہ "ہومیو پیتھک ریکارڈز" جریدے کے اپریل ۱۹۳۰ء کے شمارے میں یوں رقم طراز ہیں۔

"میرے ایک مریض کی علامات **آرسینک** جیسی تھیں۔ میں نے اسے ہلکی طاقت کی دوا **آرسینک** دی۔ اس کا کوئی ردِ عمل نہ ہوا۔ میرے پاس ایک اور مریض آیا۔ اس کی علامات بھی **آرسینک** جیسی تھیں۔ اسے میں نے **آرسینک** 1M دی۔ کچھ فائدہ نہ ہوا" پھر ۲۰۰ دی۔ اس کا بھی اثر نہ ہوا۔ اس کے بعد **آرسینک** ۶ دی۔ اس نے اپنا فوری اثر دکھایا۔ **آرسینک** ہی میں یہ بات نہیں ہے۔ تمام دواؤں کا یہی حال ہے۔ ڈاکٹر نیٹس کا تجربہ تھا کہ اعلیٰ طاقت میں دوا دینے سے زیادہ فائدہ ہوتا ہے۔ مگر وہ یہ لکھتے ہیں کہ ایک مریض کا پیٹ گیس سے پھولا ہوا تھا۔ ایسی علامت کے مطابق انہوں نے اس کو ۲۰۰ طاقت کی دوا دی۔ اس سے افاقہ نہ ہوا۔ ۳ طاقت سے زیادہ فائدہ ہوا اور اس سے کم تر طاقت کی دوا نے اپنا زود اثر دکھایا۔

کسی دوا کی طاقت کو توڑنے کے لئے ڈاکٹر مریض کو تین خوراک دیتے ہیں ایک 1M کی دوسری ۲۰۰ کی اور تیسری ۳۰ کی۔ پہلی اعلیٰ طاقت کی، پھر تین گھنٹے بعد ۲۰۰ طاقت کی۔ پھر تین گھنٹے بعد ۳۰ طاقت کی۔ ان کا نظریہ ہے کہ جس طاقت سے بھی فائدہ ہونا ہوگا۔ اس طرح دوا دینے سے زیادہ فائدہ ہو جائے گا۔

"میراکلز آف ہیلنگ"۔ مصنف بارکر ص ۔ ۱۲۸

(۱۳) جوڑوں کا درد اور کاسٹی کم CAUSTICUM

اکثر جوڑوں کے درد میں گرمی اور برسات کے موسم میں آرام ملتا ہے لیکن اگر برسات اور سردی کے موسم میں مریض کو اس درد سے آرام ملے تو **کاسٹی کم** اپنا اثر دکھاتی ہے۔

ہومیو پیتھک ریکارڈر کے مارچ ۱۹۳۱ء کے شمارے میں ڈاکٹر فرینگٹن لکھتے ہیں کہ ان کے کلینک میں ایک ایسی مریضہ کو لایا گیا کہ جس کے ہاتھوں کے جوڑ اتنے اکڑے ہوئے تھے کہ وہ کوئی کام نہیں کر سکتی تھی۔ مگر برسات کا موسم شروع ہوتے ہی جوڑ کھل جاتے تھے اور وہ تمام کام کاج کر سکتی تھی یہ مرض کی ابھی ابتدا ہی تھی۔ اس حالت میں اسے **کاسٹی کم** دی گئی اور اس کے جوڑ کھل گئے۔ ڈاکٹر فرینگٹن لکھتے ہیں کہ دس سال بعد بھی جب میں نے اس خاتون کو دیکھا تو بھی اس کی انگلیاں لچکدار ہی تھیں۔

"میراکلز آف ہیلنگ"۔ مصنف بارکر۔ص۔۱۰۶

(۱۴) ذہنی نشوونما کا نہ ہونا اور بیرائیٹا کارب BARYTA CARBONICA

کئی لڑکوں اور لڑکیوں کی ذہنی نشوونما نہیں ہو پاتی۔ وہ پندرہ۔ سولہ سال کی عمر میں بھی بچوں کی سی حرکات کرتے ہیں۔ اور کند ذہن بھی رہتے ہیں۔ اگر انہیں پاگل خانوں یا ایسے کسی اداروں میں بھیجا جائے تو ان کی حالت اور دگرگوں ہو جاتی ہے۔ ڈاکٹر ڈیوڈسن نے "ہومیوپیتھک ورلڈ" کے نومبر ۱۹۳۰ء کے شمارے میں مندرجہ ذیل دو کیس تحریر کئے ہیں۔ ایک گیارہ سال کی گونگی بہری لڑکی تھی۔ وہ بڑی چڑچڑی اور غصیل تھی اور اس میں بدلہ لینے کا جذبہ کافی تھا ذہنی طور پر وہ اتنی کند ذہن تھی کہ اس کے والدین اسے ذہنی طور پر مجبور و معذور بچوں کے اسکول میں بھیجنا چاہتے تھے ڈاکٹر ڈیوڈسن لکھتے ہیں کہ اسے بیرائیٹا کارب چھ دن میں تین بار دو سال تک دی گئی اس کا اثر یہ ہوا کہ وہ سننے بھی لگی اور بولنے بھی! اور اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنی ماں کے کام میں ہاتھ بھی بٹانے لگی۔ اور وہ ایک سمجھ دار لڑکی بن گئی۔ ڈاکٹر فیرینگٹن ایک لڑکے کا بھی ذکر کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ وہ لڑکا بالکل گنوار اور اجڈ تھا۔ اسے ہر روز بیرائیٹا کارب دو ماہ تک دی گئی۔ اور آخر اس کے اسکول کے ہیڈ ماسٹر کی رپورٹ کے مطابق اس کا شمار اسکول کے ذہین لڑکوں میں ہونے لگا۔ "میراکلز آف ہیلنگ"۔ مصنف بارکر۔ص۔۲۵۔۲۴

(۱۵) چہرے کا درد اور بیلاڈونا وغیرہ BELLADONNA

ڈاکٹر ایلن نے ڈاکٹر لوٹزے کی "فیسیئل اینڈ شیاٹک نیورولجیا" نامی کتاب میں مندرجہ ذیل کیس کا تذکرہ کیا ہے۔

فرینک فورٹ کا ایک دندان ساز فیسیئل نیورولجیا کے مرض کا شکار تھا۔ اس نے مجھ سے ہومیوپیتھک دوا طلب کی۔ پچھلے آٹھ سال سے اسے اس درد سے کبھی راحت نہیں ملتی تھی۔ اس کی تکلیف اتنی بڑھ چکی تھی کہ سرجنوں نے درد والی نس کو کاٹ ڈالنے کا مشورہ دیا۔ درد انتہائی شدید تھا۔ آتا تھا۔ چلا جاتا تھا۔ یہ بیلاڈونا کی علامت ہے۔ میں نے اسے اس دوا کی ۱۰M خوراک کے چھ پاؤڈر دیئے۔ تب سے اس کی تکلیف جاتی رہی۔

فیسیُل بیورو بیجیا کے ڈاکٹر بارکر نے اپنی تصنیف "میراکلز آف ہیلنگ" کے ۱۹۰۔۱۸۹۔۱۸۸

صفحات پر چند اور کیس بھی دیئے ہیں۔

جن کا ذکر ہم ذیل میں کر رہے ہیں۔

(الف) ایک خاتون چار ماہ سے دائیں جانب کے چہرے کے درد میں مبتلا تھی۔ جب میں اسے دیکھنے گیا تو وہ کہنے لگی کہ چہرے کا دائیں جانب کا اذیت ناک درد جبڑے اور دانتوں تک جاتا ہے۔ یہ رات کو بڑھ جاتا ہے۔ دائیں جانب کے سر درد کی صورت میں سینگونیریا بھی دی جاتی ہے) درد دائیں جانب محدود رہنے کی وجہ سے اسے چیلی ڈونیم دی گئی۔ اسے اس سے تین ہفتے تک تو سکون رہا اس کے بعد وہ درد پھر عود کر آیا۔ اس وقت اسکی علامات یہ تھیں۔

درد چمک کے ساتھ اٹھتا تھا۔ ایک دم آتا اور ایک دم چلا جاتا تھا۔ جس جانب درد تھا وہاں گرم سینک سے راحت ملتی تھی۔ اسے میگنیشیا فاس ۲۰۰ دی گئی۔ جس سے اسے ہمیشہ کے لئے سکون مل گیا۔
MAGNESIA PHOSPHORICA

(ب) ڈاکٹر چیسر بیٹی ایک اور خاتون کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جولائی ۱۹۱۲ء میں مجھے اسے دیکھنے کے لئے جانا پڑا۔ اسے چہرے اور دانت کے درد نے پریشان کر دیا تھا۔ اس درد کے ساتھ اسے منہ میں ٹھنڈک کا احساس ہوتا تھا۔ یہ علامت تھوجا کی ہے۔ میں نے تھوجا ۱۰ M دی۔ اور درد جاتا رہا۔ ستمبر میں اسے یہ درد پھر ہوا میں جاننا چاہتا تھا کہ پہلے تھوجا سے جو درد گیا تھا وہ کیا دوا سے گیا تھا۔ یا خود بخود جاتا رہا تھا۔ میں نے مریضہ کو ایکونائٹ، رس ٹاکس وغیرہ دوائیں دیں مگر اسے کسی سے بھی راحت نہ ملی آخرکار تھوجا دینی پڑی۔ جس کے باعث دانت کا یہ درد جاتا رہا۔

ہومیو پیتھی میں کسی بھی مرض کی کوئی مخصوص دوا نہیں ہے اور نہ ہی فیسیُل بیورو بیجیا کی کوئی خاص دوا ہے۔ اگر علامات موجود ہوں تو کوئی بھی دوا کسی بھی مرض کے لئے دی جاسکتی ہے۔ ڈاکٹر ویئر ۳۰ سال کے فیسیُل بیورو بیجیا کا سینگونیریا سے علاج ہونے پر برٹش ہومیو پیتھک جرنل کی ۱۹ ویں جلد میں لکھتے ہیں۔

(ج) ایک ۵۲ سالہ پادری درد کے عذاب میں مبتلا تھا۔ درد جب بڑھتے بڑھتے انتہا کو پہونچ جاتا تو اسے قے آجاتی۔ وہ بے حس ہو کر لکڑی کی لٹھ کی طرح درد کے عالم میں پڑا رہتا

اونگھ کر اٹھتا تو پھرتے کر دیتا اس کے بعد پھر اونگھنے لگتا۔ درد ایسا ہوتا گویا کیل گاڑ دیا ہو۔ جس جانب درد اٹھتا، وہاں دباؤ دینے سے کچھ راحت مل جاتی۔ وہ آنکھیں بند کئے بالکل بے حس پڑا رہتا۔ روشنی، شور اور لیٹنے پر کروٹ بدلنے کی صورت میں درد بڑھ جاتا۔ مریض کا جسم گرمی پسند تھا۔ رات سونے سے قبل وہ بے ہوشی محسوس کرتا تھا۔ اسے اپنے مرض کی کوئی تشویش نہ تھی۔ سینگوینریا ۲۰۰ دینے سے وہ صحت یاب ہو گیا۔ یہ دوا دائیں جانب کے سر درد کی صورت میں دی جاتی ہے۔ بائیں جانب کے سر درد میں اسپائی جیلیا دی جاتی ہے۔

"میراکلز آف ہیلنگ"۔ مصنف بارکر۔ ص ۱۸۹

(۱۶) بچہ دانی سے خون کا رساؤ اور لیکیسس LACHESIS

بیشتر خواتین زیادہ خون آنے کے مرض کی شکار ہوتی ہیں۔ عموماً ڈاکٹر دواؤں کے ذریعہ یا بچہ دانی کو جراحی کے عمل سے نکال کر اس کا علاج کرنا چاہتے ہیں۔ مگر ہومیوپیتھی میں اس کا علاج ہے۔ ڈاکٹر کینٹ اپنی کتاب "میٹیریا میڈیکا" کے صفحہ ۵۷۷ میں لکھتے ہیں۔

اگر کسی عورت کی ماہواری فطری طور پر جاری رہتی ہے تو معمول کے مطابق اس میں کوئی مضائقہ نہیں اور اگر خون معمول کے برعکس زیادہ آتا ہے تو ہومیوپیتھی میں اسے روکنے کی کئی دوا ئیں ہیں۔ مثلاً اگر شرمگاہ سے مسلسل خون آتا رہا ہو اور کبھی کبھی یہ بڑھ کر شدت اختیار کرلے اور مریضہ توقع کے برعکس کمزور ہو جائے تو اپیکاک دینی چاہیئے۔ اگر جبکہ ازخون کے آنے سے مریضہ کی موت کا خطرہ لاحق ہو جائے تو ایکونائیٹ دینی چاہیئے۔ جب بچے کی پیدائش کے وقت خون آئے اور مریضہ اگر برف کھانا چاہے تو فاسفورس دینی چاہیئے۔ جب خون کے ساتھ سیاہ "تھکّے" نکلیں تو سکیل کور دینی چاہیئے۔ ڈاکٹر فریروے لکھتے ہیں کہ ایک صاحب میرے پاس آئے اور بولے "میری بیوی کی عمر ۴۲ سال ہے۔ کئی ماہ سے اس کی شرمگاہ سے انتہائی شدت کے ساتھ خون آتا ہے۔ ڈاکٹر کا کہنا ہے کہ اس کے پیشاب میں ایلبیومن کی مقدار بہت زیادہ ہے۔ خون اتنا زیادہ بہتا ہے گویا وہ خون میں تیر رہی ہو لیکیسس ۲۰۰ طاقت دینے سے وہ صحت یاب ہو گئی۔ اس کی علامات نیند کے بعد بڑھ جاتی تھیں یہ بھی اس دوا کی علامت ہے۔ عورتوں کا عالم شباب گذر جانے اور بڑھاپا آنے پر ماہواری کی جو شکایات

ہوتی ہیں، ان کے ازالے کے لئے لیکیسس تریاق کا کام کرتی ہے۔

"میراکلز آف ہیلنگ"۔ مصنف بارکر۔ ص ۲۶۴

(۱۷) تعجب خیز علامتیں

ہومیوپیتھی میں کئی دواؤں کی حیرت انگیز علامتیں پائی جاتی ہیں۔ انہیں بھی دھیان میں رکھنا چاہیے۔ مثلاً گھٹیا کے مریض کا برف جیسے ٹھنڈے پانی میں پاؤں رکھنا۔ باورچی خانے کی بو کو ناپسند کرنا۔ ان مثالوں کی بنا پر دوا کا انتخاب ہو سکتا ہے۔

(ا) گھٹیا میں ٹھنڈے پانی میں پاؤں رکھنا اور لیڈم LEDUM

کینٹ اپنی تصنیف "میٹریا میڈیکا" کے ص ۶۵۳ میں لکھتے ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ ایک مریض شرابی تھا۔ ہر کسی کو گالی بکتا تھا۔ کبھی کوئی کام نہیں کرتا تھا گھر میں بیٹھا رہتا۔ اپنی بیوی سے سب گھر کا کام کرواتا تھا۔ اس کے پاؤں اتنے سوج گئے تھے کہ گھر میں بیٹھا رہتا۔ جب میں نے اسے پہلی مرتبہ دیکھا تو وہ ایک بڑے ٹب کے قریب بیٹھا تھا۔ یہ ٹب برف کے پانی سے دو تہائی بھرا تھا۔ وہ اس میں ٹانگیں لٹکائے بیٹھا تھا۔ ٹب میں برف کے ٹکڑے تیر رہے تھے۔ وہ گھٹیا کا مریض ہونے ہوئے بھی ایسی ٹھنڈک پسند کرتا تھا۔ جب برف کے ٹکڑے پانی میں گھل جاتے تو وہ ٹب میں اور برف ڈال دیتا تھا۔ اس کی بیوی نے کہا کہ برف کی ٹھنڈک کے بغیر اسے راحت نہیں ملتی۔ اسے لیڈم دی گئی۔ پھر اس نے برف کا استعمال ترک کر دیا اور اس کے پاؤں کی سوجن بھی جاتی رہی۔ گھٹیا میں ٹھنڈک سے آرام ہونا ایک حیرت انگیز علامت ہے۔

(ب) گھٹیا میں رسوئی کی بو کی ناپسندیدگی اور کول چکم COLCHICUM

ہیرنگ کی کتاب "گائیڈنگ سمپٹمز" میں اس امر کا تذکرہ ہے کہ اگر گھٹیا کے مریض یا کسی اور مرض کا شکار مریض باورچی خانے کی بو برداشت نہ کر سکے تو اس کی بیماری کو کول چکم دور کر دے گی۔ مرض کوئی بھی ہو مذکورہ دوا کا انوکھا پن اس علامت میں اپنا اثر دکھاتی ہے۔

یہ امر بھی توجہ طلب ہے کہ غروب آفتاب سے طلوع آفتاب تک اس مرض کے آثار بڑھتے

رہتے ہیں۔ یہ اس دوا کی دوسری علامت ہے۔ اس کے برعکس میڈورائنم میں طلوع آفتاب سے لے کر غروب آفتاب تک آثار بڑھتے رہتے ہیں۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اس صورت میں میڈورائنم اعلیٰ طاقت 1M وغیرہ کی دوا دی جاتی ہے۔

میراکلز آف ہیلنگ۔ مصنف بارکر ص۔ ۱۰۴

(۱۸) فوطوں کا ایگزیما اور کروٹن ٹگ

CROTON TIGLIUM

ڈاکٹر چیریٹی اپنی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں دو ماہ ہوئے میں ریل گاڑی سے اپنے ایک دوست کو ملنے جا رہا تھا۔ ڈبے میں ایک شخص بیٹھا تھا۔ جس نے ہماری گفتگو سے بھانپ لیا کہ میں ڈاکٹر ہوں۔ اس نے مجھ سے متعارف ہونے کی کوشش کی موقعہ ملتے ہی اس نے میرے کان میں کہا کہ اسے بڑا بے ہودہ مرض ہے۔ اس کے فوطوں میں خارش ہوتی رہتی ہے، کوئی ڈاکٹر اس کا علاج نہ کر سکا۔ جب گاڑی رکی تو میں نے اسے اپنا نسخہ لکھ کر دے دیا۔ میں نے اس میں لکھا تھا کہ کروٹن ٹگ ۶ کی گولیاں لے لیجئے۔ تین ہفتے بعد مجھے اس کا خط آیا کہ اس دوا سے میرا مرض جاتا رہا۔ اس خط سے مجھے مسرت ہوئی۔ کروٹن آئل کے متعلق لکھا ہے کہ اگر اسے جلد پر لگا جائے تو اس سے بہت خارش ہوتی ہے، لہٰذا کم طاقت کی یہ دوا لینے سے فوطوں کی خارش جاتی رہتی ہے۔ "میراکلز آف ہیلنگ"۔ مصنف بارکر۔ ص۔ ۲۹۳

(۱۹) ہلنے جلنے سے درد اور برایونیا **BRYONIA ALBA**

ہنی مین نے اپنی تحریرات میں اپنے معالجے کے بہت کم کیس شائع کئے ہیں۔ انہیں یہ خوف تھا کہ انہوں نے جو علاج کئے ہیں ان کے پیش رو انہیں ہی دیکھ کر علاج کرنے لگیں گے مگر ان کی تشخیص کے تمام اصول فراموش کر دیں گے پھر بھی انہوں نے اپنے طریقہ علاج کے مثال کے طور پر کچھ کیس تحریر کئے جن سے علم ہوتا ہے کہ وہ مرض کی علامات، کس طرح تحریر کرتے تھے۔ ان پر غور کرتے اور اس کے مطابق دوا دیتے تھے۔ ان کیسوں میں سے ایک دھوبن کا کیس بھی ہے جسے کھانسی تھی جو برایونیا سے تندرست ہو گئی تھی۔ ان کا یہ مندرجہ ذیل کیس ان کی تصنیف "لیسر رائٹنگز" میں سے اخذ کیا گیا ہے۔

محترمہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ایک دھوبن ۔۔۔۔۔۔ عمر چالیس سے اوپر، پچھلے تین ہفتے سے وہ اپنا کام نہیں کر سکی۔ وہ یکم ستمبر ۱۸۱۰ء کو میرے پاس علاج کے لئے آئی۔ اس کے مرض کی علامات حسب ذیل تھیں۔

۱۱:- کسی بھی رفتار پر خاص طور پر ہر قدم رکھنے پر اور غلط قدم رکھے جانے پر اس کے پیٹ میں شدید درد اٹھتا تھا۔

۱۲:- لیٹ جانے پر اسے کوئی شکایت نہیں رہتی اس وقت اسے کوئی درد نہ ہوتا تھا۔

۱۳- صبح تین بجے کے بعد وہ سو نہیں سکتی تھی۔

۱۴- جو کھانا وہ کھاتی، مزے سے کھاتی۔ مگر کھانا شروع کرنے کے بعد تھوڑا سا کھا کر کھانے کا لطف جاتا رہتا تھا۔ اسے کھانا بدذائقہ محسوس ہونے لگتا۔

۱۵:- اس وقت اس کا منہ لعاب یعنی تھوک سے بھر جاتا تھا۔

۱۶:- کھانے کے بعد اسے اکثر خالی ڈکار آتے تھے۔

۱۷:- اس کی فطرت غصیلی تھی۔

۱۸:- جب درد اپنی حد پر آجاتا تو وہ پسینے سے تر بہ تر ہو جاتی تھی۔

۱۹:- یہ کیفیت پندرہ روز تک برقرار رہی۔

۱۱۰- باقی ہر اعتبار سے وہ ہر لحاظ سے تندرست تھی۔

مذکورہ علامات تحریر کرنے کے بعد ہنی مین فرماتے ہیں کہ یہ تمام علامات **برایونیا** کی تھیں اور وہ عورت طاقتور تھی۔ لہٰذا اسے **برایونیا** ٹنکچر کی ایک خوراک دے کر کہا کہ ۴۸ گھنٹے بعد آنا۔ جب اسے یہ دوا دی گئی تو میرے پاس میرے ایک دوست بیٹھے تھے میں نے ان سے کہا "یہ عورت ۴۸ گھنٹے میں بالکل تندرست ہو جائے گی" ان صاحب کو کچھ شک تھا لہٰذا دو روز بعد وہ یہ دیکھنے آئے کہ اس عورت کا کیا ہوا۔ مگر وہ آئی ہی نہیں۔ میں نے انہیں اس خاتون کا اتا پتہ بتا دیا اور کہا کہ تم جا کر دیکھ آؤ کہ اس کا کیا حال ہے۔ اسے یہ شک تھا کہ برایونیا کی ایک بوند سے مریض کیسے ٹھیک ہو سکتا ہے؟ وہ دھوبن کی تلاش میں اس جگہ گیا۔ اس نے دیکھا کہ وہ اپنے کام میں مصروف تھی اس نے دھوبن سے پوچھا کہ تم ڈاکٹر کے پاس کیوں نہیں گئیں؟ اس نے جواب دیا کہ میں تو ان کی دوا سے ایک روز ہی میں ٹھیک ہو گئی تھی میرے پاس فرصت ہی کہاں تھی کہ میں ان سے یہ کہنے جاتی کہ میں ٹھیک ہوں۔!

ہلنے جلنے سے درد کا بڑھنا اور آرام سے پڑے رہنے پر نہ ہونا جیسی علامات اور اپینڈی سائٹس، پری ٹونائٹس وغیرہ کئی امراض **برایونیا** کے ذریعہ ٹھیک ہونے کے کئی کیس کتابوں میں بھرے پڑے ہیں۔ یہاں تک کہ اس علامت پر نمونیہ میں بھی اس دوا سے افاقہ ہوتے دیکھا گیا ہے۔

میراکلز آف ہیلنگ ۔ مصنف ۔ بارکر ۔ ص ۲۳۶

(۲۰) جھلسنا اور جلن اور کینتھرس CANTHARIS

ڈاکٹر اسکرٹ کی کتاب کی جلد چہارم کے ص ۱۷۱ میں لکھا ہے کہ سب جانتے ہیں کہ اسپین کی مکھی کے کاٹنے سے جلن ہوتی ہے ۔ اور جلد پر چھالے پڑ جاتے ہیں، وہ سوج جاتی ہے اس مکھی کو کینتھری ڈین کہتے ہیں ۔ جس سے ہومیوپیتھی کی **کینتھرس** نامی دوا بنتی ہے ۔ جلن پر اس دوا کا ۲ یا ۳ طاقت کا پانی کے ساتھ ٹینچر لگانے اور طاقت ور دوا لینے سے آگ کا جلا بھی ٹھیک ہو جاتا ہے ۔ اور اگر پیٹ وغیرہ میں جلن ہو تو وہ بھی ٹھیک ہو جاتی ہے ۔ وہ لکھتے ہیں تیرہ سال کا ایک لڑکا آتشگیر مادے کے بھڑک اٹھنے سے زخمی ہو گیا تھا ۔ اس کی بھویں، سر کے بال، چہرہ، سب جل گئے تھے ۔ اس حادثہ کے چند منٹ بعد ہی مجھے طلب کیا گیا ۔ اگر دیر کر دی جائے تو کچھ نہیں کہا جا سکتا ۔ اور اگر فوراً ہی پانی میں اس کا ٹینکچر گھول کر لگا دیا جائے فوراً فائدہ ہوتا ہے ۔ ایسا ہی کیا گیا ۔ ہر دس منٹ بعد ٹینکچر کا گھول لگایا گیا اور سب ٹھیک ہو گیا ۔ رات بھر ٹینکچر کا گھول لگاتے رہے البتہ سانس لینے کیلئے ناک کا مقام چھوڑ دیا گیا ۔ اور تیرہ گھنٹے کے بعد چہرے میں کوئی درد نہیں رہا ۔ چہرے پر جہاں ٹنکچر نہیں لگا وہاں آبلے پڑ گئے تھے ایسی حالت میں جلد پر پانی ملا ٹنکچر ۲ یا ۳ طاقت کا تو لگانا ہی چاہیئے ۔ اور اس کے علاوہ مریض کو ۳۰ طاقت کی **کینتھرس** بھی دیتے رہنا چاہیئے ۔"

ڈاکٹر کا کہنا ہے کہ ہر گھر میں **کینتھرس** کا ٹنکچر موجود رکھنا چاہیئے ۔ تاکہ آڑے وقت میں کام آسکے ۔

"میراکلز آف ہیلنگ" ۔ مصنف بارکر ۔ ص ۸۰

(۲۱) دل کا درد اور کیکٹس یا اورم میٹ AURUM METALLICUM

ڈاکٹر برنیٹ اپنی تصنیف "ففٹی ریزنس فار بیئنگ اے ہومیوپیتھ" میں لکھتے ہیں ۔ دل کے درد کی اہم دواؤں میں **کیکٹس** کا نام خاص طور پر لیا جاتا ہے ۔ یہ اس دوا کی بنیاد ہے ۔ ڈاکٹر ڈنکن "ہینڈبک آف دی ڈیزیز آف دی ہارٹ" میں لکھتے ہیں کہ ۳۰ سال ہوئے مجھے دردِ دل کے مریض کا علاج کرنے کے لئے بلایا گیا ۔ مریض ایک بڑے بورڈنگ ہاؤس میں بھرتی تھا

جس میں کئی طالبات تھیں جن میں سے ایک میں اس مریض میں خاص دلچسپی تھی لگتا تھا مریض اس حملے سے جانبر نہ ہو سکے گا۔ وہ کہہ رہا تھا کہ ایسا لگتا ہے کہ اس کا دل چٹکی سے کسا گیا ہے۔ ایلوپیتھی کے ڈاکٹر مارفیا کے ذریعہ ہی اس کے درد کا علاج کر سکتے تھے۔ میرے پاس کیکٹس نامی تازہ دوا تھی۔ میں نے کیکٹس 3X پانی میں ڈال کر اس کے منہ میں ڈال دی۔ اور کچھ ہی دیر میں اسے درد میں کچھ راحت محسوس ہوئی۔ اگلے روز اٹھ کر وہ میرے دفتر میں آیا اور کہنے لگا۔ وہ چمتکاری دوا مجھے دو، مجھے بعد میں اس کی گرل فرینڈ سے معلوم ہوا کہ اس حملے کے بعد سے دل کا دوسرا حملہ نہیں ہوا۔

(ب) دردِ دل کی دوسری ہومیوپیتھک دوا اورم ہے۔ اورم کے معنیٰ ہیں سونا۔ اس کتاب میں ڈاکٹر برینٹ لکھتے ہیں کہ اگرچہ ایلوپیتھی کے ڈاکٹر کہتے ہیں کہ چونکہ سونا گھل نہیں سکتا، اس لئے اسے بطور دوا نہیں دیا جاسکتا۔ مگر ان کا یہ نظریہ غلط ہے۔ ہومیوپیتھی کے ڈاکٹر پچھلے سو سال سے سونے کو رگڑ کر اس کا کامیابی کے ساتھ بطورِ دوا استعمال کر رہے ہیں۔ اور ۲ طاقت کا رگڑا ہوا سونا دے کر دردِ دل کو مٹاتے رہے ہیں۔

یہاں ڈاکٹر برینٹ لکھتے ہیں کہ انہوں نے ۲ طاقت کا سونا دے کر ۵۵ یا ۶۰ سال کے ایک مریض کو صحت بخشی تھی۔

میراکلز آف ہیلنگ۔ مصنف بارکر۔ ص ۱۷۲

(۲۲) پاؤں یا ٹانگوں پر بھیگی یا ٹھنڈی جرابوں کا چڑھانا اور

کیل کیریا کارب CALCARIA CARBONICA

پیروں پر ٹھنڈی جرابوں کا چڑھایا جانا ایک طرح کا عملی تجربہ ہے۔ اس مرض کے لئے کیل کیریا کارب دوا مجرب ہے۔

ڈاکٹر اسکینز ایک جریدے "منتخلی ہومیوپیتھک ریویو" کے ۹۴ ویں شمارہ میں لکھتے ہیں کہ لڑکیوں کا ایک بورڈنگ ہاؤس تھا۔ وہاں کی لیڈی سپرنٹنڈنٹ کے مطابق لڑکیوں میں داد کی وبا پھیلی ہوئی تھی۔ مقامی ڈاکٹر کو بلایا گیا اس نے کہا کہ صفائی کی جانب دھیان دو۔ مرض خود بخود رفع ہو جائے گا۔ سب کچھ کرنے کے باوجود مرض بڑھتا گیا۔ ڈاکٹر اسکینز لکھتے ہیں

کہ وہاں مجھے کوئی نہیں جانتا تھا۔ لیکن ایک دوست نے جو وہاں کے سپرنٹنڈنٹ اور میرے واقف کار تھے سپرنٹنڈنٹ کو سمجھایا کہ ہومیو پیتھی طریقہ علاج آزما کر دیکھو۔ مجھے بلایا گیا۔ سب سے پہلے میرے سامنے محترمہ۔۔۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کا کیس آیا۔ اس کی عمر سولہ سال تھی۔ وہ انتہائی خوبصورت لڑکی تھی۔ رنگ گورا اور نقوش تیکھے تھے۔ کہا جاتا تھا کہ وہ انتہائی کوڑھ مغز ہے۔ جھٹ رو پڑتی ہے اس کی دائیں جانگھ کے پیچھے داد کا ایک بہت بڑا چکتا تھا۔ اس نے کہا کہ وہاں اسے بڑی خارش ہوتی ہے۔ بستر پر پڑے پڑے کھجلاتی رہتی ہے۔ پوچھنے پر اس نے بتایا کہ اسے ہر وقت یہ محسوس ہوتا رہتا ہے کہ اس کے پیروں اور ٹانگوں میں گیلی گیلی ٹھنڈی جرابیں چڑھی ہوئی ہیں۔ اسے ماہواری ہونے والی تھی۔ لہٰذا اس سے کہا گیا کہ ماہواری کے بعد ہر روز صبح **کیل کیریا کارب** ۲۰۰ کی ایک خوراک لیتی رہیئے۔ اس کے چودہ روز بعد اس نے کہا کہ وہ دوا اعتبار سے صحت مند ہے مگر خارش کا چکتا ابھی تک موجود ہے۔ البتہ خارش کم ہو گئی ہے اور چکتے کا رنگ پھیکا پڑ گیا ہے۔ میں اس سے دور رہتا تھا۔ اس لئے اسے ۲۰۰ طاقت کی مذکورہ دوا کی کچھ خوراکیں دے کر کہا کہ اب انہیں ایک روز کے وقفے سے لیتی رہیئے۔ اگلے ماہواری تک داد کا نشان بھی مٹ گیا۔ اس دوا کی عجیب و غریب تشخیص پیروں اور ٹانگوں میں بھیگی یا ٹھنڈی جرابیں چڑھا نا یا سردی لگنا تھا۔ ایسی ہی خارش میں اگر سردی کی جگہ گرمی لگے تو **سلفر** ۲۰۰ دینی پڑے گی۔ اور پھر داد یا خارش رفع ہو جائے گی۔ ۲۰۰ طاقت کی دوا ہفتے میں ایک بار لینی مناسب ہے۔

میراکلز آف ہیلنگ۔ مصنف بارکر۔ ص ۲۹۰

CALCAREA FLUORATA

(۲۳) آنکھوں میں بینائی میں کمی اور کیل کیریا فلور

ڈاکٹر ٹینسی "میڈیکل سینچوری" میں لکھتے ہیں کہ ان کے پاس اکتوبر ۱۸۹۲ء میں ایک بڑھیا آئی اور کہنے لگی کہ ایک سال سے اس کی بینائی کمزور ہوتی جا رہی ہے۔ اسی سال ماہ جولائی میں ایک ماہر امراض چشم نے اُسے کہا تھا کہ آنکھوں میں موتیا اتر رہا ہے۔ مگر ابھی آپریشن کرانے کی ضرورت نہیں۔ اکتوبر میں اخبارات میں صرف موٹے حروف پہچان سکتی تھی۔ اسے **کیل کیریا فلور** 12X لینے کو کہا گیا۔ کہا گیا کہ یہ دوا چار روز

لے لو۔ پھر چار روز روک لو۔ پھر چار روز لو۔ اسی طرح لیتے لیتے وقفہ بڑھاتی جاؤ۔ ایک سال بعد وہ اگست ۱۸۹۳ء میں سارا اخبار پڑھنے لگی۔

ڈاکٹر بینسی اکثر اپنے مریضوں کو کہا کرتے تھے کہ موتیا تین طرح کا ہوتا ہے۔ ایسا موتیا جو بڑھتا جاتا ہے، پکتا جاتا ہے۔ کچھ بھی کریں، آخر کار آپریشن کرانا ہی پڑتا ہے دوسری طرح کا موتیا وہ ہوتا ہے جو دوا سے رک جاتا ہے اور کبھی کبھی ٹھیک بھی ہو سکتا ہے۔ تیسری طرح کا موتیا وہ ہے جو **فاسفورس سائی لیشیا، نیٹرم میوریا کیل کیریا فلور** سے دور ہو جاتا ہے۔

میراکلز آف ہیلنگ۔ مصنف بارکر ص ۲۰۷-۲۰۶

(۲۴) موادی پھوڑے اور کیلیں ڈولا CALENDULA

ڈاکٹر ہنی مین کے رفقا میں سے ایک کا نام ڈاکٹر فرینز تھا۔ گیندے کا خود پر معائنہ کرنے کے لئے انہوں نے **کیلیں ڈولا** (گیندے کا دوسرا نام بھی ہے) کا ٹنکچر لینا شروع کر دیا۔ انہوں نے ایک پرانے پھوڑے کا بچا کھچا مواد اپنے اندر داخل کر لیا۔ ٹنکچر لیتے لیتے یعنی کھاتے کھاتے چند روز بعد وہ بڑا پھوڑا بن گیا اور محسوس ہونے لگا کہ یہ پک کر پھوٹ جائے گا۔ پکے پھوڑے پر جیسے کپکپی محسوس ہوتی ہے ویسی ہی کپکپی آنے لگی اس سے ڈاکٹر فرینز نے سمجھ لیا کہ وہ اس دوا کا تجربہ کر رہے ہیں۔ چونکہ **کیلیں ڈولا** سے پرانے زخم تازہ ہو کر بڑھ گئے تھے۔ لہٰذا انہوں نے ہومیو پیتھی کے اصول کے مطابق یہ نتیجہ نکالا کہ سب سے ہلکی طاقت میں **کیلیں ڈولا** لینے سے پکے زخم بھی ٹھیک ہو جائیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ ہومیو پیتھی میں موادی پھوڑے ٹھیک کرنے میں **کیلیں ڈولا** ٹنکچر کو پانی میں ڈال کر دھونے سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔ کھانا ہو تو مناسب طاقت کی گولیاں لینی ہوں گی۔

میراکلز آف ہیلنگ۔ مصنف بارکر۔ ص ۸۷

(۲۵) پاگل پن اور کینے بس انڈیکا CANNABIS INDICA

ڈاکٹر جوزف فڈ مرحوم اپنی کتاب "لا آف کفیرا پیوٹیکس" میں لکھتے ہیں کہ بلیک ہیتھ کے باشندے ایک مریض کو پچھلے پانچ روز سے پاگل پن کا دورہ پڑا تھا۔ اسے

پاگل خانے لے جانے پر غور ہو رہا تھا۔ ڈاکٹر اسمتھ نے مجھے بلایا۔ اور کہا کہ اسے ہم پاگل خانے بھیجنے والے ہیں۔ کچھ کر سکتے ہو تو کر دو۔ میں نے اسے کینتھ رِس اِنڈیکا ٹنکچر کی ۴۰ بوند کی پوری خوراک پلا دی۔ جو مریض انتہائی خونخوار تھا۔ ہر ایک کو مارنے پر آمادہ رہتا تھا۔ جسے چار افراد پکڑے ہوئے تھے اس پر اس دوا کا موزوں اثر ہوا وہ فوراً خاموش ہو گیا۔ آہستہ آہستہ سو گیا اور اگلے دن ٹھیک ہو گیا۔ اسے پاگل خانے بھیجنے کی ضرورت نہیں رہی۔ کبھی کبھی مریض انتہائی کمزور ہو جاتا ہے۔ قوّت یادداشت سلب ہو جاتی ہے کسی جگہ اپنی توجہ مرکوز نہیں کر سکتا۔ اس صورت میں اپنا کارڈ.بم دی جاتی ہے۔

(۲۶) خطرناک زکام اور نیٹرم میور NATRUM MURIATICUM

ڈاکٹر سٹیونسن نے انٹرنیشنل ہنی مینین ایسوسی ایشن کے ۲۸ ویں اجلاس میں سنایا کہ ایک ۴۰ سالہ خاتون کو ساری عمر انتہائی تیز زکام رہا تھا۔ مگر اس نے صرف ایلوپیتھی علاج کرایا تھا۔ جس سے اسے خاطر خواہ فائدہ نہیں ہوا۔ پوچھنے پر علم ہوا کہ وہ نمکین اشیاء زیادہ کھاتی ہے۔ اسے نیٹرم میور ۲۰۰ طاقت کی دوا دی گئی اور چھ گھنٹے میں شکایت رفع ہو گئی۔ وہ لکھتے ہیں کہ مجھے یقین نہیں آتا تھا کہ یہ اتنی طاقت ور دوا ہے۔ اور اس علامت کی موجودگی میں وہ کسی بھی مرض کو دور کر سکتی ہے سٹیونسن نے ایک خاتون کے سردرد کو اسی دوا سے دور کر دیا۔

میراکلز آف ہیلنگ۔ مصنف بارکر۔ ص ۱۵۳

(۲۷) بچے کی پیدائش اور کاؤلوفائیلم CAULOPHYLLUM

ڈاکٹر بورلینڈ برٹش ہومیوپیتھک جرنل کی ۴۱ ویں جلد میں لکھتے ہیں کہ میرے پاس ایک بیمار خاتون تھی۔ جس کے پہلا بچہ ہونے والا تھا۔ اس سے قبل جب یہ خاتون خود پیدا ہوئی تھی تو اس کی ماں کو بچہ ہونے سے قبل ایک سال تک ہر روز کاؤلوفائیلم دی گئی تھی۔ لیڈی ڈاکٹر نے معائنہ کر کے کہا کہ بچہ بہت بڑا ہے۔ مگر قطعی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ بچہ ہونے میں کافی وقت لگ سکتا ہے۔ لیڈی ڈاکٹر

گھر پہونچی ہی تھی کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی کہ بڑا صحت مند بچہ پیدا ہو گیا ہے اس خاتون کو بھی ایک ماہ تک کاؤلو فائی لم دی جاتی رہی تھی۔ جس سے بچہ جننے میں اسے کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔

میراکلز آف ہیلنگ۔ مصنف بارکر ص ۲۲،۲۳-۲۲،۲

(۲۸) ہیضہ اور کافور یعنی کیمفر CAMPHORA

۱۸۳۱ء میں جب ہنی مین ۷۶ سال کے تھے تو یورپ میں ہیضہ کی وبا پھوٹ پڑی۔ اس وقت تک ہنی مین کے سامنے ہیضے کا کوئی مریض نہیں آیا تھا۔ مرض کی علامات سن کر انہوں نے لکھا۔ اس مرض کے لئے مندرجہ ذیل تین ادویات کارگر ثابت ہوں گی۔ کیمفر یعنی کافور، کیوپرم اور ویرے ٹرم البم۔ ان کا کہنا تھا کہ جب ہیضے کی ابتدائی علامات یعنی دست اور قے وغیرہ کی صورت میں ظاہر ہوں تو سب سے پہلے کیمفر دیجئے اس کا اثر بالکل انتہائی عارضی ہوتا ہے۔ شروع میں پانچ پانچ منٹ کے وقفے سے اس وقت تک کیمفر دیجئے جب تک جسم میں گرمی پیدا نہ ہو جائے۔ پھر کیوپرم اور ویرے ٹرم کا نمبر آجاتا ہے۔ جب یورپ میں یہ مرض وبا کی شکل میں پھوٹا تو پارلیمنٹ نے اس زمانے کے ممتاز ایلوپیتھک ڈاکٹر میک لگھلنگ کو اسباب کیلئے ایلوپیتھک ہسپتالوں میں جاکر پتہ لگانے کے لئے تعینات کیا کہ وہاں مریضوں کے صحت یاب ہونے کی فی صد شرح کیا ہے۔ انہوں نے ان ہسپتالوں میں جاکر جو رپورٹ لکھی اس میں کہا گیا کہ ایلوپیتھک ہسپتالوں میں شرح اموات ۵۴،۲ رہی۔ جبکہ ہومیو پیتھک ہسپتالوں میں شرح اموات ۱۶،۴ فیصد رہی۔ اس سے ظاہر ہو گیا کہ ہومیو پیتھی کی ایلوپیتھی کے مقابلے میں کیا حالت ہے۔

میراکلز آف ہیلنگ۔ مصنف بارکر۔ ص ۳۶۸

(۲۹) چکر آنا اور کاکیولس COCCULUS INDICUS

ڈاکٹر چیریٹی نے اپنی کتاب میں تحریر کیا ہے کہ ایک ملازمہ کو چکر آنے کے علاج کے لئے میرے پاس بھیجا گیا۔ وہ پچھلے تین سال سے اس مرض میں مبتلا تھی۔ کئی علاج کئے مگر ایلوپیتھی کی کوئی دوا کارگر ثابت نہ ہوئی۔ ڈاکٹروں نے ازراہ مذاق اس کا نام

"مس گرڈ ی بینس" رکھ دیا۔ اسے صبح کے وقت چکر آتے تھے۔ ساتھ ہی دل کچا بھی ہو جاتا تھا جسے ناؤسیشیا کہتے ہیں۔ اس تشخیص پر اسے کاکیولیس سہ کی ایک خوراک دی گئی۔ اور وہ صحت یاب ہو گئی۔ چھ سال تک اسے کوئی چکر نہیں آیا۔

میراکلز آف ہیلنگ۔ مصنف بارکر۔ ص ۱۸۴

(۳۰) گرم سرد ہونے سے زکام اور آیوڈین IODIUM

برلن کے ڈاکٹر آگسٹ بیر اپنی کتاب "وہاٹ شیل بی آور ایٹی ٹیوڈ ٹو وارڈز ہومیوپیتھی" میں اپنے تجربے کی بنا پر تحریر کرتے ہیں کہ :۔

کئی برسوں سے مجھے زکام کی شکایت رہی ہے۔ یہ شکایت سال میں کئی بار اٹھتی ہے۔ اس کی ابتدا زکام سے ہوتی ہے اور آہستہ آہستہ گلے کے اندرونی حصوں۔ یعنی فیرینگس اور برونکائی ٹک چلی جاتی ہے۔ اس مرتبہ جب شکایت شروع ہوئی تو پہلے بخار چڑھا۔ پھر دو چار ہفتے تک مجھے پریشانی رہی۔ پھر بے ہوشی آگئی۔ مجھے سردی لگنے کی وجہ یہ تھی کہ میں دیر تک آپریشن تھیٹر کے گرم ماحول میں آپریشن کر کے باہر کی ہوا میں آیا تھا۔ گرم سرد ہو گیا تھا۔ میں نے ہومیوپیتھک دوا لینے کی کوشش کی جس کا میں نے خود انتخاب کیا تھا۔ میں جانتا تھا کہ زیادہ مقدار میں آیوڈین لینے سے میوکس ممبرین میں سوجن ہو جاتی ہے۔ لہٰذا ایسی شکایت ہونے پر ہلکی طاقت میں ایک بوند لینی چاہیئے۔ احتیاط کے طور پر آیوڈین کو اسی طرح لیتا رہا ہوں اور سردی زکام سے بچتا رہا ہوں۔ اس طرح میں گرم سرد ہونے سے سردی لگ کر زکام کا شکار ہونے کی صورت میں آیوڈین کی وجہ سے بچتا رہا ہوں۔

(۳۱) شیاٹیکا اور کولوسنتھ COLOCYNTHIS

ڈاکٹر رائل "ڈیزیز آف دی برین اینڈ نروز" میں لکھتے ہیں۔ میں نے تین طلبا کے ساتھ خود کولوسنتھ کا تجربہ کیا۔ پہلے ٹنکچر لی۔ پوٹینسی سے شروع کیا۔ پھر ٹنکچر کی تین بوندیں لینی شروع کر دیں۔ مجھ پر اور تین طلبا پر اس کے مندرجہ ذیل اثرات نمایاں ہوئے :

(۱) ہم تینوں کی موڈیلیٹی یعنی فطرت یکساں طور پر ظاہر ہوئی تھی۔ یعنی جو درد اٹھا اسے

گرمی سے راحت ملتی تھی ۔ درد کا انداز اس طرح کا تھا ۔ بائیں کولھے میں چاروں کو شدید درد اٹھا ۔ چاروں کو درد ایک دم اٹھا اور جانگھ اور گھٹنے تک گیا ۔ کبھی کبھی گھٹنے سے آگے بڑھ کر پیر تک گیا ۔ درد صبح کو شروع ہوتا اور رات کو بستر میں گرمی کی وجہ سے بند ہو جاتا تھا ۔ کبھی کبھی بائیں ٹانگ میں مروڑ پڑتا تھا ۔ اکثر درد بائیں ٹانگ میں ہوتا تھا کبھی کبھار دائیں ٹانگ میں کبھی آجاتا تھا ایک طالب علم نے کہا کہ درد چاقو کی کاٹ کی طرح ہے ، گھٹنے تک پہونچ جاتا ہے پیروں میں جلن کم ہی مگر کبھی کبھی ہوتی تھی سب سے زیادہ آرام گرمی اور سب سے زیادہ تکلیف ہلنے جلنے سے ہوتی تھی ۔ شیاٹیکا میں **کولوسنتھ** کا یہ تجربہ ہے ۔ ایسے شیاٹیکا میں **کولوسنتھ** دینے سے کئی مریضوں کو آرام پہونچا ہے ۔ اس میں **آرسینک** سے جو آرام پہونچتا ہے اس کا تذکرہ ہم (۱۲) نمبر میں کر چکے ہیں ۔

(۳۲) نیچے سے اوپر سرکنے والا لقوہ اور کونیئم CONIUM MACULATUM

کونیئم کو شہرت سقراط کی موت سے ملی ۔ اسے **کونیئم** نامی زہر دیا گیا تھا ۔ کونیئم کی ہلکی طاقت کی دوا ہومیوپیتھک کے اصول کے مطابق لقوے کا کیا علاج ہے ، اس بارے میں منتقلی ہومیوپیتھک ریویو میں ایک کیس اس طرح درج کیا گیا ہے :

سقراط کو جب سزائے موت دی گئی تو اسے **کونیم** نامی زہر دیا گیا ۔ جس سے اس کے جسم کا لقوہ نیچے کے حصے سے اوپر کی طرف چڑھا ۔ اور آخر سارا جسم بے حس ہو گیا ۔

دس سال کے ایک ہونہار اور ذہین لڑکے کو لقوے کے آثار نمایاں ہوئے اسے پہلے پاؤں میں سردی لگی ۔ پھر پاؤں سُن ہو گئے ۔ اس کے بعد پیروں میں چلنے کی طاقت نہ رہی ۔ اس کے بعد کمر تک سُن چڑھ گیا ۔ اس کی قوت گویائی بھاری ہو گئی ۔ مگر سناپن کا اس کی قوت پر کوئی اثر نہ پڑا ۔ اسے **کونیم** دی گئی اور وہ بالکل تندرست ہو گیا ۔

میرا کلز آف ہیلنگ ۔ مصنف ہارکر ص ۸۷

(۳۳) قبض بواسیر اور سلفر SULPHUR

ڈاکٹر اسکینز قبض کے شکار تھے وہ اعلیٰ طاقت کی دوا کے قائل تھے ۔ آرے گین کی تیسری جلد میں وہ لکھتے ہیں ۔

چند سال ہوئے لنکا شائر میں ایک پادری آیا اسے ہومیوپیتھک طریقۂ علاج کا کوئی علم نہ تھا۔ اس کے ایک دوست کو ہومیوپیتھک علاج سے فائدہ ہوا تھا۔ اس لئے وہ اپنے قبض کا علاج کرانے ڈاکٹر اسکینز کے پاس آیا تھا۔ ڈاکٹر اسکینز کو بھی **سلفر** کی اعلیٰ طاقت کی دوا سے افاقہ ہوا تھا۔ ان کا قبض جاتا رہا تھا۔ اس لئے وہ اس پادری کا علاج کرنے کے لئے آمادہ ہوگئے۔ پادری کو فطری طور پر قبض رہتا تھا۔ ساتھ ہی بواسیر بھی تھی۔ گرمی یعنی پت کا حملہ ہوتا تو سر درد، پیٹ میں گرمی اور قے بھی ہوجاتی تھی۔ گیارہ بجے قبل از دوپہر طبیعت گرجاتی تھی۔ سارے آثار **سلفر** کے دیکھتے ہوئے ڈاکٹر اسکینز نے اسے **سلفر** ایم۔ ایم۔ اعلیٰ ترین طاقت کی ایک خوراک کھلادی۔ یہ دوا لینے کے بعد نہ تو اسے سر درد ہوا اور نہ قبض ہی رہا۔ اس نے ڈاکٹر کو ایک خط میں تحریر کیا کہ وہ بالکل ایک نیا انسان بن گیا ہے۔ اس کی زندگی امنگوں سے بھرپور ہوگئی ہے۔

میراکلز آف ہیلنگ۔ مصنف بارکر۔ ص ۱۳۱۔

(۴۳) قبض اور نیٹرم میور NATRUM MURIATICUM

آسٹرین پروورز سوسائٹی کا قیام اس لئے کیا گیا تھا کہ دواؤں کی پروونگ یعنی تجربات اور معائنے سے ہنی مین کے اس نظریے کو ثابت کیا جائے کہ اعلیٰ طاقت کی جو دوا امراض کی علامات پیدا کرتی ہے وہی کم طاقت کی دوا ان علامات کے امراض کا تدارک کرتی ہے۔ اب دیکھنا ہے کہ یہ نظریہ کس حد تک درست ہے؟

تجربات اور معائنے سے یہ نتیجہ نکلا کہ ہنی مین کا نظریہ صحیح تھا۔ یہی نہیں بلکہ ان معائنوں اور تجربات سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ ۳۰ طاقت تک جاتے جاتے اعلیٰ طاقت کی دوا سے تدارک امراض کی طاقت کافی بڑھ جاتی ہے۔

ڈاکٹر رچرڈ ہیوجیز ہنی مین کے زبردست معترض تھے، انہوں نے کہا کہ مجھے نمک یعنی نیٹرم میور کا کچھ علم نہ تھا۔ مگر جب اس کی طاقت میں اضافہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ یہ بڑی طاقت ور دوا ہے۔ اگرچہ اعلیٰ طاقت کی شکل میں ہم اسے ہر روز کھاتے ہیں۔ بورک کی تصنیف کردہ کتاب "پاکٹ مینوئیل" میں نیٹرم میور کے متعلق لکھا ہے کہ اس کی طاقت میں اضافہ ہونے پر یہ ملیریا بخار، خون کی کمی اور ایلی منٹری کینال کے کئی امراض

کے لئے انتہائی کارگر ثابت ہوئی ہے۔ جہاں خشکی ہو وہاں اس کا خصوصی طور پر استعمال ہو سکتا ہے۔ قبض اور بے خوابی جیسے امراض میں نیٹرم میور ہر طاقت میں کارگر ثابت ہوتی ہے۔ ۳۰ یا اس سے اعلیٰ طاقت کا تجربہ کر کے دیکھا گیا ہے کہ جتنی ہم اونچی طاقت کی دوا لیتے ہیں اس کی تدارک مرض کی قوت بڑھتی جاتی ہے۔ ڈاکٹر مٹن لکھتے ہیں کہ ڈیپریشن یعنی افسردگی کی صورت میں خصوصاً ایسی افسردگی میں کہ جس میں مریض سے جتنی بھی ہمدردی کی جائے اتنی ہی افسردگی یعنی ڈیپریشن میں اضافہ ہوتا جائے، میں یہ انتہائی کارگر دوا ہے۔

ڈاکٹر بوریک اور ڈیوئی "ٹو ویلیو ٹشو ریمیڈیز" میں رقم طراز ہیں۔ ڈاکٹر گروس ہنی مین کے شاگرد تھے۔ وہ ایک مریض کے متعلق لکھتے ہیں کہ ایک گیارہ سال کا لڑکا تھا جس کا بھائی بھی کم و بیش احمق ہی تھا۔ ایک کریلا دوسرا نیم چڑھا کے مصداق وہ گونگا بھی تھا اسے سخت قبض رہتا تھا وہ بچپن ہی سے قبض کا شکار تھا۔ تین چار ہفتے پاخانہ نہیں جاتا تھا۔ اسے نیٹرم میور کا کورس دیا گیا۔ کورس سے مراد ہے شروع سے آخر تک مختلف طاقتوں میں اس دوا کا استعمال۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اسے اس مرض سے ہمیشہ کے لئے نجات مل گئی۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ نیٹرم میور قبض کی ہومیو پیتھک دوا ہے۔ اس کا استعمال مرض کی تشخیص کے مطابق کرنا چاہیئے۔ مثلاً خشکی ہو، ذہنی مرض کی علامات مذکورہ انداز کی ہوں یا گیارہ بجے شکایت ہو۔ وغیرہ وغیرہ۔ مثلاً بخار کی صورت میں اگر گیارہ بجے حرارت بڑھے۔ خشکی ہو۔ بے خوابی اور تھکاوٹ ہو تو یہ دوا استعمال کرنی مناسب ہے۔

میراکلز آف ہیلنگ۔ مصنف بارکر۔ ص ۔ ۱۵۵

(۳۵) قبض اور میگنیشیا میور MAGNESIA MURIATICA

ڈاکٹر کلارک ہیومیو پیتھک ورلڈ میں لکھتے ہیں۔ مجھے ایک بیس سالہ خاتون کو دیکھنے کے لئے بلایا گیا۔ اس کا ایلو پیتھک علاج ہو رہا تھا۔ صحت یاب ہونے میں تاخیر ہو رہی تھی۔ وہ انتہائی کمزور تھی اور قبض کی شکار بھی اسپتال میں داخل ہونے کے پندرہ دن بعد ڈاکٹر نے اسے قبض کے لئے ایپسم سالٹ دی۔ مگر اس کا کوئی اثر نہ ہوا وہ ہمیشہ قبض کی شکار رہی وہ یہ بھی نہیں بتا سکتی تھی کہ اسے قبض کب نہیں تھا۔ ہفتے میں ایک دو بار انگلیوں وغیرہ سے اس کا پاخانہ نکلتا تھا۔ ایک مرتبہ تو چار ہفتے تک وہ پاخانہ نہیں گئی۔ پیٹ میں پاخانے کی

گولیاں بن جاتی تھیں اور ان کے نکلنے یا نکالنے میں پاخانے کے بعد اسے انتہائی درد ہوتا تھا۔ میں نے اسے ۲۵، اکتوبر ۱۸۷۹ء کو نیٹرم میور ۶ کی چند بوندیں گرم پانی میں ڈال کر دن میں تین چار مرتبہ دیں۔ اس سے اسے اتنا کھل کر پاخانہ ہوا کہ جو پہلے نہیں ہوا تھا۔ اس پاخانے کے بعد اس کی صحت سدھرنی شروع ہو گئی۔ میں ۲۶، نومبر کو اس کو پھر دیکھنے گیا۔ اس کا درد ابھی نہیں گیا تھا اور آنتیں بھی ٹھیک طرح سے کام نہیں کر رہی تھیں، وہ ہفتے میں ایک دو مرتبہ ہی پاخانہ جاتی تھی۔ پاخانہ بھی گانٹھوں میں ہی آتا تھا۔ میں نے اب اسے میگنیشیا میور ۶ کی ایک بوند گرم پانی میں ڈال کر ایک ایک چمچہ پانی دن میں دو بار دینا شروع کیا۔ یکم جنوری ۱۸۸۰ کو میں نے اسے پھر دیکھا۔ اب اسے معمول کے مطابق پاخانہ آتا تھا اور کوئی شکایت نہیں رہی تھی قبض دور کرنے کے لئے پلمبم اور اوپیئم بھی ہیں۔ مگر انہیں مرض کی تشخیص کے مطابق ہی دینا مناسب ہے۔

میراکلز آف ہیلنگ۔ مصنف بارکر۔ ص ۲۲۳-۲۲۲

(۳۶) قبض اور چنے کا چھلکا یا ترپھلا اور اسبغول اور پانی

ایلوپیتھی کے ڈاکٹر اکثر قبض کے لئے **کیسٹر آئل** دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ **کیلومیل کیس کیرا** یا **انیما** بھی دیتے ہیں۔ یہ سب فوری علاج ہیں یا ان کی عادت پڑ جاتی ہے۔ میں تو ہر روز سونے سے قبل ترپھلا یا **اسبغول** کو یا دونوں کو ایک چھوٹا چمچ ملا کر دودھ کے ساتھ لیتا ہوں۔ اور صبح ایک گلاس پانی پی لیتا ہوں جس سے قبض نہیں رہتا۔ اس کے ساتھ یوگ آسنوں میں قبض سے متعلق جس گنیش آسن کا تذکرہ ہے وہ بھی بوقت ضرورت کر لیتا ہوں۔ اس سے مجھے قبض کی شکایت نہیں رہتی۔ کئی ڈاکٹر کہتے ہیں کہ **ترپھلا** لینے سے آنتوں میں چھید پڑ جاتے ہیں۔ وہ **اسبغول** کی سفارش کرتے ہیں کیونکہ اس سے آنتوں میں چکناہٹ آتی ہے۔ لیکن اگر **ترپھلا** اور **اسبغول** کو ملا کر لیا جائے تو زیادہ اچھا رہتا ہے۔ یوگ آسنوں میں گنیش آسن بھی فائدہ مند ہے۔ کسی چیز کی عادت پڑ جاتی ہے، یہ کہنا بھی بے کار ہے۔ عادت پڑے یا نہ پڑے، پاخانے کا آنتوں میں نہ رہنا بہت ضروری ہے۔ ورنہ پاخانہ اندر رہنے سے آٹو انٹاکسیکیشن ہو جاتا ہے۔

(۴۷) قبض اور میڈورائینم MEDORRHINUM

"ہومیوپیتھی ریکارڈر میں ڈاکٹر کری چان لکھتے ہیں کہ میرے پاس ایک خاتون آئی، جسے ۲۰ سالہ پرانا قبض تھا۔ ایک روز اس نے کہا۔ اگر میں دن کو اس طرح صحت مند محسوس کروں جیسا رات کو محسوس کرتی ہوں تو مجھے کوئی شکایت نہ رہے طلوعِ آفتاب سے لے کر غروبِ آفتاب تک میری طبیعت گری رہتی ہے۔ اس تشخیص پر اسے میڈورائینم 1M دی گئی جس سے اس کا قبض دور ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی اس کا اپینڈے سائیٹس بھی جاتا رہا۔

میراکلز آف ہیلنگ۔ مصنف بارکر۔ ص ۲۳۵

(۴۸) تپِ دق اور اسٹینم STANNUM METALLICUM

ڈاکٹر نیش لکھتے ہیں :- نیو یارک کے ایک ہومیوپیتھک ڈاکٹر کو تپ دق کے ایسے مریض کو دیکھنے کے لئے بلایا گیا کہ جس کا علاج ایلوپیتھی کے ذریعہ ہو رہا تھا۔ جب وہ مریض کو اچھی طرح دیکھ چکا تو اس سے پوچھا گیا کہ آپ کی تشخیص کیا ہے؟ اس نے جواب دیا اسٹینم۔ اس نے کہا کہ ہم علامات کے مطابق ہی دوا کا نام لیتے ہیں۔ مرض خواہ کچھ بھی ہو۔ آج کل لوگ ایکسرے کرا لیتے ہیں، ڈاکٹر کی رپورٹ ہاتھ میں لئے پھرتے ہیں۔ اس سے کیا ہوتا ہے ؟ سوال یہ نہیں ہے کہ مرض کا نام کیا ہے ؟ بلکہ سوال تو یہ ہے کہ مریض کو کس دوا سے آرام ملے گا؟ ایلوپیتھی میں مرض کی شناخت اس لئے ضروری ہے کہ تمام امراض کی طے شدہ دوائیں ہیں۔ اگر تپ دق ہو گا تو فلاں دوا دی جائے گی ۔ مرض اور اس کی دوا طے ہے ۔ لہٰذا مرض کا نام جان لینا ضروری ہے ۔ مگر دوائیں تو دن بدن بدلتی رہتی ہیں ۔ آج جس دوا کا چلن ہے کل وہ بدل جاتی ہے ۔ اور ڈاکٹر یہ کہنے لگتے ہیں کہ اس کا ردِ عمل یعنی ری ایکشن ہوتا ہے اس لئے اسے بدل دیجئے۔ ہومیوپیتھی میں یہ بات نہیں ہے۔ ہومیوپیتھی میں مرض کی علامات دیکھی جاتی ہیں۔ وہاں مرض کا نہیں بلکہ مریض کا علاج کیا جاتا ہے۔ کونین ہر ایک قسم کے ملیریا بخار کو دور نہیں کرتی۔ ہومیوپیتھی کے مطابق اگر بخار گیارہ اور بارہ بجے کے دوران چڑھتا ہے تو نیٹرم میور دینی ہو گی ۔ اگر شام کو چار سے آٹھ بجے کے دوران چڑھتا ہے تو لائیکو پوڈیم دی جاتی ہے ۔ جس ڈاکٹر نے مریض کا معائنہ کر کے اسٹینم کہا اس نے مرض کا نام نہیں لیا۔ مریض

تو اینا کارڈیئم سے یہ شکایت جاتی رہتی ہے۔

میراکلز آف ہیلنگ۔ مصنف بارکر۔ ص۔ ۸۷

(۴۱) بلغم اور برایونیا وغیرہ BRYONIA ALBA

"ڈیزیز آف چلڈرن" نامی کتاب میں ڈاکٹر رونے لکھا ہے کہ مریض کا معائنہ کرتے وقت یہ دیکھنا چاہیئے کہ اگر وہ درد کی شکایت کرتا ہے تو کس حالت میں لیٹتا ہے۔ اگر درد اٹھنے والی طرف کو دبائے ہوئے لیٹتا ہے تو برایونیا دینی چاہیئے۔ اسی طرح زبان بھی دیکھنی چاہیئے۔ اگر کسی مرض کی وجہ سے زبان پر تکونا نشان بن گیا ہے تو رس ٹاکس دینی چاہیئے۔ کیونکہ تجربے کے دوران مریض کی زبان پر رس ٹاکس سے ایسا تکونا نشان بن جاتا ہے۔ بلغم کی صورت میں اگر زبان پر ایسا تکونا نشان بن جائے تو یہی دوا مناسب ہے۔ ایسا نشان پیچش، بلغم، کھانسی، نمونیہ، روماٹیزم۔ کسی بھی مرض میں ہو سکتا ہے کیلی کارب دوا کی علامت کی صورت میں مرض صبح تین بجے بڑھتا ہے۔ آرسنیک میں مرض آدھی رات کو بڑھتا ہے۔ پسینہ نہ آنا لائیکوپوڈیم کی علامت ہے۔ کیل کیریئیا کارب کی علامت کی صورت میں بلغم یا کھانسی آئے تو ایسا لگتا ہے کہ گلے کو پنکھ سے چھوا جا رہا ہے۔ اگر بلغم جلن کے ساتھ نکلے، یا اس کے علاوہ ناک سے رال یا منہ سے تھوک بھی جلن کے ساتھ آئے تو آرسینک دینی مناسب ہے۔ جلن سے مراد گلے، منہ یا ناک میں چرچراہٹ ہے۔

میراکلز آف ہیلنگ۔ مصنف بارکر۔ ص ۱۱۰-۱۰۷

(۴۲) کانوں میں سائیں سائیں کی آواز اور نکوٹینم ٹیبے کم ٹنکچر NICCOTINUM TABACUM

ڈاکٹر کوپر "ہومیوپیتھک ورلڈ" میں لکھتے ہیں کہ میرے ایک دوست شکایت کرنے لگے کہ ان کے کانوں میں سائیں سائیں کی اتنی تیز آواز آتی تھی کہ انہوں نے تنگ آکر خودکشی کرنے کی ٹھان لی تھی۔ وہ تمباکو بہت کھاتے تھے۔ لہٰذا انہیں نکوٹینم ٹیبے کم ٹنکچر بنا کر دی گئی۔ اس سے وہ ٹھیک ہو گیا۔

(۴۳) بہرہ پن اور ہیپر سلف یا سلفر HEPAR SULPHURIS CALCAREUM OR SULPHUR

ایک لڑکی اسکارلیٹ فیور کے بعد بہری ہو گئی تھی۔ اس لئے اسے کوئی نوکری نہیں دیتا تھا۔ کیونکہ اونچا بولنے سے بھی وہ نہیں سن سکتی تھی۔ اسے ہیپر سلف نے ٹھیک کر دیا۔ ایک دوسری لڑکی کو ایڈ ونائیڈ تھے وہ سن نہیں سکتی تھی۔ اسے وقتاً فوقتاً ٹیو برکیولینم اور کیل کیریئیا کارب ۳۰ دی جاتی رہی۔ یہ دوائیں صبح وشام کے تسلسل سے دی جاتی رہیں۔ دو ماہ بعد وہ سننے لگی۔ ایک شخص کو بہرے پن کی بیماری پر سلفر ۳۰۰ دیا گیا تھا۔ جس سے اسے کچھ افاقہ نہ ہوا۔ اسے سلفر ۱۰۰۰ طاقت کا دیا گیا۔ وہ سننے لگا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ٹھیک دوا کے ساتھ ٹھیک طاقت کا ہونا بھی ضروری ہے۔ پہلے ۳۰ طاقت کا استعمال کر کے دیکھئے۔ اس سے فائدہ ہو تو اگلی اونچی طاقت کا استعمال کیجئے۔ ہومیو پیتھک کا طریقہ یہی ہے۔

میراکلز آف ہیلنگ۔ مصنف بارکر۔ ص ۳۰۹

(۴۴) خارش اور آرسینک ARSENICUM ALBUM

اسکینز اپنی کتاب "آرگینن" میں لکھتے ہیں کہ ان کے کتے کو ایگزیما تھا۔ انہوں نے اسے اعلیٰ طاقت کی آرسینک سے ٹھیک کیا۔ ان کا کہنا ہے کہ جب وہ اسے ٹھنڈی ہوائیں لے جاتے تھے تو خارش بڑھ جاتی تھی۔ جب گرم ماحول میں لے جاتے تو خارش کم ہو جاتی تھی۔ انہوں نے لکھا ہے کہ انہوں نے اپنے کتوں کی خارش کے لئے آرسینک کو اس لئے منتخب کیا، کیوں کہ ان کے کتوں کو خارش کے سلسلے میں سردی کی نسبت گرمی میں راحت ملتی تھی۔ اگر کتوں کو سردی یا ٹھنڈی ہوا میں راحت ملتی اور گرمی سے پریشانی ہوتی تو آرسینک کا انتخاب نہ کرتے۔ بلکہ کوئی اور دوا منتخب کرتے۔ ہومیو پیتھی ایک آرٹ ہے جس میں علامات کا امتیاز دیکھا جاتا ہے۔ خواہ مرض کا نام معلوم ہو یا نہ ہو، اس کا تجزیہ کیا جا سکے یا نہ کیا جا سکے، یہ ہومیو پیتھ کے لئے ضروری نہیں ہے۔ اس کے لئے ضروری یہ ہے کہ مریض میں جو علامات نظر آتی ہیں، اس دوا کو اعلیٰ طاقت میں صحت مند شخص کو دینے سے پیدا ہوئی ہیں یا نہیں۔ اگر ہوئی ہیں تو وہ صحیح دوا ہے۔ صحت مند شخص کو اعلیٰ طاقت کی دوا مسلسل دینے پر نمایاں ہونے والی علامات کو ہومیو پیتھی میں "پروونگ" کہا جاتا ہے۔ جسے ہم اپنی زبان میں تجربہ بھی کہہ سکتے ہیں۔

(۴۵) دست یعنی ڈائریا۔ اور ریوم RHEUM

ریوم کو رہیو بارب بھی کہتے ہیں ۔ اس کا تذکرہ ایک گھوڑے کے دستوں کے سلسلے میں ڈاکٹر ہرزول نے "ہومیو پیتھک ورلڈ" کی ۳۶ ویں جلد میں کیا ہے ۔ وہ لکھتے ہیں کہ ان کے گھوڑے کو دست لگ گئے ، جو جو تنے پر ہی ظاہر ہوتے تھے ۔ اصطبل میں کھڑے رہنے پر نہیں رہتے تھے ۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ حرکت پر ہوتے تھے ۔ حرکت نہ ہونے پر نہیں ہوتے تھے ۔ وہ یہ بھی لکھتے ہیں کہ اس دوا کی پروونگ یعنی تجربے میں بھی پایا جاتا ہے کہ صحت مند شخص کو اس سے جو ڈائیریا ہوتا ہے وہ تبھی بڑھ جاتا ہے جب آدمی چلتا پھرتا ہے ۔ اس گھوڑے کو ریوم (ردبرب) دی گئی اور وہ ٹھیک ہو گیا ۔ ہومیو پیتھی کی دوائیں انسانوں پر الگ ۔ اور جانوروں پر الگ ہوں ، ایسی بات نہیں ہے ۔ بچوں کو دست لگیں اور مذکورہ علامات ہوں تب بھی ریوم سے فائدہ ہو گا ۔ ریوم کی علامات والے بچے میں سے کھٹی کھٹی بو آنے لگتی ہے ۔ کھٹی بو آنے کی علامت میگنیشیا کارب میں بھی ہے ۔

(۴۶) ڈائیریا اور ایلوز ALOE SOCOTRINA

ڈاکٹر چیبریٹی کی کتاب کے ص ۳۰ پر ایلوز کے ذریعہ ڈائیریا میں افاقہ ہونے کے متعلق لکھا ہے کہ انہیں ایک کانونٹ کی ایک طالبہ کے ڈائیریا کے علاج کے لئے بلایا گیا ۔ اس لڑکی کا دست انجانے میں نکل جاتا تھا ۔ ۹ رفروری کو انہوں نے اسے ایلوز ۳۰ طاقت کی خوراک کئی روز تک دی ۔ اسے سر درد بھی تھا ۔ پھر وہ ۱۴ کو اسے دیکھنے گئے تب تک دست کی شکایت نہیں رہی تھی ۔ ۲۳ کو پھر گئے تب وہ بالکل ٹھیک تھی ۔

(۴۷) ڈائیریا اور آرسینک ARSENICUM ALBUS

ڈاکٹر اسکینز ایک مریض کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اسے ہر کھانے کے بعد دست آجاتا تھا ۔ پیاس مسلسل برقرار رہتی تھی ۔ ہر تین گھنٹے بعد اسے آرسینک دی گئی اور وہ صحت یاب ہو گیا ۔

(۴۸) ڈائیریا اور پوڈوفایلم PODOPHYLLUM

ڈاکٹر کلارک اپنی کتاب "کالرا ، ڈائیریا اینڈ ڈیسینٹری" میں لکھتے ہیں کہ ۱۸۹۱ء

ہیں۔ مجھے ایک دوشیزہ کے علاج کے لئے بلایا گیا۔ اسے ڈائیریا ہو گیا تھا۔ اور اسے یہ شکایت دوبارہ ہو گئی تھی دست پڑپڑ کر آتا تھا۔ اس کا دست درد سے عاری اور بہت بڑا ہوتا ہے اسے **پوڈو فائلم** ۳۰ کی ایک خوراک دینے سے فوراً فائدہ ہوا۔ دستوں کے مرض میں **کیمفر** کی چند خوراکیں دی جائیں تو بھی فائدہ ہوتا ہے۔ اس صورت میں **امرت دھارا** بھی دیا جاسکتا ہے۔

(۴۹) خارش اور ڈولی کوس پوُرینس DOLICHOS PRURIENS

ڈاکٹر گبسن میلر" برٹش ہومیوپیتھک جرنل" کے ایک شمارے میں لکھتے ہیں کہ ڈاکٹر نیوبیری کے ایک ۷۰ سالہ دوست تھے۔ انہیں جگر کی شکایت کے ساتھ یرقان بھی تھا۔ اور ساتھ ہی خارش کی وجہ سے سو بھی نہیں سکتے تھے ساری رات کھجلاتے گزرتی تھی۔ ڈاکٹر نیوبیری نے صرف خارش کی وجہ سے بے خوابی کی علامت پر اسے **ڈولی کوس** دی۔ چند روز ہی میں افاقہ ہونا شروع ہو گیا۔ پندرہ روز میں بہت فائدہ ہوا اور مہینے بھر میں مریض بالکل صحت یاب ہو گیا۔ اس دوا سے مریض کی دوسری شکایات بھی رفع ہو گئیں۔ ہومیوپیتھک دوا کی یہ خوبی ہے کہ اگر اہم علامات کی صحیح دوا مل گئی تو اہم مرض ہی نہیں اس کے ساتھ باقی چھوٹی موٹی شکایات بھی جاتی رہتی ہیں۔

میراکلز آف ہیلنگ۔ مصنف بارکر۔ ص ۔ ۱۰۹

(۵۰) ڈیسینٹری یا رسوئی کی بُو برداشت نہ کرنا اور کول چیکم COLCHICUM

نمبر ۷ میں ہم تحریر کر چکے ہیں کہ کئی حیرت انگیز علامات میں کئی دوائیں فائدہ کرتی ہیں۔ وہاں ہم نے گھٹیا کے متعلق لکھا ہے۔ ڈاکٹر ڈینشس ڈیسینٹری کے ایک کیس کے متعلق تحریر کرتے ہیں کہ ایک ۲۵ سالہ خاتون کو دست میں آؤں کے ساتھ خون آتا تھا۔ اور قے بھی آتی تھی۔ انہوں نے اسے **ایکونائیٹ، مرکیورس، نکس وومیکا، اپی کاک، ہیپر سلفر** وغیرہ تمام دوائیں دے کر دیکھ لیا مگر کسی سے بھی افاقہ نہ ہوا۔ آخر جب باورچی خانے کی بو برداشت نہ کرسکنے کی علامت پر **کول چیکم** دی تب اسے فائدہ پہونچا۔

میراکلز آف ہیلنگ۔ مصنف بارکر۔ ص ۔ ۱۰۴

(۵۱) ایگزیما اور سلفر SULPHUR

"ہومیو پیتھک ورلڈ" کی ۰۹ ویں جلد میں ایگزیما کے ایک کیس کا تذکرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر بیٹی لکھتے ہیں کہ چھ سال کے ایک بچے کو بہت برا ایگزیما تھا۔ اس کا سارا جسم ایگزیما ہی ایگزیما تھا۔ آنکھ کی بھنوؤں، ہونٹوں، کان اور ناک، جسم کا ایک ایک حصہ ایگزیما میں لت پت تھا۔ خاندان میں کسی کو ایگزیما نہیں ہوا تھا۔ میں نے اس بچے کو سلفر ۳۰X صبح شام دینی شروع کردی۔ چار روز میں ایگزیما حیرت انگیز طور پر خشک ہوگیا۔ مگر ایک ہفتے میں پھر تروتازہ ہوگیا۔ چونکہ میں جانتا تھا کہ سلفر کے کیس ٹھیک ہوتے ہوتے پھر ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا میں سلفر ۳۰X صبح وشام دیتا رہا۔ چند روز میں وہ ٹھیک ہوگیا۔ مگر چند روز بعد پھر جاری ہوگیا۔ اس طرح سوکھتا، ہرا ہوتا۔ اور پھر سوکھتا ہرا ہوتا رہا۔ تین مہینے کے بعد اس کا ایگزیما پھر سوکھ گیا۔ مگر پھر ہرا نہیں ہوا۔

اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ سلفر جلد کی مرض کی مخصوص دوا ہے۔ ہومیو پیتھی میں کوئی دوا مخصوص نہیں ہوتی۔ ہر دوا مرض کی علامت کے مطابق دی جاتی ہے سلفر کی علامات ہیں جلد کا مرض ہونا دوپہر کے وقت پیٹ میں سِنکنگ یعنی بھوک محسوس ہونا، گرمی میں مرض میں اضافہ، اگر یہ اور سلفر کی دیگر علامات کسی مرض میں پائی جائیں تو سلفر کام کرے گا ورنہ نہیں۔ اس کے علاوہ سورہ، سفلس یعنی آتشک، سائیکوسس یہ تین فطری صفات ہیں۔ جن میں سورہ کی فطری صفت بہت مقبول ہے، جو سلفر کی خود بخود پیدا ہونے والی فطری صفت ہے۔ اس لئے سلفر کئی امراض میں کارگر ثابت ہوتی ہے۔

ڈاکٹر بیٹی نے جس بچے کو سلفر سے ایگزیما کے مرض سے نجات دلائی تھی۔ جب وہ بچہ صحت یاب ہوگیا تو اس کی ماں نے ڈاکٹر سے کہا۔ "میں تمہارا دھندہ نہیں کرنا چاہتی، کیونکہ یہ دھندہ اپنا کر میں تمہیں نقصان نہیں پہونچانا چاہتی۔ مگر یہ جاننا چاہتی ہوں کہ تم نے کون سی دوا دی تھی؟" ڈاکٹر نے کہا سلفر۔ تب وہ محترمہ کہنے لگیں کہ میں بچے کو سلفر اتنا دیتی ہوں گویا میں اسے سلفر ہی میں رکھتی رہی ہوں، پھر ڈاکٹر نے اسے سمجھایا کہ اتنا زیادہ سلفر دینے کی وجہ ہی سے اسے شفا نہیں ہوتی تھی۔ اعلیٰ طاقت کے سلفر سے فائدہ نہیں ہوتا: ہلکی طاقت کی سلفر اس کی قوت ظاہر ہوتی ہے۔

میراکلز آف ہیلنگ ۔ مصنف بارکر ۔ ص ۔ ۲۹۲

LACHESIS, SEPIA & NATRUM MURIATICUM

(۵۲) مرگی یا پاگل پن، لیکیسیس، سیپیا اور نیٹرم میور وغیرہ

ڈاکٹر ڈیو " منتقلی ہومیو پیتھک ریویو" میں لکھتے ہیں کہ ایک ۴۳ سالہ شادی شدہ شخص کو گلے کی نس کی بیماری نے تنگ کر رکھا تھا ۔ وہ کچھ بھی نگل نہیں سکتا تھا ۔ نہ ٹھوس نہ رقیق ۔ ٹھوس اشیاء کا کھانا تو اس کے لئے مصیبت ہو گیا تھا ۔ رات کو سوتے سوتے چونک اٹھتا تھا ۔ ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے اس کا گلا گھونٹا جا رہا ہو ۔ آدھی رات کے وقت ایسا ہوتا تھا ۔ بعد میں نہیں لیکیسیس ۲۰۰ دینے سے وہ ٹھیک ہو گیا ۔ لیکیسیس سانپ کا زہر ہوتا ہے، جس کی پرووِنگ ڈاکٹر ہیرنگ نے کی تھی ۔ رقیق خوراک بھی نگلنا مشکل محسوس ہوتا ہے ۔ مریض رات کے وقت گھبراتا ہے ۔ مذکورہ مریض کو لیکیسیس دینے سے اس کی تکلیف جاتی رہی ۔

میراکلز آف ہیلنگ ۔ مصنف بارکر ۔ ص ۱۸۲

(۵۳) اعصابی مرض اور سیپیا SEPIA

ڈاکٹر ٹائلر نے لکھا ہے کہ مجھے اس ۱۷ سالہ خاتون کا ایک بڑا دلچسپ کیس یاد آجاتا ہے کہ جو برسوں سے صبح اٹھتے ہی قے کرنے لگتی تھی ۔ صبح اٹھتے ہی اس کا جی کچا ہونے لگتا ۔ قے کرنے کے بعد اسے بھوک لگتی تھی ۔ کسی کی ہمدردی پسند نہیں کرتی تھی ۔ جو لوگ اس کی امداد کرنا چاہتے، انہیں اپنے قریب بھی پھٹکنے نہیں دیتی ۔ وہ تنہائی پسند تھی، صبح اٹھتے ہی اس کی طبیعت گرتی رہتی کئی برسوں سے ہر روز صبح اس کا جی متلاتا اور قے آتی تھی اسے سیپیا ۳۰ کی تین خوراکیں دی گئیں ۔ جن سے اس کا مرض بڑھ گیا ۔ ہومیو پیتھی میں جب مرض بڑھ کر کم ہو جاتا ہے تو سمجھا جاتا ہے کہ دوا کارگر ثابت ہوئی ہے ۔ اب مرض کم ہونے کے بعد ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا ۔ ایسا ہی ہوا ۔ اور پھر اس خاتون کو دوا دینے کی ضرورت نہیں پڑی ۔

میراکلز آف ہیلنگ ۔ مصنف بارکر ۔ ص ۔ ۱۸۳

(۵۴) اعصابی مرض اور نیٹرم میور NATRUM MURIATICUM

ہم نے دیکھا کہ سیپیا کی مریضہ ہمدردی نہیں چاہتی ۔ نیٹرم میور کی مریضہ کا

بھی یہی حال ہے۔ وہ تو ہمدردی ظاہر کرنے والے پر آگ بگولہ ہو اٹھتی ہے پلساٹلا کی مریضہ ہمدردی پسند کرتی ہے۔ ڈاکٹر رور کے "برٹش ہومیو پیتھک جرنل" کے ۲۵ ویں شمارے میں تحریر کرتے ہیں کہ ۷، مارچ ۱۹۲۳ء کو ایک ۱۸ سالہ نوجوان کا پیشاب رک گیا۔ لہٰذا اسے ہسپتال میں داخل کرادیا گیا۔ پوچھ تاچھ کے بعد اس کی زندگی کے انتہائی دلچسپ واقعات ظاہر ہوئے۔ اس کی چاچی نے بتایا کہ وہ بڑا ہوشیار اور ذہین لڑکا تھا۔ ہر کام میں میرا ہاتھ بٹاتا۔ مگر ۱۶½ سال کی عمر میں اس میں اچانک تبدیلی آگئی۔ وہ ہر وقت اداس رہنے لگا۔ کام میں اس کا دل نہ لگتا۔ بس بیٹھا رہتا تھا۔ پڑھتا بھی نہیں تھا۔ کوئی اس سے بات کرتا تو وہ طیش میں آجاتا وہ نہیں چاہتا تھا کہ کوئی اس سے بات کرے۔ بڑی مشکل سے اس کی علامات کا پتہ لگایا گیا۔ اس کے تمام آثار نیٹرم میور کے تھے۔ اسے ۸ رمارچ ۱۹۲۳ء کو نیٹرم میور ۱۰M دی گئی۔ دوا دینے کے ایک ہفتے بعد اس نے کمر درد کی شکایت کی۔ مگر باقی ہر طرح سے وہ ٹھیک ہے + وہ کچھ لنگڑانے لگا تھا۔ مگر مذکورہ دوا لینے کے بعد اس کے تمام امراض جاتے رہے۔

میراکلز آف ہیلنگ۔ مصنف بارکر۔ ص ۱۸۵

(۵۵) بخار اور نیٹرم میور NATRUM MURIATICUM

ڈاکٹر ٹیو اکس نے "امریکی انسٹی ٹیوٹ آف ہومیو پیتھی" کے ۷۷ ویں اجلاس میں مندرجہ ذیل داستان سنائی:-

کالج چھوڑتے وقت میں نے بوریک اینڈ ٹیفل کمپنی سے ہومیو پیتھک دواؤں کا ۳۰ طاقت کا سارا سیٹ خرید لیا۔ میرے استاد اکثر امراض کے حملے کے وقت مدر ٹنکچر اور ۲۰۰ طاقت کے درمیان کی طاقت کی دوائیں استعمال کرتے تھے۔ میں نے ان سب کی جگہ صرف ۳۰ طاقت کی دوائیں خریدیں۔ ان کی تعداد بھی کافی تھی۔ میں نے ڈاکٹر ماہون کو بڑے فخر سے اپنا بکس کھول کر دکھایا کہ دیکھئے میرے پاس کتنی دوائیں ہیں۔ بکس دیکھ کر ڈاکٹر ماہون ہنسے اور کہا کہ ہم تو بخار کے لئے صرف کونین استعمال کرتے ہیں۔ میں نے جب ہومیو پیتھک دوائیں استعمال کرنی شروع کیں تو میں نے دیکھا کہ مجھے تو اتنے بڑے بکس میں سے بخار کے لئے صرف ایک دوا استعمال کرنی ہوگی۔ اور وہ سب دواؤں کا بادشاہ ہے نیٹرم میور۔ ڈاکٹر ماہون کو انتہائی حیرت ہوئی کہ جب ان کے بخار پر بھی نیٹرم میور ہی دی گئی۔ اور

ان کا بخار جاتا رہا۔ میں اپنے تجربے کی بنا پر پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ بخار کے لئے اگر کوئی طاقتور دوا ہے تو وہ نیٹرم میور ہے۔ جب میں ڈاکٹر ماہون کے ساتھ علاج معالجہ کرنے لگا تو اس مقام کے بخار کے آثار اکثر حسب ذیل نظر آئے۔

بخار ۹ بجے سے ۱۱ بجے کے درمیان قبل از دوپہر چڑھتا تھا۔ ڈیلی ریم تک ہو جاتا تھا۔ شدید سردرد ہوتا تھا۔ پسینہ آنے پر سب اتر جاتا تھا۔ بخار کی ان علامات کے علاوہ باقی جو کیس ہوتے تھے، ان میں مریض کو نمک کھانے کی خواہش ہوتی تھی۔ اور اگر ان کیسوں کی ابتدا میں جاتے تو پتہ چلتا کہ وہ بھی نیٹرم میور کے ہی کیس تھے۔ میرا تو تجربہ ہے کہ بخار کا ہر ایک کیس نیٹرم میور کی کسی نہ کسی طاقت سے ٹھیک ہو سکتا ہے۔

ڈاکٹر ہوئینے کا مقولہ ہے کہ ہمارے جرائد میں بخار کے جتنے بھی کیس درج کئے گئے ہیں وہ سب ۳۰ یا ۲۰۰ طاقت کی نیٹرم میور دینے سے ٹھیک ہو گئے ہیں۔ نیٹرم میور بخار اور سردرد۔ ان دونوں کی اہم دوا ہے کیونکہ اس میں یہ دونوں علامات پائی جاتی ہیں۔

ڈاکٹر نیش نے بائی "میوٹیول آف ہومیو تھیراپیوٹکس" میں لکھتے ہیں کہ کونین کے ذریعہ جو امراض دبائے جاتے ہیں، ان کے نتیجے میں مریضوں کو کمزوری کی علامات پیدا ہو جاتی ہیں۔ ان کا ازالہ نیٹرم میور سے ہو جاتا ہے۔

میراکلز آف ہیلنگ مصنف بارکر۔ ص۔ ۱۵۲-۱۲۶-۹۳

(۵۶) عورت کی چھاتی میں پھوڑا اور سلفر SULPHUR

ڈاکٹر اسکینر نسوانی امراض کے ممتاز ماہر تھے۔ وہ اپنی کتاب "ہومیوپیتھی اور گیانوکالوجی" میں یوں رقم طراز ہیں:-

محترمہ ۔۔۔۔۔۔ نے اپنی چھاتی کے پھوڑے کے متعلق میرا مشورہ لیا۔ چھاتی کا یہ پھوڑا ایک سال سے بڑھ رہا تھا یہ بڑھ کر انڈے کے برابر ہو گیا تھا۔ محترمہ آپریشن کرانا نہیں چاہتی تھیں۔ کیونکہ انہیں حال ہی میں ایک خط ملا تھا۔ جس میں لکھا تھا کہ ان کے بھائی کی کینسر کے آپریشن سے موت ہو گئی ہے۔ ڈاکٹر اسکینر اعلیٰ درجے کے معالج تھے ان کی زندگی کا گر سلفر کی اعلیٰ ترین طاقت کی خوراک دینا تھا۔ اس محترمہ کو انہوں نے پہلے ۱۰۰۰۰ طاقت کی سلفر ماہواری کے بعد دی۔ اور اگلی ماہواری کے بعد ۲۰۰۰ طاقت کی سلفر دی اور تیسرے

مہینے ۳۰۰۰۰ طاقت کی **سلفر** دی۔ ہر خوراک کے بعد مذکورہ پھوڑا گھٹتا چلا گیا۔ اور آخر کار بالکل ختم ہوگیا۔

میراکلز آف ہیلنگ بمصنف بارکر۔ ص۔ ۲۷،۲۶

(۵۷) فشر (سفرہ کا پھوڑا) اور سایلیشیا SILICEA

ڈاکٹر نیش بارکر نے ۱۹۲۷ء میں ہومیو پیتھک کانفرنس میں سفرہ کے پھوڑے یعنی فشر کے متعلق فرمایا کہ ایک مریض میرے پاس آیا۔ اسے ۲۰ سال سے سفرہ کا پھوڑا تھا یہ ایسا لاعلاج پھوڑا تھا کہ میں اپنی چھوٹی انگلی اس میں ڈال سکتا تھا۔ پھوڑے کے چاروں طرف کی دیوار سخت اور کڑے ریشوں میں گھری تھی۔ مگر پھوڑا نرم تھا اس میں سے جب مواد نکلتا تو مریض پریشان ہو جاتا تھا۔ غنیمت یہ تھا کہ ایسا ہفتے میں صرف ایک مرتبہ ہوتا تھا۔ اس کا دو مرتبہ آپریشن ہو چکا تھا۔ پھر اس نے آپریشن کروانے سے انکار کر دیا۔ میں نے اسے نائیٹرک ایسڈ دی ایک ہفتے بعد تک اس کا کوئی اثر نہ ہوا۔ اس کے بعد اس کی علامات کا پھر تجزیہ کیا گیا۔ وہ انتہائی ٹھنڈے مزاج کا تھا۔ مگر تھا بہت غصیل۔ چھوٹی چھوٹی بات پر ابل پڑتا تھا۔ اسے قبض رہتا تھا۔ ان علامات کی روشنی میں اسے **نکس وومیکا** دی گئی۔ مگر اس سے بھی کچھ افاقہ نہ ہوا۔ بعد ازاں اس کی پھر ڈاکٹری جانچ کی گئی اور ڈاکٹر اس نتیجے پر پہونچے کہ اس کی عادت میں تشدد کو دخل تھا۔ مگر اس کے ساتھ ہی وہ ڈرپوک بھی تھا۔ سوچتا تھا کہ اگر نوکری چلی گئی تو کیا کروں گا۔ اسے جو چوٹیں لگی تھیں، ان کے باعث وہ صحت یاب نہیں ہو رہا تھا اسے یوریس کھینیا ہو چکا تھا۔ دواؤں نے اس کے پیر کا پسینہ دبا دیا تھا۔ اس اہم علامت اور باقی علامات کی بناء پر اسے **سایلیشیا** ۱۰ ایم دی گئی اس کا نتیجہ حیرت انگیز ہوا۔ اس کا پہلا دن تو انتہائی تکلیف میں گزرا۔ کیونکہ دوا کا ایگریویشن ہوا تھا۔ مگر اس کے بعد اس کی تمام تکالیف آہستہ آہستہ کم ہوتی گئیں۔ اس کا قبض دور ہو گیا۔ اسے بنا تکلیف کے پاخانہ آنے لگا۔ نظریۂ حیات ہی بدل گیا۔ اس کی زندگی حوصلہ مند ہو گئی۔ میں جان بوجھ کر اسے دیکھنے نہیں گیا۔ مگر جب میں اسے دیکھنے گیا تو اسے دیکھ کر مجھے حیرت ہوئی کیونکہ پھوڑا تب تک ٹھیک ہو چکا تھا۔ صرف نشان بچا تھا مریض کی فطرت دیکھ کر ہومیوپیتھک دوا دینے کی یہ ایک تابناک مثال تھی۔

میراکلز آف ہیلنگ۔ مصنف بارکر۔ ص۔ ۲۴۶،۲۴۷

(۵۸) فش چولا اور نائیٹرک ایسڈ اور سایلیشیا

فش چولا ایک تنگ نلی کا نام ہے جو پھوڑے کے مواد کو پھوڑے سے باہر نکال پھینکتی ہے۔ اگر پھوڑے کا مواد باہر نہ نکلے تو اندر ہی اندر جمع ہوتا ہوا کوئی خطرناک مرض پیدا کر دیتا ہے۔ یہ تنگ نلی قدرتی طور پر پاخانے کی نالی کے اندر کا زہر باہر پھینک دیتی ہے۔ سرجن فش چولا کا آپریشن کر دیتے ہیں۔ مگر فش چولا تو جسم کے اندر کسی مرض کا، قدرت کا عطا کردہ ذریعہ ہے۔ ڈاکٹر برنیٹ نے فش چولا پر ایک کتاب لکھی ہے، جس میں انہوں نے کہا ہے کہ اس کا ہومیو پیتھک دوا سے علاج کرنا چاہیئے۔ فش چولا بذات خود کوئی مرض نہیں ہے۔ یہ تو اندر کی گندگی باہر پھینکنے کا ذریعہ ہے۔ فش چولا کو کاٹ دینے سے مرض رفع نہیں ہوتا۔ مگر یہ تو اندرونی طور پر برقرار رہتا ہے۔ اور آپریشن کے بعد اندرونی مرض مواد کے مختلف راستوں سے نکلتا ہے۔ سرجن اسے کاٹ دیتے ہیں۔ پاخانے کی نالی صاف کر دیتے ہیں اور پھر اس کے بعد اس کٹے ہوئے مقام کا دوا سے علاج کرتے ہیں۔

ڈاکٹر برنیٹ لکھتے ہیں کہ میں ایک عورت کو جانتا ہوں جو ۱۸۸۶ء میں اپنے ملک سے باہر چلی گئی تھی وہ فش چولا کی مریضہ تھی۔ فش چولا جسم کے کسی بھی حصے میں ہو سکتا ہے۔ وہ لندن چلی آئی۔ فش چولا کا آپریشن کر دیا گیا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد اس کی بچہ دانی میں السر ہو گیا اور وہ دو سال تک صاحب فراش رہی اور مختلف آپریشن کراتی رہی اسی دوران اسے لیکوریا ہو گیا۔ فش چولا کا آپریشن کرانے کے بعد پہلے اس کی بچہ دانی میں السر ہوا اسے ٹھیک کرانے کے لئے جو اقدام کیا گیا اس سے اسے لیکوریا ہو گیا۔ کیا وہ اس چکر میں پڑ کر صحت یاب ہو گئی؟ نہیں۔ لیکوریا کے بعد اسے رسولی ہو گئی۔ اس کا فش چولا سفرہ کے قریب تھا۔ اب وہاں رسولی ہو گئی اور پاخانے کے لئے اسے جو اذیت برداشت کرنی پڑی وہ وہی جانتی ہے۔ ڈاکٹر برنیٹ پوچھتے ہیں "اس سب کا کیا مطلب ہے؟" ان کا جواب ہے کہ اصل میں اس عورت کو کوئی اندرونی مرض تھا۔ اور قدرت وہ مرض نکال دینے کے لئے راستہ بنا رہی تھی۔ وہ راستہ ہی فش چولا تھا۔ جب اسے جراحی کے عمل سے اسے بند کر دیا گیا تو جسم نے دوسرے راستے نکال لئے۔ ڈاکٹر برنیٹ کا کہنا ہے کہ فش چولا کے علاج کے لئے ہومیو پیتھی میں کئی دوائیں ہیں۔ جن میں سے دو کا وہ ذیل میں

تذکرہ کرتے ہیں:-

(۱) فشچولا اور نائیٹرک ایسڈ NITRICUM ACIDUM

ڈاکٹر جوزن کِڈ جو لارڈ برکین ہیڈ کے معالج تھے، وہ "لاز آف تھیراپیوٹکس" میں لکھتے ہیں کہ ایک خاتون کو سفرہ کا ایک سال کا فشچولا تھا۔ وہ لندن کے ایک ممتاز ڈاکٹر سے ملی۔ ان کی رائے میں فشچولا کا آپریشن کے سوائے اور کوئی علاج نہیں۔ وہ میرے پاس آئی اس کے فشچولا میں سوجن تھی۔ اور آنتوں کے نچلے حصے میں درد بھی تھا اور جلن بھی! فشچولا سے نیلا پانی مسلسل رستا رہتا تھا۔ اسے **نائیٹرک ایسڈ** کی آٹھ بوندیں پانی کے ایک گلاس میں دن میں تین مرتبہ دی گئیں۔ اور زخم پر کوئی دوا نہیں لگائی گئی۔ یہ دوا مسلسل دینے سے دو ماہ میں اس کا مرض جاتا رہا۔ ڈاکٹر کِڈ اس خاتون کا فشچولا اس لئے ٹھیک کر سکے کیونکہ ایک صحت مند شخص پر **نائیٹرک ایسڈ** کے ذریعہ تجربہ یعنی پرووِنگ کرنے پر مذکورہ علامات ظاہر ہوتی ہیں۔

(ب) فشچولا اور سائیلیشیا SILICEA

فشچولا کا علاج انسانوں ہی کا نہیں بلکہ حیوانوں کا بھی کیا گیا ہے۔ حیوانات کے ڈاکٹر ہیکاک "ہومیوپیتھک ٹائمز" کے چوتھے حصے میں لکھتے ہیں "ایک گھوڑی کو فشچولا تھا۔ اسے **سائیلیشیا** ۱۲ کی پانچ گولیاں دو اونس پانی میں گھول کر کھانا کھانے سے قبل دی جاتی رہیں۔ یہ ۲۲، ستمبر کی بات ہے۔ اس کے چھ روز بعد گھوڑی کے کپتان نے لکھا کہ گھوڑی کو مواد آنا بند ہو گیا ہے۔"

میراکلز آف ہیلنگ ۔ مصنف بارکر ۔ ص ۲۸۷

(۵۹) پیٹ میں گیس اور کم طاقت کا ایسافائیٹڈا ASAFOETIDA

ڈاکٹر نیش اعلیٰ طاقت کی دوا دیا کرتے تھے۔ اور وہ اسی لئے مشہور تھے۔ مگر کبھی کبھی اعلیٰ طاقت کی دوا کام نہیں کرتی۔ کم طاقت کی دوا کام کر جاتی ہے۔ ڈاکٹر لیمبرٹ نیش صاحب ہی کی ایک مثال دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ کئی سال قبل ایک ۳۰ سالہ خاتون ڈاکٹر نیش

کے پاس علاج کے لئے آئی۔اس کا پیٹ گیس سے بھرا ہوا تھا یہ ہوا اوپر کی جانب زور دے رہی تھی۔اور ساتھ ہی اسے پانی آنے کا پرانا مرض بھی تھا۔ یہ دونوں علامتیں دیکھ کر اسے اعلیٰ طاقت کی **ایسافاٹیڈا** دی گئی۔ مگر اس سے کوئی فائدہ نہ ہوا۔ پھر درمیانی طاقت (۲۰۰) کی بھی دوا دی گئی، اس سے بھی افاقہ نہ ہوا۔ اس کے بعد جارگر بن ہیننگ (**ایسافاٹیڈا**) دی گئی۔ اس کا فوراً اثر ہوا اور پیٹ کی گیس خارج ہوگئی۔ جارج رائل لکھتے ہیں کہ ایک مریض میں **آرسینک** کی علامات تھیں۔ اسے کم طاقت کی دوا دی گئی۔کوئی فائدہ نہ ہوا، اعلیٰ طاقت کی دہی دوا دی گئی تو اس کا فوری اثر ہوا۔ اس طرح کے تجربات سے ثابت ہوتا ہے کہ کبھی اعلیٰ طاقت کی دوا دینے سے فائدہ ہوتا ہے تو کبھی کم طاقت کی دوا کا بھی اثر نہیں ہوتا۔ اور اس کے برعکس کبھی اعلیٰ طاقت کی دوا کارگر ثابت نہیں ہوتی۔ تو کبھی کم طاقت کی دوا تیر کی طرح اثر کرتی ہے۔ اس لئے کئی ڈاکٹر ایک ہی مرض میں، اعلیٰ اور کم دونوں طاقتوں کی دوا استعمال کرتے ہیں۔ کسی کیس میں پہلے اعلیٰ پھر اوسط اور آخر میں کم، اور کسی کیس میں پہلے کم پھر اوسط اور آخر میں اعلیٰ طاقت کی دوا دی جاتی ہے یا اعلیٰ اور کم دونوں طاقتوں کی دوا دینے والے پہلے دن ایک طاقت کی دوسرے دن دوسری طاقت کی اور تیسرے دن تیسری طاقت کی دوا دیتے ہیں۔

پہلے دن ۳۰ طاقت۔ دوسرے دن ۲۰۰ طاقت اور تیسرے دن ۱M طاقت۔

SECALE CORNUTUM

(۶۰) ضعیفوں کا گینگرین اور سیکیل کور

ضعیفوں کو بڑھاپے میں پیر میں بھاری پن آجاتا ہے۔ کیونکہ کمزوری کی وجہ سے خون کی گردش کمزور پڑ جاتی ہے۔ چلتے رہنے، کھڑے رہنے سے خون پیروں پر، خون نیچے کی جانب تو آجاتا ہے مگر اوپر ٹھیک سے نہیں جاتا، اس لئے پیر بھاری ہو جاتے ہیں، پھول بھی جاتے ہیں۔ کبھی کبھار پیروں کی انگلیاں خون سے بھر جاتے یا خون کے اوپر نہ آسکنے کی وجہ سے مرسی جاتی ہیں۔ ان میں حرکت نہیں رہتی، اسی کو "سینائل گیگرین" کہتے ہیں۔ پاؤں اور ہاتھ کی انگلیوں کے پوروں سے شروع ہو کر یہ گیگرین اوپر کی جانب چڑھتا ہے۔ اور سرجن ان بے حس اعضاء کو گیگرین کہہ کر کاٹ دیتے ہیں۔ ہومیو پیتھک کتب میں ہومیو پیتھی کی دواؤں کے ذریعہ گیگرین کے ٹھیک ہونے کی کئی مثالیں میسر ہیں۔

ڈاکٹر چیریٹی تحریر کرتے ہیں کہ ایک مریض کو سینائل گیگرین کے مرض میں مبتلا

دیکھ کر میں نے ایلوپیتھی کی درسی کتاب میں دیکھا کہ مرض اینٹی پائیرین اور آڈیوٹھرین کو ایک ساتھ دینے سے ٹھیک ہو جاتا ہے۔ میں نے مریض کو یہ نسخہ لکھ کر دے دیا تاکہ وہ کیمسٹ سے بنوا کر یہ دوا لے لے۔ میں تین روز بعد مریض کو دیکھنے گیا اور اس کی حالت پوچھی، اس نے کہا۔ "آپکی دوا سے میرے تمام درد چلے گئے، میں آرام سے سو سکتا ہوں۔ چونکہ اس دوا کا پیٹ پر بھی اثر ہوتا ہے اور بدہضمی ہو جاتی ہے لہذا میں نے دریافت کیا کہ دوا کے کیپسول سے پیٹ میں کوئی گڑبڑ تو نہیں ہوئی؟" اس نے پوچھا "کون سے کیپسول؟ آپ کی دوا تو پانی میں تھی۔ کیپسول میں نہیں تھی۔ دوا شیشی میں تھی اور اس پر لکھا تھا ہر روز چار چمچ لیجئے۔ میں نے ایسا ہی کیا اور میں صحت یاب ہو گیا۔" یہ سن کر کہ دوا کیپسول میں نہیں تھی پانی کی بوتل میں تھی۔ میں دوڑا کیمسٹ کے پاس گیا۔ اور پوچھا کہ آپ نے کیپسول میں کون سی دوا بھیجی تھی؟ وہ گھبرایا ہوا بولا "غلطی سے میں نے دوسرے شخص کی کیپسول والی دوا آپ کے مریض کو بھیج دی"۔ دراصل اس دوسرے شخص کی دوا **سیکیل کور** تھی جو کسی ڈاکٹر نے اپنے مریض کے لئے لکھی تھی، اور وہی دوا گیگرین کے مریض نے لی تھی۔ اس غلطی سے مجھے علم ہوا کہ سینائل گیگرین میں ہومیوپیتھک کی دوا **سیکیل کور** فائدہ مند ہے۔ ڈاکٹر چیریٹی لکھتے ہیں کہ مریض میرے نسخے سے ٹھیک نہیں ہوا تھا۔ کیمسٹ کی غلطی سے دیئے گئے **سیکیل کور** سے ٹھیک ہوا تھا۔ کیونکہ اس مرض کی یہی صحیح ہومیوپیتھک دوا تھی۔

میراکلز آف ہیلنگ۔ مصنف بارکر۔ ص۔ ۲۱۸

NATRUM MURIATICUM & SULPHUR

(۶۱) گٹھیا اور نیٹرم میور اور سلفر

ڈاکٹر برنیٹ اپنی کتاب "گاؤٹ اینڈ الٹس کیور" میں لکھتے ہیں۔ گٹھیا کے مرض میں نیٹرم میور نے میرے ہاتھوں سے بہت فائدہ پہونچایا ہے۔ یہ دوا لینے سے پیشاب گاڑھا ہو گیا اور مرض کا حملہ ٹوٹ گیا۔ میں اب بھی ان مریضوں پر اس کا تجربہ کرتا ہوں کہ جنہوں نے کونین زیادہ لی ہو۔ سرد مزاج کے ہوں یا جن کا مرض سمندر کے قریب جانے سے بھڑک اٹھے۔ میں ۶ طاقت کا استعمال کرتا ہوں اس طاقت کی دوا کے چھ گرین مریض کو دیتا ہوں۔ اسے میں یہ دوا ہر دو تین گھنٹے کے بعد دیتا ہوں۔ اس امید سے کہ مریض کا پیشاب گاڑھا اور رنگت گہری ہو جائے گی۔ ایسا ہونے میں تین چار دن لگ جاتے ہیں۔ گٹھیا کی جو دوا پیشاب کو گاڑھا نہیں

کرتی ہیں اسے گنٹھیا کے مرض کے لئے نامناسب سمجھتا ہوں۔

ڈاکٹر ٹوٹیزے ایک محترمہ کے صحت یاب ہونے کی داستان یوں بیان کرتے ہیں:۔

ایک ۷۰ سالہ محترمہ ۔۔ ۴۰ سال سے گنٹھیا کے مرض کی شکار تھیں۔ گنٹھیا کا درد ڈیڑھ اور پانچ ہفتے کے وقفے سے ہوتا تھا۔ اور تین روز رہتا تھا۔ اس دوران انہیں شدید درد ہوتا۔ بڑے بھیانک انداز سے جی متلاتا، سر کے ایک طرف درد اور کان میں سائیں سائیں کی آواز کا شکار ہونا پڑتا تھا۔ روشنی کے سامنے وہ آنکھیں نہیں کھول سکتی تھیں۔ کانوں سے سنائی نہیں دیتا تھا، پیٹھ کی طرف درد کی شکایت کرتی تھیں زبردست قبض تھا۔ بچپن میں وہ جلد کی مرض کا شکار ہوئی تھیں۔ مریض کا پورا معائنہ کر کے سلفر دی گئی۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا گیا کہ اس دوا سے ان کے کئی دبے ہوئے امراض اُبھریں گے جن سے طبیعت بگڑے گی۔ لیکن اگر گھبراؤ گی نہیں تو آخرکار بالکل صحت یاب ہو جاؤ گی۔ جو کہا تھا وہی ہوا۔ اس کا قبض بڑھ گیا۔ دوا لینے کے چار ہفتے تک شدید ترین سر درد ہوا۔ مگر میں نے کوئی دوا نہ دی۔ کیونکہ میں جانتا تھا کہ اس کا بھلا اسی میں ہے۔ جب تک سلفر اپنا پورا کام نہیں کر لیتی اس وقت تک درمیان میں دخل دینے سے معاملہ بگڑ سکتا تھا۔ پھر اس کی کئی تکالیف ابھرنے لگیں جنہیں ایلوپیتھی سے دبایا گیا تھا۔ اس مریضہ کو دس سال قبل جسم کے بائیں جانب درد اٹھا تھا۔ وہ لوٹ آیا — دو روز رہا پھر چلا گیا۔ اس کے بعد اسے دمہ ہوا جسے وہ پندرہ سال پہلے بھگت چکی تھی اور اسے دبا چکی تھیں۔ وہ کچھ دن بعد چلا گیا۔ پھر جگر کی شکایت کھڑی ہوئی جو ۳۰ سال پہلے ہوئی تھی۔ وہ اس سے مرتے مرتے بچی تھیں۔ دوا لینے کے دو ماہ بعد سر درد وغیرہ کی علامتیں آہستہ آہستہ کم ہونے لگیں۔ آخر میں ایگزیما ہو گیا۔ وہ بھی چلا گیا۔ یہ محترمہ تمام امراض سے نمٹ کر مکمل طور پر تندرست ہو گئیں۔ اس صحت یابی میں پہلے نیٹرم میور اور پھر سلفر نے کام کیا۔

GRAPHITES (۶۲) چہرے پر گول گول سرخ نشان اور گریفائیٹس

اس محترمہ کے چہرے پر گول گول سرخ دھبے پڑے تھے جو گریفائیٹس کے مریض کے چہرے پر پڑ جاتے ہیں۔ ڈاکٹر نیبرے لکھتے ہیں کہ اسے دیکھتے ہی میں نے اسے گریفائیٹس دی اس کے باپ نے بتایا کہ یہ نشان ہمیشہ رہتے ہیں۔ اور قبض ہونے پر تو خاص طور پر نمایاں ہوتے ہیں۔ یہ خاتون بڑی حساس تھی۔ کسی بات پر اپنی توجہ مرکوز نہیں کر سکتی تھی۔ بھوک کافی تھی۔

ماہواری ناکافی ہوتی تھی۔ پیٹ گیس سے بھرا رہتا تھا۔ یہ سب گریفائیٹس کے آثار تھے اسے گریفائیٹس ۱۲ طاقت کی دوا صبح و شام دی گئی۔ بعد میں معلوم ہوا کہ اس کا قبض بھی جاتا رہا اور گالوں کے دھبے بھی چلے گئے۔ کوئی بھی جلد کا مرض ہو اس میں گریفائیٹس کی ضرورت پڑ جاتی ہے۔

میراکلز آف ہیلنگ۔ مصنف بارکر۔ ص۔ ۲۸۹-۲۳۲-۲۳۱

GUNPOWDER

(۶۳) خون میں زہر (بلڈ پوائزننگ) اور گن پاؤڈر

ایک شخص کا نام کینون اپجر تھا۔ اس نے چرواہوں سے سنا کہ اگر گن پاؤڈر کھا لیا جائے تو وہ بلڈ پوائزننگ، یعنی خون میں زہر کے لئے انتہائی مجرب دوا ہے۔ اس شخص کو ہومیو پیتھی میں دلچسپی تھی۔ اس نے گن پاؤڈر سے اس بنا پر معائنہ کرنا شروع کردیا کہ جو دوا اعلیٰ طاقت میں دینے سے امراض کی جن علامات کو پیدا کرتی ہے، وہی دوا ہلکی طاقت میں دیئے جانے پر وہ علامات دور کرتی ہے۔ اس نے اپنے معائینوں کی بنا پر "ہومیوپیتھک ورلڈ" کی ۵۰ ویں اور ۵۸ ویں جلد میں لکھا ہے کہ بلڈ پوائزننگ کے کئی کیسوں میں میں نے مذکورہ دوا کا تجربہ کرکے دیکھا ہے کہ لڑکیوں کے منہ پر جو رَیش یعنی دانے ابھر آتے ہیں وہ گن پاؤڈر ۳x سے چلے جاتے ہیں۔ ٹائیفائیڈ کے بعد اس طرح کے دانے اکثر ابھر آتے ہیں کہ جن پر یہ دوا دی جاسکتی ہے۔ بلڈ پوائزننگ پر تحریر کرتے ہوئے وہ مندرجہ ذیل مثالیں دیتے ہیں:۔

(ا) دو سال ہوئے میں ایک گرجا گھر میں گیا۔ وہاں میں نے ہومیو پیتھی کے ذریعہ ٹھیک کئے اپنے تجربات کا تذکرہ کیا۔ مجھے کہا گیا کہ یہاں ایک محترمہ ہیں جن کا پیر گل سا گیا ہے۔ جب اسے لایا گیا تو وہ بیسا کھیوں کے سہارے آئی۔ اس کا پیر زخموں سے گل گیا تھا سہارے کے بغیر وہ چل نہیں سکتی تھی۔ اسے میں نے گن پاؤڈر کی گولیاں دیں۔ اور سائیلیشیا دی۔ اسے دونوں سے فائدہ ہوا۔ ہیپر سلف بعد میں دی جس سے وہ محترمہ ٹھیک طرح سے چلنے لگی۔

(ب) ایک اور کیس بھی اس کتاب میں دیا گیا ہے۔ مریضہ کی ماں کو بال توڑ پھوڑا ہو گیا تھا۔ جس کا کیل تو نکل گیا مگر پھوڑا ٹھیک نہیں ہو رہا تھا۔ اسے میں نے گن پاؤڈر ۳x اور ہیپر سلف ۲x سے ٹھیک کر دیا۔

اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ گن پاؤڈر دینے کے دو دن پہلے ہیپر سلف ۲۰۰ دے دیا جائے تو گن پاؤڈر اچھا کام کرتا ہے۔

میراکلز آف ہیلنگ۔مصنف بارکر۔ص۔۳۲۸۔۳۲۷

(۶۴) بواسیر اور سلفر SULPHUR

اس کا ذکر ہم نمبر شمار ۳۳ میں کر چکے ہیں۔ وہاں ایک پادری کا تذکرہ ہے جسے قبض اور بواسیر کے لئے سلفر دی گئی تھی۔ اس کی علامتیں مندرجہ ذیل ہیں:۔ سر درد، سر میں گرمی کا احساس چہرے پر گرمی کا اثر وغیرہ۔ ان علامات کی صورت میں سلفر ہر ایک مرض کو دور کرتی ہے۔

میراکلز آف ہیلنگ۔مصنف بارکر۔ص۔۱۳۱

NATRUM MURIATICUM

(۶۵) مائیگرین۔ (سر درد) اور نیٹرم میور

ڈاکٹر لیونارڈ ایک خاتون کے متعلق لکھتے ہیں "وہ شروع میں مجھے اس بات پر یقین نہ آتا تھا کہ عام نمک میں کوئی عظیم قوت پوشیدہ ہے۔ میرے لئے یہ انتہائی مسرّت کی بات ہے کہ نمک کی ہلکی سے ہلکی طاقت میں بڑے بڑے امراض کے تدارک کی قوّت ہے۔ تقریباً آٹھ ماہ ہوئے میرے پاس ایک مریضہ آئی جسے مائیگرین رہتا تھا۔ درد سر کے دائیں طرف اٹھتا تھا۔ دو تین ماہ رہتا تھا۔ کبھی کبھار چند روز رہ کر ہٹ جاتا تھا۔ جب آتا تھا تو ہر روز صبح اٹھتے ہی شروع ہو جاتا تھا۔ دوپہر تک انتہائی شدید ہو کر انتہا کو پہونچ جاتا تھا۔ تین چار بجے شام تک ہٹ جاتا تھا۔ یہ درد اتنا شدید ہوتا تھا کہ مریض کے خودکشی تک کر لینے کا خطرہ رہتا تھا۔ اس لئے ایک شخص اس کے ساتھ رہتا تھا۔ وہ اس اذیت ناک کیفیت سے چھٹکارہ پانے کے لئے مرجانا چاہتی تھی۔ اسے نیٹرم میور ۳۰ طاقت کی خوراک ہر روز دو گھنٹے اس وقت تک دی جاتی رہی جب تک کہ وہ صحت یاب نہ ہو گئی۔ اور اسے یہ یقین نہ آگیا کہ اس نے اس اذیت سے چھٹکارا پالیا ہے۔

میراکلز آف ہیلنگ۔مصنف بارکر۔ص۔۱۵۴

(۶۶) مائیگرین اور نکس وومیکا NUX VOMICA

ڈاکٹر ہیرے جوسیٹ لکھتے ہیں کہ ۱۵ فروری کو ایک ۴۶ سالہ لیم شیم شخص جو بہت بڑے

تاجر تھے ، سردرد کا علاج کرانے آئے کہنے لگے کہ تین دن سے ہر روز سر کے بائیں طرف درد اٹھتا ہے۔ پہلے سردی محسوس ہوتی ہے۔ درد بڑھتا جاتا ہے۔ بخار بھی چڑھ جاتا ہے۔ اور تین گھنٹے میں درد انتہائی شدت اختیار کر کے انتہا پر پہونچ جاتا ہے، پھر آہستہ آہستہ اُترنے لگتا ہے اور دوپہر تک درد اتر جاتا ہے۔ چڑھنے میں درد تین گھنٹے لیتا ہے، ایک گھنٹہ انتہا پر رہتا ہے۔ اترنے میں بھی تین گھنٹے لگتے ہیں۔ پہلے دن درد ۹ بجے شروع ہوا۔ دوسرے دن ۱۱ بجے اور تیسرے دن پھر ۹ بجے شروع ہوا۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ درد کے آنے، برقرار رہنے اور اترنے کی کوئی پابندی تھی۔ میں نے اسے پہلے دن **نکس وومیکا** ۶ دی۔ دوسرے دن درد گیارہ بجے شروع ہوا مگر چار بجے تک رہ کر ہلکا پڑ گیا۔ اگلے دن ۹ بجے چڑھنے کی باری تھی تو ۹ بجے ہی چڑھا مگر اس روز بھی چار بجے تک رہ کر ختم ہو گیا۔ میں **نکس وومیکا** پہلے کی طرح دیتا رہا۔ اگلے روز درد دو گھنٹے تاخیر سے شروع ہوا۔ اب میں نے اسے **نکس وومیکا** ۲۰۰ دی۔ جس کے بعد اس کا سر درد ہمیشہ کے لئے جاتا رہا۔ اس سلسلے میں یہ واضح کر دینا ضروری ہوگا کہ دائیں طرف کے سر درد میں سینگی و نیریا اور بائیں طرف کے سر درد میں اسپائی جیلیا سے بھی فائدہ ہوتا ہے۔

میراکلز آف ہیلنگ۔ مصنف بارکر۔ ص۔ ۱۸۷۔۱۵۴

(۶۷) ہچکی اور نیٹرم میور NATRUM MURIATICUM

ڈاکٹر برنیٹ کی کتاب "نیٹرم میور ایز ٹیسٹ آف دی ڈاکٹرین آف ڈرگ ڈائینے مایزیشن" کے ص۔ ۷۴ پر لکھا ہے کہ ایک پادری کی بیوی نے ۲۹ فروری ۱۸۷۸ء کو شکایت کی کہ اسے بد ہضمی ہے۔ ڈاکٹر برنیٹ لکھتے ہیں کہ انہوں نے اسے نیٹرم میور ۶ دی اسے ہچکیاں بھی آتی تھیں جو بیمار ہونے پر ہر بار کونین لینے سے مرض کے دب جانے کی وجہ بھی آتی تھیں۔ اعلیٰ طاقت کی نیٹرم میور کی چند خوراکوں سے ہچکی جاتی رہی۔ کونین سے پیدا ہوئے مرض کا توڑ نیٹرم میور ہے۔ میراکلز آف ہیلنگ مصنف بارکر۔ ص۔ ۱۵۱

(۶۸) رسولی اور ہائی ڈریس ٹیس HYDRASTIS

ڈاکٹر کلارک نے ہومیو پیتھک کانگرس میں بتایا کہ ایک ۵۲ سالہ شادی شدہ آٹھ

بچوں کی ماں کے مرض کے علاج کے لئے دسمبر ۱۹۴۴ء میں مجھے بلایا گیا۔ اس کی ماہواری ختم ہو چکی تھی۔ آپریشن کرنے سے پتہ چلا کہ اس کے پیٹ میں ٹیومر یعنی رسولی ہے۔ وہ گوشت خور تھی میں نے اسے سبزی خور بن جانے کو کہا۔ اس نے گوشت کھانا چھوڑ دیا۔ ۹، دسمبر ۱۹۴۴ء کو میں نے اسے ہائی ڈریس ٹیس مدر ٹنکچر کے ایک یا دو ڈرام چھ اونس پانی میں ڈال کر ہر چار گھنٹے بعد ایک چمچ لینے کو کہا۔ ۲۲، دسمبر کو اس نے کہا کہ نیند اچھی نہیں آتی اور مباشرت کی ترنگیں ستاتی ہیں اسے لیکیسس ۳۰ کی ایک خوراک دی گئی۔ اس کے ساتھ ہائی ڈریس ٹیس پہلے کی طرح چلتی رہی۔ چند دن میں وہ صحت یاب ہو گئی۔ چونکہ وہ تاجر تھی لہٰذا وہ اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہائی ڈریس ٹیس پیٹ کی رسولی یا کینسر کی دوا ہے۔ اچھا ہو میوپیتھ وہی ہے جو مرض کے آثار اور دوا کی علامات کا میل بٹھا کر دوا دیتا ہے۔

میراکلز آف ہیلنگ۔ مصنف بارکر۔ ص۔ ۲۰۱

(۶۹) گھٹنے کا آرتھرائٹس اور ہائی پیری کم HYPERICUM

سوانے نامی ایک کسان کو اس کے بیل نے گھٹنے پر لات مار دی۔ جس سے وہ زخمی ہو گیا تب سے وہ بیساکھی سے چلتا رہا۔ گھٹنا سکڑ گیا۔ ٹانگ، پیر، اور انگلیاں سخت پڑ گئیں۔ شدید درد ہونے لگا۔ انگلیوں میں سرسراہٹ اور چبھن سی ہونے لگی۔ درد اٹھ کر سر اور آنکھوں تک جاتا تھا۔ اگر پیر کسی چیز کو چھو جاتا تو ناقابل برداشت درد ہونے لگتا۔ دو مرتبہ ڈبلن کے ہسپتال میں بھرتی ہوا۔ کچھ افاقہ نہ ہوا نسوں میں درد کی وجہ سے اسے ہائی پیری کم ۲۰۰ ہر روز دی جانے لگی اور چوٹ والی جگہ پر رس ٹاکس تیل سے ہر رات مالش کی گئی۔ تین ہفتے میں درد جاتا رہا۔ اور بغیر سہارے کے چلنے لگا۔

میراکلز آف ہیلنگ۔ مصنف بارکر۔ ص۔ ۱۶۳

(۷۰) غلط دوا، صحیح دوا، کے متعلق ہنی مین کا مشورہ

ہنی مین کا نظریہ ہے کہ غلط دوا کتنی ہی اعلیٰ طاقت کی کیوں نہ ہو بے کار ہو گی۔ اور اس کے برعکس صحیح دوا کتنی بھی ہلکی طاقت کی کیوں نہ ہو اثر کرے گی۔

میراکلز آف ہیلنگ۔ مصنف بارکر۔ ص۔ ۱۲۱

(۷۱) گرمی میں بھی خود کو شال میں لپیٹے رکھنا اور ہیپر سلف

HEPAR SULPHURIS CALCAREUM

(حیرت انگیز علامت)

ہومیوپیتھی کو مریض میں کئی عجیب و غریب علامتیں ملتی ہیں ۔جیسا کہ ہم نمبر شمار ۷۰ میں درج کر چکے ہیں ۔ باورچی خانے کی بو برداشت نہ کر سکنا ۔ (کول چیکم)، گلے میں پرندے کے پر کی جیسی پھڑپھڑاہٹ کا احساس ۔ (کیل کیریئیا کارب)، پیر میں ٹھنڈی جرابیں پہنے ہونے کا احساس (کیل کیریئیا کارب) اس دوا کے مطابق مریض یہ محسوس کرتا ہے کہ کندھوں کے درمیان ہوا چل رہی ہے ۔ لہٰذا خود کو شال میں لپیٹے رکھتا ہے ۔ یہ تمام حیرت انگیز علامات ہیں ۔ جو دوا کے انتخاب میں معاونت کرتی ہیں ۔

ا ۔ کول چیکم ۔ باورچی خانے کی بو برداشت نہ کر سکنا ۔

ب ۔ کیل کیریئیا کارب ۔ گلے میں پرندے کے پر کی سی پھڑپھڑاہٹ کا احساس ۔

ج ۔ کیل کیریئیا کارب ۔ پیروں میں ٹھنڈی جرابیں پہنے ہونے کا احساس ۔

د ۔ ہیپر سلف ۔ کندھوں کے درمیان ٹھنڈی ہوا چلنے کے احساس پر شال اوڑھے بیٹھنا ۔

(۷۲) دواؤں کے انتخاب میں ذہنی علامات کی اہمیت

ہومیوپیتھی کا نظریہ ہے کہ پہلے مرض جسم کے نازک حصے میں آتا ہے ۔ پھر سخت حصے میں کسی بدپرہیزی کی وجہ سے داخل ہوتا ہے ۔

پہلے نازک حصے میں پھر سخت حصے میں ! اسی لئے نازک جسم کے لئے ہلکی دوا دیتے ہیں ۔ اگر جسم کا نازک حصہ صحت یاب ہو گیا تو سخت حصہ خود بخود تندرست ہو جائے گا ۔ اس بنا پر دلی کے ایک ہومیوپیتھک معالج نے اس امر کی تشہیر کی ہے کہ انہوں نے دواؤں کے انتخاب کا ایک نیا طریقہ ایجاد کیا ہے ۔ وہ طریقہ یہ ہے کہ مرض کی صرف ذہنی علامات دیکھئے جسمانی نہیں ۔ انہیں ذہنی علامات کی بنا پر جو دوا دی جائے گی وہ مریض کو تندرست کر دے گی ۔ اس سے اس کے جسمانی امراض بھی رفع ہو جائیں گے ۔ اس نئے طریقۂ علاج کے موجد کا نام

ڈاکٹر سہگل ہے۔

ہنی مین کے ایک دوست ڈاکٹر زہار کا کہنا تھا کہ خوابوں کی بنا پر بھی صحیح دوا کا انتخاب ہوسکتا ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ جن مریضوں کو مُردوں کے خواب آتے ہیں، انہیں انہوں نے سائیلیشیا دے کر تندرست کر دیا۔ سائیلیشیا ہسٹیریا میں بھی کارآمد ہے۔ ڈاکٹر زہار کے پاس ایک لڑکی آئی جس کا عاشق مر گیا تھا۔ وہ اسے خواب میں دیکھا کرتی تھی۔ اسے میلن کو لیا تھا۔ وہ سائیلیشیا سے تندرست ہوگئی۔

میراکلز آف ہیلنگ۔ مصنف بارکر۔ ص۔ ۱۱۳

ذہنی علامات میں تین دواؤں کی چند ذہنی علامات ہم ذیل میں پیش کر رہے ہیں:۔

ا:۔ نزدیکی رشتے داروں یا کسی سے ہمدردی حاصل کرنے پر بگڑ جانا (نیٹرم میور)

ب:۔ ہمدردی پسند نہ کرنا (سیپیا)

ج:۔ ہمدردی کی خواہش (پلساٹلا)

(۳۷) فوری علامات اور تاحیات علامات

ماہر ہومیوپیتھک ڈاکٹر مریض کی مکمل علامات کی تشخیص ہی نہیں کرتا بلکہ مریض کے سابقہ امراض کے متعلق بھی پوچھ تاچھ کرتا ہے۔ بسمارک کے متعلق مشہور ہے کہ وہ بڑا غصیل تھا۔ اور وہ کسی بھی ڈاکٹر کا سوال برداشت نہیں کرسکتا تھا۔ بیسیوں ڈاکٹروں نے اس کا علاج کیا۔ مگر اپنے علم کے مطابق نہیں۔ جیسا اس نے کہا تھا ویسا کیا۔ ڈاکٹر اس کے پاس جاتے ہوئے تھر تھر کانپتے تھے۔ اگر کوئی معالج اس کے مرض کا ازالہ نہ کرتا تو وہ اسے ڈسمس کر دیتا تھا۔ ایک مرتبہ اس نے ڈاکٹر سوِس ونگر کو بلا بھیجا۔ یہ ہومیوپیتھی کا ڈاکٹر تھا۔ ڈاکٹر سوِس ونگر نے ہومیوپیتھی کے ڈاکٹروں کی طرح اس سے مختلف سوالات پوچھنے شروع کر دیئے تاکہ مناسب دوا کا انتخاب کیا جاسکے۔ بسمارک نے ڈاکٹر کے سوالات کی جھڑی سن کر کہا میں تمہارے سینکڑوں بے ہودہ سوالات سن کر تنگ آگیا ہوں۔ ڈاکٹر کا جواب سن کر بسمارک بھونچکا رہ گیا۔ ڈاکٹر نے کہا اگر تم کسی ڈاکٹر کے سوالات کا جواب نہیں دینا چاہتے تو جاکر حیوانات کے کسی ڈاکٹر کو بلالو۔ یہ سن کر بسمارک غصے میں آگ بگولا ہوگیا۔ مگر پھر سوچنے لگا کہ یہی ایک نوجوان ڈاکٹر آیا ہے جس نے اپنے علم کا معیار بلند رکھا ہے۔ ورنہ بڑے بڑے

ماہرین میرے پاس آکر گڑگڑانے لگے تھے۔ پھر بسمارک نے ڈاکٹر کے ہر سوال کا جواب دیا۔ مرض کی مکمل علامات جان کر ہی ہومیوپیتھک دوا طے کی جاتی ہے۔ اس وقت کی علامات اور پوری زندگی کی علامات!

تاحیات علامات سے مراد کیا ہے؟ کسی کو ۲۰ سال قبل ملیریا ہوا تھا۔ کونین دبا کر دی گئی تھی۔ ۲۰ سال بعد اسے ایک اور مرض نے آدبوچا۔ چالیس سال پہلے کسی کو ٹی۔بی۔ کا انجکشن لگایا گیا تھا۔ وہ مرض نہیں اٹھا ٹی۔بی۔ کا زہر اندر بیٹھ گیا اور کوئی اور مرض لاحق ہوگیا ہومیوپیتھی کا نظریہ ہے کہ یہ دبے ہوئے زہر ختم نہیں ہوتے بلکہ تاحیات برقرار رہتے ہیں۔ اور سورا۔ آتشک سائیکوسس، ان امراض کے ساتھ مل کر کئی طرح کی اور اذیتیں پیدا کرتے رہتے ہیں۔ جب اچھی سے اچھی دوا کام نہیں کرتی، تب ہومیوپیتھک ڈاکٹر کی توجہ ان دبے ہوئے تمام زہروں کی طرف جاتی ہے۔ اور وہ **تھوجا اور میڈورائیم** جیسی زہر کو مارنے والی دواؤں کے متعلق سوچتا ہے۔ اور ان کا سہارا لیتا ہے۔ جس سے حال میں ابھرا ہوا مرض ختم ہو سکے۔

ڈاکٹر کوپرؔ برٹش ہومیوپیتھک جرنلؔ کی ۱۹ ویں جلد میں لکھتے ہیں کہ ایک خاتون خارش کی شکایت لے کر میرے پاس آئی۔ یہ مرض اسے ۲۵ سال سے تھا۔ اس نے کتنے ہی علاج کرائے مگر کسی سے صحت یاب نہیں ہوئی۔ اس کے پرانے امراض کی تشخیص کرنے میں میں نے ایک گھنٹہ صرف کیا۔ آخر میں اس نتیجے پر پہونچا کہ اسے ۲۵ سال قبل انفلوئنزا ہوا تھا۔ یہ حملہ بہت شدید تھا۔ یہ سوچ کر میں نے سوچا کہ اسے **انفلوائنزینم** دینا مناسب ہوگا۔ ایک ہفتے بعد مریضہ نے کہا کہ اس دوا سے مجھے جو نیند آئی، ویسی نیند مجھے کبھی نہیں آئی۔ اس دوا سے اس کے مرض میں اضافہ نہیں ہوا بلکہ اس میں کمی ہی ہوئی۔ درمیان میں کچھ شکایات ہو جاتی تھیں جن کے لئے نئی دوا دینی پڑتی۔ حیرت اس بات پر تھی کہ جو تکالیف اسے ۲۵ سال سے تھیں اور دور نہیں ہوتی تھیں وہ اب سب چلی گئیں۔

میراکلز آف ہیلنگ۔ مصنف بارکر۔ ص۔ ۳۳۳

(۴۷) پاگل پن اور نیٹرم میور NATRUM MURIATICUM

ڈاکٹر ٹیل کاٹ پاگلوں کے ہومیوپیتھک ہسپتال میں سپرنٹنڈنٹ تھے۔ وہ لکھتے ہیں

کہ محت ـــــــ رمہ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ۳ ر اپریل کو اسپتال میں داخل ہوئی۔اس کی صحت دن بدن گرتی جا رہی تھی ۔ وہ غیر واضح اور اول جلول بولتی رہتی ۔مثلاً کبھی کہتی "مجھے ساری کہانی بتاؤ" "مجھے خط دو" "وہ جانتے ہیں" اور وہ اسی طرح کے اول جلول جملے بولتی رہتی تھی۔کبھی کبھار مسلسل رونی رہتی ۔ اسے پیاس بہت لگتی تھی ۔ مزاج سرد تھا ۔ نیند نہیں آتی تھی ۔ اسے ان علامات کے مطابق نیٹرم میور دی گئی ۔ وہ پہلے دن ڈیڑھ گھنٹہ سوئی ۔ اگلے دن چار گھنٹے ، پانچ دن میں وہ گہری نیند سونے لگی ۔ اور صحت یاب ہو کر گھر چلی گئی ۔ نیٹرم میور ملیریا میں بھی علامات کے مطابق اچھا کام کرتی ہے ۔

میراکلز آف ہیلنگ ۔ مصنف بارکر ۔ ص ـ ۱۵۶

(۷۵) ملیریا اور نیٹرم میور NATRUM MURIATICUM

ہومیو پیتھی ادب میں نیٹرم میور کو سردرد کی اہم دوا تصور کیا جاتا ہے ۔ خصوصاً اس صورت میں جبکہ سردرد کونین لینے کے بعد ہوا ہو ۔ یاد رہے ، نیٹرم میور کونین کا توڑ ہے ، ڈاکٹر جارج رائل اپنی کتاب "ہومیو پیتھک تھراپی آف ڈیزیز آف دی برین اینڈ نروز" میں لکھتے ہیں کہ ایلو پیتھک ڈاکٹر اکثر کئی امراض میں کونین استعمال کرتے ہیں ۔ سردرد کے مریض اکثر کہتے ہیں کہ جب سے کونین لی ، تبھی سے سردرد بھی جاری ہو گیا ۔ ایک مریض کو سردرد تھا جس نے کونین دبا کر لی تھی ۔ اسے چینی نم سلف (کونین) ہلکی طاقت میں 1M ون ایم دی گئی ۔ جس سے وہ ٹھیک ہو گیا ۔ دوسرے مریض کو اس سے افاقہ نہیں ہوا ۔ اسے نیٹرم میور کا 1M (ون ایم) دیا گیا ، جس نے کونین کو توڑ دیا اور اس کا سردرد بھی جاتا رہا ۔ ون ایم 1M کا مطلب ہے ایک ہزار طاقت کی دوا ۔

میراکلز آف ہیلنگ ۔ مصنف بارکر ۔ ص ۔ ۱۵۳ ۔ ۱۵۲

(۷۶) کونین سے انیمیا اور نیٹرم میور NATRUM MURIATICUM

ایلوپیتھک ڈاکٹر خون کی کمی کے وقت اکثر مریض کو کونین دیا کرتے ہیں مگر اس سے خون کی کمی اور بڑھ جاتی ہے کونین سے بڑھی ہوئی خون کی کمی یا کمزوری نیٹرم میور کے ذریعہ اس کے توڑ کا کام کرتی ہے ۔ زیادہ کونین سے کئی تکلیفیں پیدا ہو جاتی ہیں ۔ مثلاً کونین سے مرض کو دبائے جانے یا کھانے

میں نمک زیادہ استعمال کرنے سے اگر مریض میں افسردگی پیدا ہو جائے، جذباتی ہیجان پایا جائے یا صحت گرتی جائے تو نیٹرم میور سے فائدہ ہوتا ہے۔ نامور ہومیو پیتھ ڈاکٹر مزمدار نے انٹرنیشنل ہومیوپیتھک کانگرس میں فرمایا۔

ملیریا کی باقی کئی دواؤں میں نیٹرم میور کا خصوصی مقام ہے۔ ایلوپیتھی کے لئے یہ حیرت کی بات ہوگی کہ جو شے ہم روز کھانے میں کھاتے ہیں وہ بخار کی دوا کیسے ہوگی۔ جو ہومیوپیتھک ڈاکٹر ٹھوس اور بھاری اشیاء ہر روز دیکھتا ہے۔ اس کے لئے اس میں کوئی حیرت کی بات نہیں ہے۔ خالص ملیریا کے مرض میں نیٹرم میور کا اہم مقام ہے۔ جو بخار دوپہر سے قبل ۹ سے ۱۱ کے درمیان چڑھے، سردی سے آئے، مریض گلاس بھر بھر کر پانی پیئے، سر درد ہو، مریض کو نمکین اشیاء کھانے کی خواہش ہو، بے حد پسینہ آئے، جس میں بخار اتر جائے مگر مریض بالکل نڈھال ہو جائے، سخت قبض ہو، اسے نیٹرم میور دور کر دیتا ہے۔ میں نے کئی مریض ان علامات کی بنا پر ٹھیک کئے ہیں۔

میراکلز آف ہیلنگ۔ مصنف بارکر۔ ص۔ ۱۵۷-۱۵۶

(۷۷) بخار اور افیون

ڈاکٹر چیریٹی لکھتے ہیں کہ پچھلی جنگ عظیم میں فرانس میں مجھے ایک اعلیٰ سرکاری افسر کے صاحبزادے کے علاج کے لئے بلایا گیا۔ جب میں نے اسے دیکھا تو اسے ایک سو ۱.۵ پانچ ڈگری بخار تھا نبض ۱۳۸ کی رفتار سے چل رہی تھی۔ وہ چار اور ڈاکٹروں میں گھرا تھا۔ سب مرض کا الگ الگ نام بتا رہے تھے اور الگ الگ دوا تجویز کر رہے تھے۔ اور جب مجھ سے پوچھا گیا تو میں نے جواب دیا کہ مرض کا کیا نام ہے یہ میں نہ کہنا چاہتا ہوں۔ اور نہ ہی مجھے اس کی ضرورت ہے۔ ہومیوپیتھی میں صرف مرض کا نام لینے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ نام جان لیا، علاج نہ کر سکے تو اس کا نہ تو رشتے داروں کو کوئی فائدہ ہے اور نہ ہی مریض کو۔ میں نے کہا کہ میں اس مریض کو ہلکی طاقت کی افیون دوں گا۔ ایک گلاس پانی میں دو بوند دوا ڈالوں گا۔ ہر پندرہ منٹ بعد مریض کو ایک چمچ دوا پلا دیجئے۔ اگر بارہ گھنٹے میں بچہ ٹھیک نہ ہو جائے گا تو میں یہ کیس ان ڈاکٹروں کے ہاتھوں میں چھوڑ دوں گا۔ یہ سن کر وہاں موجود ڈاکٹر مجھے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگے۔ اور سوچنے لگے کہ یہ بھلا کیسا ڈاکٹر ہے، جو افیون سے مریض کو تندرست کرنے کی بات کہہ رہا ہے؟۔ آخر سب سے بوڑھے

ڈاکٹر نے کہا کہ اس ڈاکٹر کو کوشش کرنے دو۔ میں نے **افیون** کی 1M یعنی ون ایم طاقت کی دوا کی دو بوندیں ایک گلاس پانی میں ڈالیں اور پندرہ پندرہ منٹ بعد دوا دیتا رہا۔ دوا کی چھٹی خوراک لینے کے بعد بچے کی آنکھیں پھیلنے لگیں۔ پانچ گھنٹے بعد اسے حاجت ہوئی۔ اگلی صبح بچہ ہوش میں آگیا۔ اور بخار ٹوٹ کر ۱۰۰ ہو گیا۔ چار روز میں بچہ تندرست ہو گیا۔

میراکلز آف ہیلنگ۔ مصنف بارکر۔ ص۔ ۳۲۷

(۷۸) زکام اور آیوڈین IODIUM

برلن کے ڈاکٹر آگسٹ بائیر" واہٹ شبل .بی او ور اینٹی ٹیوڈ ٹوورڈز ہومیوپیتھی" میں لکھتے ہیں کہ کئی دہوں سے میں سال میں کئی مرتبہ سردی میں مبتلا رہا ہوں۔ یہ شکایت زکام سے شروع ہوتی تھی۔ پھر آگے بڑھتی جاتی تھی۔ شروع میں دو چار ہفتے تک بخار رہتا تھا اور کام کاج میں پریشانی ہوتی تھی میری شکایت اس وقت شروع ہوتی تھی جب اچانک میں کمرے سے باہر کھلی اور تازہ ہوا میں جاتا تھا۔ اس سے میں گرم سرد ہو جاتا تھا۔ سب طرف سے مایوس ہو کر میں نے ہومیوپیتھی کا سہارا لیا میں نے ہومیوپیتھی دوا کا خود انتخاب کیا۔ اونچی طاقت میں جو دوا جو مرض پیدا کرتی ہے، کم طاقت میں وہی دوا وہی مرض دور بھی کر دیتی ہے۔ یہ ہومیوپیتھک کا بنیادی اصول ہے۔ میں نے دیکھا تھا کہ زیادہ مقدار میں **آیوڈین** لینے سے زکام ہو جاتا ہے اور اندر کی سانس کی جھلیوں میں سوجن آجاتی ہے۔ لہٰذا میں نے سوچا کہ اسے کم مقدار میں لے کر دیکھوں، ایسا کرنے سے میرا تجربہ یہ رہا کہ ایک بوند **آیوڈین** کی لینے سے زکام رک جاتا تھا۔ اگر میں کافی دیر پہلے **آیوڈین** کی ایک بوند پانی میں ڈال کر نہیں لیتا تھا تو مجھے سردی کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ اگر میں **آیوڈین** کی ایک بوند ہر روز ایک ہفتے تک لیتا رہتا تھا تو مجھے سردی نہیں لگتی تھی۔ جب سے میں نے یہ عمل اپنایا ہے تب سے چھ سال ہو گئے ہیں مجھے سردی نے تنگ نہیں کیا۔ میں اب تک یہی سمجھتا رہا تھا کہ ہومیوپیتھک محض لغویات ہے۔

مگر ۱۹۲۰ء سے میرا ہومیوپیتھی میں اپنے تجربے کی بنا پر اعتماد جم گیا۔

میراکلز آف ہیلنگ۔ مصنف بارکر۔ ص۔ ۴۹

(۷۹) قے اور اپی کاک IPECACUANHA

ڈاکٹر رابرسن "چائلڈ ہوڈ ان ہیلتھ اینڈ سکنیس" میں لکھتے ہیں کہ چار سال کا ایک بچہ اپنی ماں کے ساتھ میرے پاس لایا گیا۔ پچھلے تین ماہ سے وہ کھایا پیا قے کر دیتا تھا۔ ایلوپیتھی کے دو ڈاکٹر اس کا علاج کر رہے تھے، وہ کچھ نہ کر سکے۔ اسے ایک تیسرے ڈاکٹر کو دکھایا گیا۔ اس نے کہا کہ اگر اسے ٹھیک نہ کیا گیا تو السر ہو جائے گا۔ اسے میرے پاس لایا گیا۔ میں نے پڑھا تھا کہ بڑی مقدار میں اپی کاک دینے سے قے آجاتی ہے۔ اسی بنا پر میں نے اسے ۳x اپی کاک کی تین بوندیں دن میں تین مرتبہ دینی شروع کیں۔ اس کی ماں نے آکر کہا کہ دوا دینے کے دوسرے دن ہی بچے نے قے کرنا بند کر دیا۔

میراکلز آف ہیلنگ۔ مصنف بارکر۔ ص۔ ۲۷۴

(۸۰) آنکھ کا مائیگرین اور آئیرِس IRIS VERSICOLOR

ڈاکٹر جیمس سبیٹ لکھتے ہیں کہ ایک لڑکی اپنی آنکھ کے درد کا علاج کرانے میرے پاس آئی۔ چونکہ وہ بیلنے پرونے کا کام کرتی تھی، اور یہ کام انتہائی باریک ہوتا ہے لہٰذا اس کی آنکھوں پر قدرتی طور پر دباؤ پڑتا ہی تھا۔ آنکھوں پر دباؤ کی وجہ سے اسے سر درد بھی ستا رہا تھا۔ کیونکہ وہ پچھلے پندرہ ماہ سے مسلسل اپنی آنکھوں سے باریک کام کر رہی تھی۔ مجھے معلوم ہوا کہ اس کی بینائی ایک دم کم ہو گئی۔ اور وہ پاس پڑی اشیاء کا نصف حصہ ہی دیکھ سکتی تھی کبھی دائیں طرف سے اور کبھی بائیں طرف سے۔ ایسی علامات صرف چار دواؤں میں پائی جاتی ہیں:۔ بیلاڈونا، آئیرِس، فاسفورس اور اسپائی جیلیا۔ ان میں آئیرِس قبض کرتی ہے۔ اور اس لڑکی کو قبض کی خاص شکایت تھی۔ قبض کی وجہ سے اسے آئیرِس دی گئی۔ اس کے نتیجے میں اس پر مائیگرین کا حملہ کم ہونے لگا اور آہستہ آہستہ یہ مرض ختم ہو گیا۔

KALI BICHROMICUM

(۸۱) گاڑھا لیس دار بلغم اور ذیابیطس اور کالی بائی کروم

جارج رائل "ہومیوپیتھک ریکارڈر" کے اپریل ۱۹۳۰ء کے شمارے میں تحریر کرتے

ہیں:۔

میں ہومیو پیتھی کی دوا کالی بائیکروم کے ساتھ کس طرح متعارف ہوا اس کی داستان مندرجہ ذیل ہے:۔

میرے خاندان کے بزرگوں میں سے کئی افراد نامور ہومیو پیتھک ڈاکٹر تھے۔ مگر جس دور کا میں تذکرہ کر رہا ہوں۔ اس وقت ہمارے خاندان کا فیملی معالج ایلو پیتھی کا ایک ممتاز ڈاکٹر تھا میری والدہ تپ دق کی مریضہ تھیں۔ جس وقت میں ۲۰ سال کا تھا کہ میرا اعصابی نظام درہم برہم ہو گیا اور میں کچھ کام کرنے کے بجائے بے کار پڑا رہتا تھا۔ ہمارے کنبے کے اراکین کے دوست ایک ڈاکٹر بھی تھے۔ جنہیں ہم انکل جارج کہہ کر پکارتے تھے وہ کبھی کبھار ہمیں ملنے آجاتے تھے۔ ایک دن جب میں نے انہیں آتے دیکھا تو میں مکان کے اوپر والے کمرے میں چڑھ گیا۔ اور سونے کا بہانہ کرنے لگا۔ میں ان سے نفرت کرتا تھا۔ میرے والد کا نام ایمبروج تھا۔ انہوں نے والد صاحب سے پوچھا "صاحبزادے کا کیا حال ہے؟"

والد صاحب نے کہا "ٹھیک نہیں ہے۔ کھانستا رہتا ہے۔ اسے کھانسی بھی ہے اور اسہال بھی! جارج نے والد صاحب سے کہا "چلو اوپر چل کر گفتگو کریں" وہ دونوں اوپر اس جگہ آگئے جہاں میں لیٹا تھا۔ جارج نے اوپر آکر والد صاحب سے کہا ایسا لگتا ہے کہ یہ لڑکا اب زیادہ دیر زندہ نہیں رہے گا۔ اس نے میرے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر دیکھا۔ پسینہ آیا ہوا تھا۔ ٹانگوں پر ہاتھ رکھا وہاں بھی پسینہ آیا ہوا تھا۔ ٹھنڈا پسینہ! اس نے مجھے کچھ پاؤڈر دیئے اور کہا یہ ٹانک ہیں۔ انہیں صبح، دوپہر اور رات کو لے لینا" میں مکان سے اترا اور انہیں نیچے پھینک دیا۔ اگلے دن معلوم ہوا کہ وہ کونین کے پاؤڈر تھے۔ میں نے انہیں بھی پھینک دیا۔

اسی دوران مجھے الیسٹ ہیمپٹن اسکول کی پرنسپل شپ مل گئی۔ اگلے روز ایک صاحب میرے پاس آئے۔ ان کا نام ڈاکٹر وُوڈ تھا۔ اور وہ نیویارک ہومیو پیتھک میڈیکل کالج سے گریجویشن کر کے آئے تھے وہ وہیں ٹھہرے، جہاں میں مقیم تھا۔ مجھے دیکھ کر بولے "تمہیں تکلیف ہے؟" میں ان پر رعب جمانا چاہتا تھا، میں نے کئی امراض کے نام گنا دیئے۔ الیسٹیٹزیم، بلے فی رائیٹس، فوٹو فوبیا وغیرہ۔ مگر وہ بھانپ گئے کہ ابتدائی مراحل کی ٹی بی ہے، کیونکہ انہوں نے مجھے کھانستے اور تھوکتے دیکھا تھا" انہوں نے کچھ پاؤڈر دیئے اور کہا "انہیں کھا لینا

اور جب یہ دوا ختم ہو جائے گی تو کچھ اور پاؤڈر دوں گا۔ میں نے پوچھا۔ "کس چیز کے پاؤڈر ہیں ؟" انہوں نے جواب دیا۔ "ہومیوپیتھک بائی کرودم کے۔" پہلے تو میں نے انہیں بھی پھینک دینے کی سوچی۔ مگر کچھ دیر سوچ کر میں نے تجربے کے طور پر لینا شروع کر دیا۔ مجھے ابتدائی مراحل کی ٹی۔ بی تھی۔ یہ مرض مجھے اپنی ماں سے ملا تھا۔ مجھے ذیابیطس کا مرض بھی تھا۔ ان پاؤڈروں سے میں بھلا چنگا ہو گیا اور ۲ ۵ سال کی عمر میں بھی سرگرم عمل رہا۔

میراکلز آف ہیلنگ۔ مصنف بارکر۔ ص ۔ ۵۱-۵۰

KALI CARBONICUM

(۸۲) صبح تین بجے کسی بھی مرض کا بڑھنا اور کالی کارب

ڈاکٹر برٹ ، "تھیرے پیوٹکس آف ٹیوبرکیولسس" نامی کتاب کے صفحہ ۱۰۵ پر لکھتے ہیں کہ اگر سردی کھا جانے یا برسات سے کھانسی ہو ، بالکل خشک کھانسی ، کھانسی صبح تین بجے سے شروع ہو یا بڑھے یا بلغم نہ نکلے ، ڈھیلا ہونے پر اندر ہی لڑھک جائے یا کھانسنے سے درد ہو تو کالی کارب لینی چاہیئے۔ کھانسی ہی نہیں بلکہ کوئی بھی مرض اگر تین بجے بڑھے تو اس دوا کو استعمال کرنا چاہیئے۔ علامات کے متعلق وہ لکھتے ہیں کہ خشک کھانسی میں برایونیا کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ کسی بھی مرض میں زبان پر تکونہ نشان بن جانا رس ٹاکس کی علامت ہے ۔ جہاں کالی کارب میں تین بجے صبح مرض میں اضافے کی علامت پائی جاتی ہے وہاں آدھی رات میں مرض بڑھ جانے کی علامت آرسینک میں پائی جاتی ہے۔

میراکلز آف ہیلنگ۔ مصنف بارکر۔ ص ۔ ۱۰۶

(۸۳) کولھے سے گھٹنے تک کا دائیں طرف کا درد (شیاٹیکا) اور

KALI CARBONICUM

کالی کارب

شیاٹیکا کے درد کے متعلق ہم نمبر شمار ۱۲ میں تحریر کر چکے ہیں ۔ شیاٹیکا کے درد میں کولوسنتھ بھی دی جاتی ہے ۔ مگر ڈاکٹر کلارک اپنی کتاب "رومیٹزیم اینڈ شیاٹیکا" میں رقم طراز ہیں کہ اگر شیاٹیکا میں کولھے سے درد اٹھ کر گھٹنے تک جائے اور دائیں طرف ہو تو کالی کارب دینی چاہیئے ۔ وہ اس کتاب میں ایک خاتون کا تذکرہ کرتے ہیں کہ جس

کی دائیں ٹانگ میں تیز درد اٹھتا تھا۔ ایسا درد دوا کے تجربے یعنی پروورس کے دوران کالی کارب دینے سے اٹھا تھا۔ اس خاتون کو کالی کارب دینے سے اس کی ٹانگ کا درد ہی دور نہیں ہوا بلکہ اس کے بچہ دانی کے امراض بھی جاتے رہے۔

میراکلز آف ہیلنگ۔مصنف بارکر۔ص۔ ۲۱۰

(۸۴) چار بجے سے پانچ بجے کے دوران مرض میں اضافہ اور

LYCOPODIUM لائیکوپوڈیم

ڈاکٹر ویلر برٹش ہومیوپیتھک جرنل کے ۱۹ ویں شمارے میں ایک مریض کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ وہ انتہائی کمزور ہوگیا تھا۔ کالی قے کرتا تھا۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ اس کے پیٹ میں کینسر ہے۔ اس مریض کی خصوصی علامت یہ تھی کہ چار سے پانچ بجے کے دوران اس کا مرض بڑھتا تھا۔ اسے ۲۰۰ طاقت کی لائیکوپوڈیم دی گئی جس سے چار سے پانچ بجے کے دوران مرض میں اضافہ بند ہوگیا۔ اور مریض کا وزن دو اسٹون بڑھ گیا۔ اور وہ صحت یاب ہوگیا۔ اگرچہ کئی علامات عام لوگوں کے لئے ناقص ہوتی ہیں تو بھی ہومیوپیتھی کے ڈاکٹر کے لئے وہ دوا کی جانب اشارہ کر دیتی ہیں۔ مثلاً منہ کے کونے پر کٹا ؤ کنڈور نگوں سے کینسر کے مرض میں افاقہ۔ میراکلز آف ہیلنگ ۔ ص۔ ۲۰۸)

(ٹانگ میں درد۔ کالی کارب۔ میراکلز آف ہیلنگ ۔ ص۔ ۲۰۹)

(دوسروں کے سامنے پیشاب نہ کر سکنا۔ نیٹرم میور۔ میراکلز آف ہیلنگ۔ص۔ ۲۱۱)

(چار بجے سے پانچ بجے کے دوران مرض میں اضافہ۔ لائیکوپوڈیم)

میراکلز آف ہیلنگ مصنف بارکر۔ص۔ ۲۱۲۔

MAGNESIA MURIATICA & MAGNESIA PHOSPHORICA

(۸۵) قبض اور میگنیشیا میور اور میگنیشیا فاس

میراکلز آف ہیلنگ کے صفحہ ۲۲۳ اور میگنیشیا فاس، ص۔ ۱۸۸ دونوں میں قبض دور کرنے کا تذکرہ ہے۔ ڈاکٹر کلارک نے میگنیشیا میور اور ڈاکٹر ایلن نے میگنیشیا فاس کا ذکر کیا ہے۔

(۸۶) کن پھیڑے اور کیپسی کم CAPSICUM

ڈاکٹر کیٹوری لکھتے ہیں کہ کچھ سال قبل میرے پاس ہسپتال میں کن پھیڑے کے مرض میں مبتلا ایک مریض آیا۔ میں نے دیکھا اس کے کان میں سوجن تھی اور کان سے مواد نکل رہا تھا۔ چند روز تک تو اس کا علاج ٹھیک ہوتا رہا۔ مگر ایک ہفتے بعد مجھے فوراً ہسپتال میں بلایا گیا، کیونکہ مریض کو ناقابل برداشت درد کی شکایت تھی۔ خصوصاً وہاں جہاں سوجن اور نرمائی تھی مریض کو سیپٹک بخار بھی تھا، اور اس بات کا اندیشہ تھا کہ کہیں مرض دماغ تک نہ پہونچ جائے میرے معاونین کی بھی یہی رائے تھی کہ مرض سنجیدہ ہے اور اس کا آپریشن ہونا چاہیئے۔ آپریشن کی تمام تیاریاں ہو گئیں اور اگلا دن آپریشن کے لئے بھی طے ہو گیا۔ اسی دوران میں ہومیپیتھی کا "میٹریا میڈیکا" دیکھنے گیا۔ اس میں لکھا تھا کہ ہر انفلے میشن یعنی سوجن اور جلن میں پھوڑا پک جاتا ہے۔ اور اس میں کیپسی کم دینا فائدہ مند رہتا ہے۔ اس دوا کے متعلق لکھا تھا کہ کان کے پیچھے سوجن پر کیپسی کم سے فائدہ ہوتا ہے۔ میں نے سوچا کہ یہ دوا دے کر کیوں نہ دیکھوں! سونے سے پہلے اسے ۱۰۰ طاقت کی کیپسی کم دے دی گئی۔ اگلے روز جب مریض کو آپریشن تھیٹر میں لے جایا گیا تو دیکھا گیا کہ مریض کا بخار اتر گیا ہے اور کان کی سوجن بھی ختم ہو گئی تھی۔ میرے ساتھیوں نے کہا کہ اب آپریشن کی ضرورت نہیں ہے۔ مریض جب تک ہسپتال میں رہا ٹھیک رہا۔ اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ کئی مریض تو ہومیوپیتھی دوا سے صحت یاب ہو سکتے ہیں۔ انہیں آپریشن کے جھنجھٹ میں ناحق ڈالا جاتا ہے۔ آپریشن سے قبل یہ دیکھ لینا چاہیئے کہ مریض ہومیوپیتھک علاج سے ٹھیک ہو سکتا ہے یا نہیں؟۔

میراکلز آف ہیلنگ۔ مصنف بارکر۔ ص۔ ۱۱۳

(۸۷) دن میں مرض میں اضافہ رات کو مرض کا غائب ہونا اور

MEDORRHINUM

میڈورائنم

اگر مریض ڈاکٹر سے کہے کہ میرا مرض دن کو بڑھ جاتا ہے اور رات کو کم ہو جاتا یا نہیں رہتا تو ایلوپیتھک ڈاکٹر ہنس کر ٹال دے گا۔ مگر ہومیوپیتھک ڈاکٹر کے لئے یہ علامت بہت

اہم ہے۔ ڈاکٹر کرچ ما وم لکھتے ہیں کہ ان کے پاس ایک ایسی مریضہ تھی جسے ۲ سال سے معمول کے مطابق حاجت نہیں ہوتی تھی میں اس کا علاج کر رہا تھا کہ وہ کہہ بیٹھی کہ کیا ہی اچھا ہو کہ میں خود کو جیسا تندرست رات کے وقت محسوس کرتی ہوں، ویسا ہی دن میں بھی محسوس کروں۔ طلوع آفتاب سے لے کر غروب آفتاب تک میں خود کو اچھا محسوس نہیں کرتی۔ یہ سنتے ہی میں نے سوچ لیا کہ اسے **ہیڈر ورانیم** دینی پڑے گی۔ اسے اپینڈے سائیٹس بھی تھا۔ اس دوا سے وہ صحت یاب ہو گئی

میراکلز آف ہیلنگ۔ مصنف بارکر۔ ص ۔ ۲۳۵

(۸۸) فالج اور رس ٹاکس RHUS TOXICODENDRON

یورپ میں ایک نامور مصوّر تھے، جن کا نام میسونیر تھا۔ انہیں کسی نے ایک کتا دیا۔ اچانک ایک دن اس پر فالج کا حملہ ہوا۔

ان دنوں یورپ میں ایلوپیتھک ڈاکٹروں نے ہومیوپیتھی علاج کے خلاف اخبارات میں مہم چلا رکھی تھی۔ ہومیوپیتھک ڈاکٹروں کو ٹھگ، لٹیرے اور بے ایمان کہا جا رہا تھا۔ جن دنوں یہ تحریک چل رہی تھی ان ہی دنوں مصوّر کے کتے کو فالج ہوا تھا۔ مصوّر کے شاگردوں میں سے ایک کو ہومیوپیتھی علاج پر اعتماد تھا۔ باقی شاگرد اس کا مذاق اڑایا کرتے کہ وہ میٹھی میٹھی گولیوں سے مریض کو تندرست کر دیتا ہے۔ جب کتے کو فالج کا اثر ہوا تو مصوّر کے باقی شاگردوں نے ہومیوپیتھی پر یقین رکھنے والے اس شاگرد کو چیلنج دیا کہ اسے تندرست کر کے دکھاؤ۔ اس نے اپنی کتابیں پڑھ کر کتے کو رس ٹاکس دی۔ اگلے روز صبح جب سب اپنے کام میں مصروف تھے تو مصوّر کا مالی بھاگتا بھاگتا آیا اور بولا "ارے، کتا چلنے لگا ہے"۔ اور پھر کہنے لگا "ارے، وہ دوڑنے لگا ہے"۔ اس کرامات کو سن کر مصوّر اپنا برش ہاتھ میں تھامے باہر نکلا، اور ہومیوپیتھی کی یہ کرامات دیکھ کر حیرت زدہ رہ گیا۔

میراکلز آف ہیلنگ۔ مصنف بارکر۔ ص ۔ ۱۴۱۔

(۸۹) بچہ دانی کے بائیں جانب رسولی اور آرسینک ARSENICUM ALBUS

ڈاکٹر چیپ مین نے رسولی کا ایک کیس آرسینک کے ذریعہ ٹھیک کیا۔ اس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:۔

نومبر ۱۸۹۶ء میں چار بچوں کی ایک ۴۸ سالہ ماں نے علاج کے لئے مجھے طلب کیا۔ وہ انتہائی کمزور اور دبلی پتلی تھی اسے ۱۰۵ ڈگری بخار تھا اس کی نبض ۱۳۰ فی منٹ چل رہی تھی۔ اسے بڑی پیاس لگ رہی تھی وہ تھوڑی تھوڑی دیر بعد ٹھنڈا پانی پی رہی تھی۔ وہ بے حد بے چین تھی۔ یہ تمام علامات آدھی رات کو شدت کے ساتھ ابھرتی تھیں۔ معائنہ کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ اس کی بچہ دانی کے بائیں جانب رسولی ہے، جو ایک نوزائیدہ بچے کے سر جتنی بڑی تھی پیٹ میں بھی اتنا ہی بڑا ایک پھوڑا تھا۔ اس سے اس کا پیٹ اتنا پھول گیا تھا کہ وہ حاملہ نظر آتی تھی۔ اسے ایلوپیتھک ڈاکٹر دیکھ گئے تھے اور کہہ گئے تھے کہ اس کے بچنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے آپریشن! لیکن اس کے ساتھ ہی وہ یہ بھی کہہ گئے کہ آپریشن کے بعد بھی اس کے بچنے کی کوئی گارنٹی نہیں ہے۔ علامات کی بنا پر میں نے اسے ۲۰۰ طاقت کی **آرسینک** دی۔ اور اس کے ساتھ ہی ہر دو گھنٹے بعد یہ دوا لینے کو کہا۔ ۴۸ گھنٹوں میں بخار اور نبض دونوں معمول پر آ گئے۔ بے چینی کی دوسری علامات بھی جاتی رہیں۔ اس کے بعد اسے **پلاسیبو** پر اس وقت تک رکھا گیا جب تک کہ پرانی علامات دوبارہ نہ ابھر اٹھیں۔ تب اسے 1M **آرسینک** دی گئی دو ہفتے میں وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ اسے رات کو جو پسینہ آتا تھا، اس کے لئے ۲۰۰ طاقت کی **چائنا** دی گئی اور آخر میں 1M طاقت کی **سلفر** دے کر اسے رخصت کر دیا گیا۔

میراکلز آف ہیلنگ۔ مصنف بارکر۔ ص۔ ۲۶۹

(۹۰) نوسوڈوز NOSODES

جدید دور میں امراض کی سائینس کی اہمیت کا راز اس امر میں پوشیدہ ہے کہ اس میں نوسوڈ کا چلن ہو گیا ہے۔ نوسوڈ کے معنیٰ کیا ہیں؟ نوسوڈز ان ادویات کا نام ہے کہ جو انسانی امراض کے تدارک کے لئے زہریلے جانوروں کے زہر سے تیار کی جاتی ہیں۔ مثلاً چیچک کے تدارک کے لئے چیچک کا ٹیکہ لگایا جاتا ہے۔ چیچک کو انگریزی میں اسمال پاکس کہا جاتا ہے۔ چیچک کا ٹیکہ اس لئے لگایا جاتا ہے کہ ہمیں چیچک نہ ہو۔ یہ ٹیکہ بھی ایک زہر سے تیار کیا جاتا ہے۔ چیچک کا ٹیکہ لگانے پر چیچک نہ ہونے کی بات کیسے چلی؟ ۔ لیڈی میری بورٹلے جب مشرقی ممالک کے دورے پر نکلیں تو ترکی میں انہوں نے دیکھا کہ وہاں کے لوگ چیچک کے مرض کی پیپ مواد کی کچھ مقدار لے کر صحت مند شخص کے جسم میں داخل کر دیتے تھے۔ اس سے اس شخص کو ہلکی چیچک ہو جاتی تھی اور آئندہ اسے

چیچک کا اندیشہ نہیں رہتا تھا۔ لیڈی مین ٹیگو نے انگلینڈ میں یہ روایت جاری کر دی۔ مگر یہ طریقہ خطرے سے خالی نہ تھا۔ ہلکی ہونے کے باوجود آخر تھی تو وہ چیچک ہی! ۱۷۹۸ء میں جینر نے چیچک کے ٹیکے کی تشہیر کی، جو اب تک جاری ہے۔ اسے ویکسی نیشن کہا جاتا ہے۔ اس کے بعد پاشچر نے اس کی عوامی سطح پر تشہیر کی۔ اور اسے پاشچر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ پاشچر کا معائنہ چیچک کے مرض تک ہی محدود تھا۔ ہنی مین ۱۷۵۵ء میں پیدا ہوئے اور ۱۸۴۳ء میں ان کی وفات ہو گئی۔ اس نے اپنی زندگی میں دیکھا کہ جینر اور پاشچر کا چیچک کے ٹیکے کا اصول زہر کی دوا زہر ہے۔ ہنی مین کے "زہر کو زہر مارتا ہے" کے اصول سے ملتا جلتا ہے۔ فرق یہی ہے کہ جینر اور پاشچر تو چیچک کے مریض کو چیچک ہی کا زہر دیتے تھے مگر ہنی مین کا اصول یہ تھا کہ وہی زہر نہیں بلکہ اس سے ملتا جلتا زہر دینا چاہیئے۔ لہٰذا ہنی مین نے چیچک کے لئے ٹیکے کا جو زہر تیار کیا اسے "ویکسی نیشن" نہ کہہ کر "ویری یولینم یا ویکسی نینم" کہا۔ یہ وہی زہر نہیں بلکہ اس جیسا زہر تھا۔ تیار تو اسی زہر سے ہوتا تھا، مگر اس میں طاقت پیدا کر کے اسی جیسا بنا لیا جاتا تھا۔ جینر اور پاشچر تو اسی زہر کا ان اکولیشن کر دیتے تھے۔ ہنی مین اس کی طاقت بڑھا دیتے تھے جس کا رد عمل نہیں ہوتا تھا۔ طاقت آمیز ٹیکے اور مروج ٹیکے، ان دونوں کا ایک ہی اصول تھا۔ زہر زہر کو مارتا ہے۔ لہٰذا ہنی مین نے اسے ہومیو پیتھی کے لئے قبول کر لیا۔

ڈاکٹر کلارک "وہوپنگ کف" نامی کتاب میں لکھتے ہیں کہ ہومیو پیتھی میں صرف چیچک کے لئے ہی طاقتور ٹیکے استعمال نہیں کئے جاتے۔ بلکہ باقی کئی امراض میں زیادہ طاقت کا زہر استعمال کیا جاتا ہے اور کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً کتے کے کاٹے پر **لائسین یا ہائیڈروفوبین**، تپ دق کے لئے **ٹیوبرکیولینم** کا استعمال کیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر ہیرنگ نے ۱۸۸۳ء میں پاگل کتے کے کاٹے کے لعاب سے ہائیڈروفوبین نامی دوا ایجاد کی جسے لائیسس بھی کہتے ہیں۔ پھر جانوروں کی اسپلین سے **اینتھراکینم** بنائی گئی۔ ۱۸۸۰ء میں ڈاکٹر اسوان نے گونوریا اور سفلیس کے زہر سے **گونوریئم اور سفلینم** نامی دوائیں تیار کیں۔ جن کے امراض کی اپنی اپنی علامات ہیں ان کا تذکرہ میٹریا میڈیکا میں کیا گیا ہے۔

ڈاکٹر برنیٹ نے ڈاکٹر اسکینر سے جانوروں کے طاقت ور زہر سے امراض کے تدارک کی تحریک حاصل کی۔ اس نے ۱۸۹۴ء میں اپنی کتاب "ایٹ ایرز ایکسپرینس ود ویسی نینم" شائع کی۔ اگر ڈاکٹر کے پاس ایسا کوئی خطرناک اور سنجیدہ مریض آجاتا کہ جس کا علاج اس کی سمجھ سے باہر ہوتا

تو اس مرض سے مرنے والے شخص کے پھیپھڑے کا زہر لے کر اس کی طاقت بڑھا دیتے اور اسے ٹریچوریٹ کرا کر مریضوں کو دیتے جس سے انہیں بہت افاقہ ہوتا۔ اس طرح انہوں نے کئی ادویات ایجاد کیں۔

(میراکلز آف ہیلنگ۔ مصنف بار۔ ص۔ ۶۶)

(۹۱) سیپٹک اور پائیروجن PYROGENIUM

ڈاکٹر بفورڈ لکھتے ہیں کہ اگر مریض کی حالت سنجیدہ ہو تو مریض سے خارج مواد کو انتہائی کمزور کر کے دینے سے مریض کو فائدہ ہوتا ہے۔ ہسپتال میں ان کا ایک مریض تھا، جو پہلے تو ٹھیک رہا مگر ۳۰ ویں دن اسے سیپٹک ہو گیا اور اس کے ساتھ اسے ڈبل نمونیا بھی ہو گیا۔ میں نے اس کا ڈسچارج شدہ مواد حاصل کرنے کی کوشش کی اسے پتلا کر کے مریض کو دیا گیا، اور وہ صحت یاب ہو گیا۔ اس کے ڈیجائنا میں جو تکلیف تھی وہ بھی رفع ہو گئی، اور نمونیا بھی چلا گیا۔ کیس کے سیپٹک ہونے پر، پرائمبد دوا پائیروجین ہے۔ مریض کے جسم سے بدبو آنے پر یہ انتہائی کارآمد ہے اور یہ سڑے ہوئے گوشت کی طاقت بڑھا کر تیار کی جاتی ہے۔

میراکلز آف ہیلنگ مصنف بارکر۔ ص۔ ۲۵۴

(۹۲) خون کا بہاؤ اور سینگوی نیریا SANGUINARIA CANA

سینگوی نیریا جونک کو کہتے ہیں، جونک لگنے سے خون بہنے لگتا ہے، خون بہنے کا ہومیوپیتھک علاج یہی ہے۔ کیونکہ جس چیز سے خون بہتا ہو، اسی کا استعمال کرنے سے خون رک جانا چاہیئے۔ یہ دوا جونک سے تیار کی جاتی ہے، اور جہاں خون کا بہاؤ نہ رکتا ہو وہیں دی جاتی ہے، سینگوی نیریا کا ہومیوپیتھک معائینہ سب سے پہلے ڈاکٹر برنیٹ نے کیا، جونک لگنے سے جسم کے کسی بھی حصے سے خون بہنے لگتا ہے صرف جونک کے کاٹنے ہی سے خون جاری نہیں ہوتا بہ پتہ لگایا گیا ہے کہ اس کے منہ میں کوئی ایسا زہر ہوتا ہے جس سے لہو پتلا ہو کر جسم کے جونک زدہ حصے سے بہنے لگتا ہے۔ ڈاکٹر برنیٹ نے دیکھا کہ جسم کے جس کسی حصے سے بھی خون کا بہاؤ کسی دوا سے نہ رکا وہاں طاقت ور سینگوی نیریا نے روک دیا۔

میراکلز آف ہیلنگ۔ مصنف بارکر۔ ص۔ ۲۵۴

(۹۳) پسینہ نہ آنا اور لائیکو پوڈیم LYCOPODIUM

ایک مریض کے جسم میں درد رہتا تھا کبھی کبھار کندھوں کے درمیان جلن ہوتی تھی۔ صبح کو طبیعت ٹھیک رہتی دوپہر کو گرجاتی۔ اور گرمی برداشت نہ ہوتی تھی اسے پسینہ کبھی نہیں آیا۔ اسے لائیکو پوڈیم کی ایک خوراک دی گئی۔ اس نے بتایا کہ اس دوا سے کمر درد دور ہو گیا اور نیند ٹھیک آنے لگی۔ رگیں بھی اب اپنا اچھے ڈھنگ سے کام کرنے لگیں۔ بستر میں ۴۳ سال میں پہلی مرتبہ پسینہ آیا تھا۔

میراکلز آف ہیلنگ مصنف بارکر۔ ص۔ ۱۰۹-۱۰۸-

BRYONIA ALBA SULPHUR

(۹۴) قبض اور سلفر، پلوریسی اور برایونیا، ذیابیطس اور

KALI BICHROMICUM

کالی بائیوکردم

ڈاکٹر اسکینز کو سخت قبض تھا، شب بیداری کا مرض بھی تھا اور کمزوری بھی تھی۔ مگر وہ ہومیو پیتھی کے دشمن تھے۔ ان کے تمام مرض سلفر سے چلے گئے تب سے وہ ایلوپیتھی کے بجائے ہومیو پیتھی کے ممتاز ڈاکٹر بن گئے۔ انہیں کی طرح ڈاکٹر برنیٹ بچپن سے پلوریسی یعنی پھیپھڑے میں پانی پڑجانے کے مرض میں مبتلا رہے بعلاج کے لئے ساری دنیا چھان ماری مگر افاقہ نہ ہوا۔ آخر کار وہ برایونیا سے صحت یاب ہوئے تب سے وہ ہومیو پیتھی علاج کرنے لگے اور اسی طریقۂ علاج کے شہرت یافتہ معالج بن گئے یہ دونوں حضرات بیمار تھے اور بیماری کی وجہ سے علاج ڈھونڈتے ڈھونڈتے ہومیو پیتھی کی جانب راغب ہوئے۔ اور اپنا علاج کرتے کرتے دنیا کا علاج کرنے لگے۔ ڈاکٹر جارج رائل بھی ہومیو پیتھی کے نامور ڈاکٹر ہوئے ہیں۔ وہ ذیابیطس کے شکار تھے کسی طرح بھی شفایاب نہ ہوئے۔ مگر کالی بائیوکردم کے ذریعہ صحت ہوئی اور تبھی سے وہ ایک نامور ہومیو پیتھک ڈاکٹر کہلائے جانے لگے۔

میراکلز آف ہیلنگ۔ مصنف بارکر۔ ص۔ ۵۰ - ۴۹

(۹۵) آنتوں میں رسولی اور پلم بم PLUMBUM

ڈاکٹر چیریٹا لکھتے ہیں کہ ایک عورت نے مجھے اپنے شوہر کو دیکھنے کے لئے بلایا جسے کئی ماہ

سے پیٹ میں شدید درد رہتا تھا۔ کیونکہ اسے حاجت نہیں ہوتی تھی، اسے دست آور دوائیں دی جارہی تھیں، مگر حاجت نہیں ہورہی تھی۔ وہ صرف رقیق خوراک لے رہا تھا اور انتہائی لاغر اور کمزور ہوگیا تھا معائنہ کرنے پر معلوم ہوا کہ اس کا پیٹ غیر معمولی طور پر پھول گیا تھا، اور اندر کوئی ٹھوس شے موجود تھی۔ یہ تو ظاہر تھا کہ پیٹ میں رسولی تھی مگر مریض کا چہرہ اتنا زرد نظر نہیں آتا تھا جتنا اس مرض میں ہونا چاہیئے تھا۔ میں نے اسے ۱۲ طاقت میں پلمبم دی۔ اور ہر گھنٹے بعد ایک خوراک لینے کی ہدایت دی۔ میں نے مریض کی بیوی کو سمجھایا کہ اس کے شوہر کی حالت انتہائی نازک ہے شاید پیٹ کا کینسر ہے اس خاتون کو حیرت نہیں ہوئی کیونکہ سرجن نے بھی یہی کہا تھا۔ اور مریض کی حالت کے پیش نظر آپریشن نہیں کیا گیا تھا۔ ایک ماہ بعد مجھے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ وہ مریض اپنی بیوی کے ساتھ میری کلینک میں آبیٹھا اور کہنے لگا کہ آپ کی دوا لینے کے بعد مجھے بالٹیاں بھر بھر کر حاجت ہوئی اور میں شفایاب ہوکر اپنی ڈیوٹی پر چلا گیا۔

میراکلز آف ہیلنگ۔ مصنف بارکر۔ ص۔ ۲۲۴۔

(۹۴) ہنی مین اور سورائینم PSORINUM

ہم نمبر شمار ۹۰ میں نوسوڈز کا ذکر کر آئے ہیں۔ یہ امراض کے پیپ وغیرہ سے بنائی جاتی ہیں مثلاً چیچک کا ٹیکہ۔ اسی طرح کا ایک نوسوڈ "سورائینم" ہے اس کا تجربہ یعنی پروونگ خود ہنی مین نے اپنے اوپر کیا تھا سوال یہ ہے کہ ان نوسوڈز کا انجکشن لگوانا چاہیئے یا باقی ادویات کی طرح اس کی طاقت بڑھا کر گولیوں کی شکل میں زبان پر رکھ کر لینا چاہیئے؟ ہنی مین کا کہنا ہے کہ انجکشن تو پس یعنی پیپ ہی کا ہوگا۔ اسے خواہ کتنا ہی پتلا کر لیا جائے نقصان کا اندیشہ تو رہتا ہی ہے۔ ان کے خیال میں تمام نوسوڈز طاقت بڑھا کر گولیوں کی شکل میں زبان پر رکھ کر ہی لینے چاہئیں۔

سورائینم کا مریض گرمی میں بھی سردی محسوس کرتا ہے۔ سردی لگنے سے روکنے کے لئے بھی یہ دوا دی جاتی ہے۔ مریض کے مواد میں بو آتی ہے مریض کو پسینہ بہت آتا ہے۔ اس مریض کو امراض جلد خاص طور پر لاحق ہوتے ہیں۔ مریض کو ناقابل برداشت حد تک خارش ہوتی ہے ٹانسل کی شکایت خاص طور پر ہوتی ہے۔

میراکلز آف ہیلنگ۔ مصنف بارکر۔ ص۔ ۷۹۔

PULSATILLA NIGRICANS

(۹۷) پیاس نہ لگنا، گرم فطرت اور شیریں اور نرم مزاج اور پلسپاٹیلا

ڈاکٹر ہیرنگ لکھتے ہیں کہ گرمی کے ایک دن میں نے دیکھا کہ ایک عورت شال اوڑھے میری کلینک میں آپہونچی، جب میں نے پوچھا کہ گرمی میں شال اوڑھنے کی کیا وجہ ہے تو وہ بولی مجھے ایسا لگتا ہے کہ ہوا میرے کندھوں پر بہہ رہی ہے"۔ اس کی فطرت گرم تھی مگر پھر بھی کندھوں پر بہنے والی ہوا سے بچنے کے لئے شال اوڑھے ہوئے تھی۔ میں نے سوال کیا" ایسا تمہیں کب سے لگنے لگا؟" اس نے جواب دیا بہت دیر سے۔ مگر میں نے اس پر توجہ نہیں دی تھی۔ یہ علامت ہیپر سلف کی ہے۔ کندھوں پر سے ہوا کا بہنا یا ٹانگوں سے ہوا بہتے محسوس ہونا، ہیپر سلف کی علامت ہے اس علامت کی صورت میں مریض کو کوئی بھی مرض ہو، اس دوا سے چلا جاتا ہے۔ ایک مریض کو گردے کی بیماری تھی وہ مذکورہ علامت ہونے پر چلا گیا۔ پیروں یا ٹانگوں پر ٹھنڈی ہوا کا لگنا کیلی کیریکا کارب کی علامت ہے۔

میراکلز آف ہیلنگ۔ مصنف بارکر۔ ص۔ ۱۱۶۔

NUX VOMICA

(۹۸) پیٹھ کا کمان کی طرح مڑنا اور نکس وومیکا

ایک جنرل پریکٹیشنز "فروم ایمپیری سیزم ٹو ہومیوپیتھی" میں تحریر کرتے ہیں کہ چار سال کا ایک بچہ عجیب قسم کے مرض میں مبتلا تھا اس کی پیٹھ کمان کی طرح مڑ جاتی تھی اور وہ درد سے چلاتا تھا اسے مارفیا وغیرہ کئی نشہ آور دوائیں دیں مگر کسی سے بھی فائدہ نہ ہوا، یہ دیکھ کر کہ اس طرح پیٹھ کے مڑنے کی علامت نکس کی پروونگ میں پائی جاتی ہے اس پر اسے نکس وومیکا دی گئی۔ یہ دوا ہر پندرہ منٹ بعد دیتا رہا اور چند ہی گھنٹوں میں اس کی پیٹھ کا کمان کی طرح مڑنا بند ہو گیا اور وہ گہری نیند سو گیا اور اگلے دن اس کا مرض رفع ہو گیا۔

میراکلز آف ہیلنگ۔ مصنف بارکر۔ ص۔ ۸۵۔

PYROGENIUM

(۹۹) سیپٹک کیس میں پائیروجین

ڈاکٹر برنیٹ کا نظریہ ہے کہ پھوڑے پھنسی میں سیپٹک ہونے پر پائیروجین سے بہت فائدہ ہوتا ہے ان کا خیال ہے کہ جہاں کیس سیپٹک ہو جائے اور بخار وغیرہ

چڑھنے لگے وہاں اس دوا کا استعمال مرض کو رفع کرتا ہے۔

میراکلز آف ہیلنگ۔ مصنف بارکر۔ ص۔ ۲۵۴

(۱۰۰) مرض قلب اور اورم کلورو اوریٹ۔ سونے کا ورق

ڈاکٹر برنیٹ لکھتے ہیں کہ ایک خاتون کو ردمیٹک فیور یعنی جوڑوں کے درد کے ساتھ بخار تین ہفتے سے جاری تھا۔ اچانک اس بخار کا دل پر حملہ ہو گیا۔ وہ خاتون ہانپ کر سانس لے رہی تھی۔ اس کی زبان خشک ہو گئی تھی اسے کھانسی بھی تھی۔ وہ پریشان نظر آرہی تھی، اس کی حالت دیکھ کر میں نے اورم میٹ منگوائی۔ جسے ۲x میں دی گئی۔ وہ اٹھ بیٹھی، جو لوگ کہتے ہیں کہ سونا دھات ہونے کی وجہ سے جسم میں جذب نہیں ہوتا انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ ہومیو پیتھی میں بڑی چور یٹ کر کے سونے کو جسم میں جذب ہونے کے لائق بنا لیا جاتا ہے سونے کو اورم کہتے ہیں۔ اس کی طاقت بڑھا کر اس کی ۳۰، ۲۰۰ اور 1M طاقت بنائی جاتی ہے۔

میراکلز آف ہیلنگ۔ مصنف بارکر۔ ص۔ ۱۷۲۔

(۱۰۱) گٹھیا اور رس ٹاکس RHUS TOXICODENDRON

ڈاکٹر رڈ کرٹ لکھتے ہیں کہ ہومیو پیتھی میں مرض کا نام نہیں ہوتا علامات ہوتی ہیں، مرض کی دوا نہیں ہوتی، علامات کی دوا ہوتی ہے۔ مرض کا خواہ کوئی بھی نام ہو انہوں نے تحریر کیا ہے کہ گٹھیا کے ۱۲۱ کیس کئے گئے جو علامات کے پیش نظر ۳۵ مختلف دواؤں سے شفایاب ہوئے۔ ۱۸ کیسوں میں رس ٹاکس، ۱۶ میں برایونیا، ۱۲ میں پلسا ٹیلا، چار میں آرسینک، آٹھ میں کولوسینتھ، سات میں ایکونائیٹ، اور چھ میں سلفر دینی پڑی۔ ان دواؤں کی علامات دیکھ کر کوئی ہومیو پیتھ نہیں کہہ سکتا کہ گٹھیا کی کون سی دوا ہے، وہ مرض کے نام سے کوئی دوا نہیں دیتا۔ مرض کی علامت پر دوا دیتا ہے۔ پھر بھی رس ٹاکس کی علامات اس مرض میں سب سے زیادہ ملتی ہیں۔

میراکلز آف ہیلنگ۔ مصنف بارکر۔ ص۔ ۱۶۵۔ ۱۶۳۔ ۱۰۴

(۱۰۲) شبایٹکا میں کولوسینتھ کی پروونگ COLOCYNTHIS

پروونگ یعنی ایک دوا کا تجربہ کیسے کیا جاتا ہے، اس بارے میں ڈاکٹر رائل اپنی کتاب

"ڈیزیز آف برین اینڈ نروز" میں تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے تین طلبا کے ساتھ کولوسنتھ کی پروونگ کی۔ وہ پہلی پوٹینسی لیتے رہے، بعد میں مدر ٹنکچر لینی شروع کی۔ وہ ٹنکچر کی تین بوندیں لیتے تھے۔ مجھ پر اور ان طلبا پر یہ اثر ہوا کہ گرمی میں آرام کی علامت مجھ پر اور دو باقی طلبا پر خاص طور پر نمایاں ہوئی، مگر تیسرے طالب علم پر اس علامت کا کوئی اثر نہ ہوا۔ باقی علامتیں اس طرح تھیں:۔

بائیں کولہے میں جسم کو کاٹ دینے والا درد تھا۔ یہ سب کو ایک جیسا تھا۔ درد ایک دم اٹھتا تھا اور جانگھ سے ہوتا ہوا گھٹنے تک جاتا تھا۔ کئی مرتبہ گھٹنے سے ہوتا ہوا پیر تک بھی جاتا تھا۔ یہ درد صبح شروع ہوتے اور رات کو بستر کی گرمی سے چلے جاتے تھے۔ درد میں چبھن سی محسوس ہوتی تھی۔ جلن کبھی نہیں ہوئی۔ بائیں ٹانگ کے گھٹنے کے نیچے پاؤں اکڑ جاتا تھا۔ کبھی کبھی دائیں جانب بھی یہی کیفیت ہوتی۔ ایک طالب علم نے کہا کہ اسے ایسا محسوس ہوا گویا کولہے سے گھٹنے تک کی ہڈی کو چاقو سے کاٹا جا رہا ہو۔ سب سے زیادہ راحت گرمی سے ملتی تھی۔ اور سب سے زیادہ تکلیف ہلنے جلنے اور چھونے سے ہوتی تھی۔ ان علامات پر کولوسنتھ اکثر شیاٹیکا یا پیٹ درد میں دی جاتی ہے۔

میراکلز آف ہیلنگ مصنف بارکر۔ ص۔ ۱۶۸ - ۱۶۷

(۱۰۳) قے اور سیپیا SEPIA

ڈاکٹر ٹائلر کہتے ہیں کہ چار سال ہوئے میری ملاقات ایک مریضہ سے ہوئی اسے کئی سال سے صبح کے وقت قے آجاتی تھی اس کی لڑکی مجھ سے التجا کرتی کہ جو دوا مجھے دی تھی وہی میری ماں کو دیجئے۔ جوں ہی وہ صبح اٹھتی اسے قے آجاتی اس کا جی بھی متلاتا تھا۔ قے کرتے ہی اسے بھوک لگتی تھی۔ وہ ہمدردی کا اظہار ناپسند کرتی تھی۔ وہ یہ نہیں چاہتی تھی کہ لوگوں کو اس کے مرض کا علم ہو وہ کسی کی کوئی مدد نہیں چاہتی تھی اسے شور ناپسند تھا۔ صبح کے وقت طبیعت بگڑی رہتی۔ اس کی تمام علامات سیپیا کی تھیں۔ اسے سیپیا کی تین خوراکیں دی گئیں۔ اس سے مرض اتنا بڑھا کہ اسے تین گھنٹے تک قے پر قے آتی گئی۔ درد اٹھا، کھڑا ہوا۔ اور پیٹ گیس سے بھر گیا۔ وہ سب کچھ الٹ دیتی تھی پانی بھی۔ ۲۴ گھنٹے تک اس کی یہی حالت رہی پھر طبیعت ہشاش ہو گئی وہ کھانے لگی، پینے بھی لگی۔ اور اسے قے نہیں آئی گیارہ ماہ بعد اس کی رپورٹ یہ تھی کہ وہ

بالکل ٹھیک ہے۔ جب کسی دوا سے مرض میں شدید اضافہ ہوتا ہے تب مرض کا اسی سے مستقل طور پر تدارک ہوتا ہے۔

میراکلز آف ہیلنگ بمصنف بارکر۔ ص ۔ ۱۸۳

(۱۰۴) پیٹھ کا کبڑا پن اور سلفر SULPHUR

جناب کالل نے روڈلف آسٹڑی کو اپنا متبنّیٰ بنا لیا۔ اس کی ریڑھ کی ہڈی میں ٹیڑھا پن آگیا تھا جسے کبڑا پن بھی کہتے ہیں۔ ڈاکٹر جے ہارٹ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ جب اس بچے کا باپ اسے علاج کے لئے میرے پاس لایا تو اس کی عمر ۱۵ سال تھی میں نے اسے **سلفر** ۴۰۰ کی ایک خوراک ہفتے میں ایک مرتبہ لینے کو دی وہ یہ دوا آٹھ ماہ تک لیتا رہا اس کے بعد وہ لکھتے ہیں کہ انہیں اس کے باپ کا یہ خط آیا۔

"مجھے آپ کو مطلع کرتے ہوئے انتہائی مسرت ہوتی ہے کہ میرے لڑکے کا کبڑا پن حیرت انگیز حد تک کم ہو گیا ہے، پیٹھ کا ٹیڑھا پن تو بالکل جاتا رہا۔ اور پسلی بھی ٹھیک ہوتی جا رہی ہے، اس کے علاوہ میرا بیٹا پہلے سے زیادہ ہوشیار ہو گیا ہے اور اس کا دل حوصلے اور امنگوں سے پر ہو گیا ہے۔ مجھے اس کی موجودہ جسمانی حالت میں سدھار دیکھ کر جو مسرت ہو رہی ہے اس کا آپ اندازہ نہیں لگا سکتے"۔

میراکلز آف ہیلنگ۔ مصنف بارکر۔ ص ۔ ۲۵۰

(۱۰۵) جانور کو کھانسی اور اسپن جیا SPONGIA TOSTA

جو لوگ اعلیٰ طاقت کی دوا دینے پر اعتراض کرتے ہیں ان کا جواب دیتے ہوئے ڈاکٹر بونین گھاسن ایک گھوڑے کی کھانسی کا علاج کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ایک لیفٹننٹ نے ایک بیمار گھوڑا کم داموں میں اس لئے خرید لیا کیونکہ اسے کھانسی تھی اور اس کا کوئی خریدار نہ تھا۔ اس کی کھانسی کا انہوں نے کیسے علاج کیا، اس کا ذکر کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں کہ پہلے اس کی علامات **ہیپر سلف** کی تھیں۔ میرا جانوروں کو دوا دینے کا طریقہ یہ ہے کہ اس مرض کے لئے طے شدہ دوا کی ۲۰۰ طاقت یا 1M طاقت کی خوراک کی تین چار گولیاں ایک اونس صاف

پانی میں گھول کر جانور کو شیشی سے پلا دیتا ہوں۔ ویسا ہی میں نے اس گھوڑے کے ساتھ کیا۔ ہیپر سلف کی ۲۰۰ طاقت کی تین چار گولیاں صاف پانی میں گھول کر پلا دیں۔ اس کی خوراک میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔ اسے گھمانے کے لئے باہر بھی لے جایا جاتا رہا۔ اس کی کھانسی تو جاتی رہی مگر کھڑکھڑاہٹ برقرار رہی تب میں نے اسے ۲۰۰ طاقت کی اسپین چیا کی ایک خوراک پہلی دوا جیسی ہی دی۔ اس دوا سے اسکی کھڑکھڑاہٹ بھی ختم ہو گئی۔ اور نمائش میں وہ گھوڑا انعام لے کر لوٹا۔ وہ لکھتے ہیں کہ میں جانوروں کو ہمیشہ اعلیٰ طاقت کی دوا دیا کرتا ہوں۔

اس تجربے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اعلیٰ طاقت کی دوا کا اثر ہوتا ہے یہ صرف دماغی علاج نہیں ہے کیونکہ گھوڑے کو کیا پتہ کہ اس کا علاج ہو رہا ہے اگر اعلیٰ طاقت کی دوا نے گھوڑے تک پر اثر کیا تو پھر انسانوں پر اس کا اثر کیوں نہیں ہوگا!

میراکلز آف ہیلنگ۔ مصنف بارکر۔ ص۔ ۳۲

(۱۰۶) پاگل پن اور اسٹیرےمونیم STRAMONIUM

ڈاکٹر مارسڈن اپنی کتاب "نوٹس آن ہومیوپیتھی" میں لکھتے ہیں کہ جو کیس مجھے دانتوں تلے انگلی دبا دینے پر مجبور کرتا ہے وہ اس نوجوان کا ہے جسے پاگل خانے بھیجنے کی تمام تیاریاں کی جا چکی تھیں۔ مجھ سے درخواست کی گئی تھی کہ اس سے قبل کہ اسے پاگل خانے بھیجا جائے۔ میں اسں پر ایک مرتبہ ہومیوپیتھی کا طریقۂ علاج آزما کر دیکھ لوں۔ مریض نے بائیبل کا ایک مخصوص باب پڑھا، جسے پڑھ کر وہ خدا کا بار بار نام لے کر کہتا تھا" باخدا! تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا ہے؟ مجھ پر رحم کر" یہ کہتے کہتے وہ کمرے میں چکر لگاتا، ہاتھ ملتا، خدا کو پکارتا اور تین ہفتے تک سوئے بغیر یہی کہتا رہتا۔ میں نے پہلے اسے ایکونائیٹ دی۔ اس سے کوئی فائدہ نہ ہوا۔ یہ چھ سال پہلے کی بات ہے میں نے ابھی پریکٹس شروع ہی کی تھی۔ میں سمجھتا تھا کہ اس مریض کا ہومیوپیتھی علاج نہیں ہو سکتا۔ پھر دوا دے کر اپنے نام پر بٹہ کیوں لگاؤں؟ اس جھنجھٹ سے چھٹکارا پانے کے لئے میں اسے اسٹیرےمونیم ۶ دے کر چلا گیا۔ ایلوپیتھک ڈاکٹروں نے کسی کسی مریض کو یہ دوا دے دی تھی جس سے مریض پاگل ہو گیا تھا۔ یہ ہومیوپیتھی کے نقطۂ نظر کے مطابق دوا کی پروونگ تھی۔ اور یہ سوچ کر کہ اعلیٰ طاقت کی جو دوا مرض کی علامات پیدا کرتی ہے وہی کم طاقت کی دوا ان علامات کو دور کرتی ہے میں نے اس پاگل کو اسٹیرےمونیم دے دی تھی

Scanned by CamScanner

دوا دینے کے چار روز بعد یہ دیکھ کر میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی کہ جب پاگل پن کے اس مریض کو میں نے اپنے کلینک میں شکریہ ادا کرتے دیکھا یا نجانے میں اسٹیڑے مونیئم دینے سے مریض چار روز میں شفایاب ہو گیا۔

مر اکلز آف ہیلنگ۔ مصنف بارکر۔ ص۔ ۱۷۶۔

(۱۰۷) پاگل پن اور اینا کارڈیم ANACARDIUM

اینا کارڈیم سے پروونگ کے ذریعہ یادداشت سلب ہونے پر لکھتے ہوئے ڈاکٹر روکرٹ لکھتے ہیں کہ اینا کارڈیم سے پروونگ کرنے پر یادداشت سلب ہو جاتی ہے۔ ایک مریض کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ وہ تیس سال کا ایک لمبا تڑنگا نوجوان تھا۔ مگر تپ دق کا مریض تھا۔ اسے ایگزیما بھی تھا، جسے پارے سے تیار کردہ کسی دوا سے دبا دیا گیا تھا۔ ایگزیما کے اس طرح دب جانے سے اس کا ذہنی توازن بگڑ چکا تھا۔ وہ کہا کرتا تھا کہ اس کے پیٹ میں ایک شخص بیٹھا ہے، جو اس کا کھایا پیا سب کھا پی جاتا ہے۔ کبھی کہتا کہ اس کا پیٹ کہیں باہر چلا گیا ہے اسے بیلاڈونا اور ایپی کاک دی گئی، مگر کسی سے افاقہ نہ ہوا۔ اینا کارڈیم دینے سے وہ تندرست ہو گیا۔ کیونکہ اس دوا سے پاگل پن آجاتا ہے۔

(۱۰۸) خودکشی اور اورم میٹ (سونا) AURUM METALLICUM

ڈاکٹر چیریٹا خودکشی کی خواہاں ایک مریضہ کے متعلق لکھتے ہیں "مریضہ شادی شدہ تھی، اس کی عمر ۳۶ سال تھی، وہ کمزور اور زندگی سے مایوس تھی۔ اور غمگین بھی۔ جسم ٹھیک تھا کوئی جسمانی مرض بھی نہیں تھا۔ وہ اپنے شوہر کے ساتھ آرام سے رہتی تھی۔ اس کے دو بچے تھے۔ پچھلے چھ سال سے سردیوں میں وہ انتہائی غمگین ہو جاتی اس کے ساتھ ہی بہت اداس اور مایوس بھی۔ تین چار ماہ تک روتی اور چلاتی رہتی، اسے بھوک نہیں لگتی تھی۔ اور اس میں خودکشی کرنے کا جذبہ شدت کے ساتھ بیدار ہو اٹھتا۔ ڈاکٹر نے بتایا کہ اس نے مجھے کہا کہ میرے گھر کے قریب ایک نہر بہتی ہے اور دن میں سینکڑوں بار میری خواہش نہر میں ڈوب کر مر جانے کی ہوتی ہے میں ابھی تک مرنے سے اسی لئے بچی ہوئی ہوں کہ ان تین مہینوں میں مجھے کمرے میں بند رکھا گیا ہے۔ یہ جان کر کہ مریضہ سردی برداشت نہیں کر سکتی، اس کا مزاج گرمی پسند ہے اور اس

نے خودکشی کرنے کی بے پناہ خواہش ہے، میں نے اسے اورم دی۔میں نے اس کا کیس سردیوں میں سنا تھا، جب اسے ڈاکٹر کے دواخانے میں بند کر دیا گیا تھا اسے اورم میٹ سے بہت فائدہ ہوا، اور ۷ روز بعد وہ گھر چلی گئی اس کے بعد اس میں خودکشی کی خواہش کبھی بیدار نہیں ہوئی۔

میراکلز آف ہیلنگ بمصنف بارکر۔ ص۔ ۱۷۸

(۱۰۹) کئی خوبیوں کی دوا سلفر SULPHUR

ہومیو پیتھی میں **سلفر** ایک ایسی دوا ہے جو کئی امراض میں دی جاتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ بیشتر مریض سورا کے شکار ہوتے ہیں، جیسے آیورویدہ میں امراض کی وجہ ہوا، گرمی اور بلغم تصور کی جاتی ہے۔ ویسے ہی ہومیو پیتھی میں سب امراض کی جڑ سورا، سفلس اور سائی کوسیس مانی جاتی ہے۔ سورا کے نقص کا ازالہ **سلفر** کے ذریعہ ہوتا ہے۔ لہٰذا ہم یہاں کچھ ایسے امراض کا ذکر کریں گے جن کی علامات **سلفر** میں پائی جاتی ہیں۔ اور جنہیں **سلفر** سے شفایاب کیا گیا ہے۔ اس اعتبار سے **سلفر** کئی خوبیوں کی حامل دوا ہے۔ اسے ہومیو پیتھی کا امرت دھارا کہا کرتا ہوں ویسے تو ہومیو پیتھی میں علامات کے مطابق دوا دی جاتی ہے۔ مگر جہاں کوئی واضح علامت نظر نہ آئے وہاں پرانے اور دیرینہ امراض میں **سلفر** اور شدید امراض میں ایکونائیٹ دے کر دیکھنا چاہیئے۔ ایکونائیٹ کا کرانک یعنی مزمن **سلفر** کو کہا گیا ہے۔ ایلوپیتھی طریقۂ علاج کو اس بات کا علم نہیں ہے کہ **سلفر** ہومیو پیتھی کے لئے کتنی کارگر ہے **سلفر** کی خوبی اس امر سے ظاہر ہو جاتی ہے کہ خود ہنی مین نے اپنی کتاب "کرانک ڈیزیز" میں اس پر ۴۵ صفحات تحریر کئے ہیں۔ زہار نے "نیو مینو ئیبل" میں ۳۶، کینٹ نے "میٹریا میڈیکا" میں ۲۸، فیرینگٹن نے کلینیکل میٹریا میڈیکا" میں ۱۶، ڈگلس نے ۲۰، ایلن نے ۲۵، کلارک نے ۲۴، ہیرنگ نے ۹۷، اور ایلن نے انسائیکلو پیڈیا میں ۱۳۸ صفحات لکھے ہیں۔

میراکلز آف ہیلنگ بمصنف بارکر۔ص ۳۴۸

(۱۱۰) ذہنی طور پر معذور بچہ اور سلفر SULPHUR

ڈاکٹر ٹا ٹیلر اپنی کتاب "مینٹل ڈیفیشنسی ان چلڈرن" میں لکھتی ہیں کہ مجھے یاد آتا ہے

کہ ایک آٹھ سالہ بچہ علاج کے لئے لایا گیا وہ کمرے ہی میں پیشاب اور پاخانہ کر دیتا تھا اور وہ انتہائی غلیظ بھی تھا۔ اس کی آنکھ اور ناک سے گندگی ٹپکتی تھی۔ کھانا بھی خود نہیں کھا سکتا تھا۔ بول نہیں سکتا تھا۔ سیدھا کھڑا نہیں ہو سکتا تھا۔ چلنے پھرنے سے بھی معذور تھا۔ اس کے لئے اسے سہارا لینا پڑتا تھا چند ماہ تک **سلفر** دینے سے اس کی صحت سدھر گئی۔

میراکلز آف ہیلنگ۔ مصنف بارکر۔ ص۔ ۲۶۔ ۲۵

(۱۱۱) ڈاکٹر اسکینز اور سلفر SULPHUR

ڈاکٹر اسکینز ایک ایلوپیتھک ڈاکٹر تھے وہ ہومیوپیتھی کے مخالف ہی نہیں بلکہ دشمن بھی تھے۔ وہ لکھتے ہیں کہ مجھے قبض اور شب بیداری کے امراض پریشان کرتے تھے۔ جب میں نے اعلیٰ طاقت کی **سلفر** لی تو میرے یہ دونوں امراض جاتے رہے۔ جس کے باعث میں ہومیوپیتھک کا معتقد ہو گیا۔

میراکلز آف ہیلنگ۔ مصنف بارکر۔ ص ۸۶

SULPHUR

(۱۱۲) دن میں ۱۱ بجے پیٹ میں کھوپڑنا اور (سنکنگ) اور سلفر

ڈاکٹر سیلفرج لکھتے ہیں کہ کئی غیر معمولی علامات رونما ہونے پر بھی دوا دینے سے مریض شفایاب ہو جاتا ہے۔ مثلاً وہ کہتے ہیں کہ دن کے گیارہ بجے مرض کا بڑھنا یا پیٹ میں کھوپڑنا یعنی سنکنگ ہونا **سلفر** کی علامت ہے۔ کسی بھی مرض میں اس علامت پر **سلفر** دی جاسکتی ہے۔ اور مرض کا کوئی بھی نام ہو وہ ٹھیک ہو سکتا ہے۔ اسی طرح ایک مریض کی مثال دیتے ہوئے وہ لکھتے ہیں کہ مریض کا کہنا تھا کہ اسے ایسا لگتا ہے کہ اسکے کندھوں کے درمیان سے ٹھنڈی ہوا بہہ رہی ہے۔ **ہیپر سلف** ۲۰۰ دینے سے اس کا جو بھی مرض تھا وہ جاتا رہا۔ ڈاکٹر زہار ہنی مین کے رفیق تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ خوابوں کی خصوصیت دیکھ کر بھی مرض کا علاج کیا جا سکتا ہے۔ ان کا خیال تھا کہ اگر خواب میں مردہ نظر آئے یا لاش دیکھی جائے تو جو بھی مرض ہو وہ **سائیلیشیا** سے ٹھیک ہو جاتا ہے۔

میراکلز آف ہیلنگ۔ مصنف بارکر۔ ص ۱۱۳

(۱۱۳) دبی ہوئی شکایات کا ابھار اور سلفر SULPHUR

اکثر دیکھا جاتا ہے کہ جلد کی خارش وغیرہ کی چند شکایات کو ہم لیپ کے ذریعے دبا دیتے ہیں اور وہ دب کر کسی بڑی مصیبت کو نمایاں کر دیتی ہیں۔ **سلفر** ان دبی ہوئی شکایات کو نمودار کر دیتی ہے اور پھر یا تو وہ خود بخود **سلفر** کی وجہ سے رفع ہو جاتی ہیں یا پھر علامات کے مطابق دوا دینے سے چلی جاتی ہیں۔ اس سلسلے میں ایک خاتون کی مثال دیتے ہوئے ڈاکٹر لٹنز لکھتے ہیں: "ایک ۷۴ سالہ خاتون پچھلے ۴۰ سال سے سر کے گٹھیا کے درد سے پریشان تھی۔ وہ شدید کمر درد کی بھی شکایت کرتی تھی۔ بچپن میں اسے خارش کی شکایت رہتی تھی۔ جسے دواؤں سے ٹھیک کیا گیا تھا۔ اسے **سلفر** ۳۰ دی گئی۔ اور سمجھا دیا گیا کہ اگر اس کا ردّ عمل ہو تو اس میں دخل مت دینا کیونکہ دبے ہوئے امراض **سلفر** سے ابھر آتے ہیں اور مریض پھر انہیں دبانے کی کوشش کرتا ہے۔

"جس طرح مریضہ کو سمجھایا گیا اسی طرح مرض کا ردّ عمل ہوا، اسے قبض بھی رہتا تھا۔ **سلفر** دینے کے بعد ردّ عمل کے طور پر اب بھی قبض ہو گیا یہ پندرہ روز رہا۔ پھر وہ شفایاب ہو گئی اور مریضہ کو معمول کے مطابق حاجت ہونے لگی۔ دوا لینے کے چار ہفتے بعد مریضہ کو شدید سر درد ہوا میں نے وہ بھی ہونے دیا۔ اور اس میں کوئی دخل اندازی نہیں کی۔ کیونکہ میں جانتا تھا کہ ڈاکٹر کی حیثیت سے میرا مقصد **سلفر** کو اپنا کام کرنے دینا ہے۔ کچھ دیر بعد سر درد بھی رفع ہو گیا۔ ۱۵ سال پہلے اس مریضہ کو دمہ ہوا تھا۔ چند روز بعد دمہ بھی ظاہر ہوا اور وہ بھی آ کر چلا گیا۔ میرے کلینک میں داخل ہونے کے چھ ماہ بعد مریضہ کو ایگزیما ہو گیا اور پھر وہ بھی خود بخود چلا گیا۔ اس کے بعد مریضہ اپنے گھر چلی گئی۔ پھر اسے کوئی مرض لاحق نہیں ہوا۔"

یہ کیس ہم نے اس لئے دیا ہے تاکہ قارئین کو سمجھ میں آ جائے کہ کبھی کبھی **سلفر** دینے سے پچھلی دبی ہوئی شکایات کسی طرح ابھر کر خود بخود چلی جاتی ہیں۔ **سلفر** کے تمام کیس ایسے نہیں ہوتے۔

میراکلز آف ہیلنگ مصنف بارکر۔ ص ۲۳۳

(۱۱۴) ہمدردی سے نفرت اور سیپیا SEPIA

ہومیوپیتھی میں ذہنی علامات کو اولیت دی جاتی ہے کیونکہ امراض کی بنیاد تو دل ہی ہے۔

اسی بنا پر ہندوستان کے ایک ڈاکٹر جناب سہگل نے صحیح علامات تلاش کر کے دوا دینے کی اپنے نام سے ایک سائنس بنا لی ہے۔ **سیپیا** کی علامت ہمدردی سے نفرت ہے۔ **پلس** میں مریض ہمدردی چاہتا ہے۔ **نیٹرم میور** میں تنہائی میں جا کر روتا ہے تاکہ اس کے دل کا غم آنسوؤں کی شکل میں بہہ جائے۔ برٹش ہومیو پیتھک جرنل کے ۱۳ ویں شمارے کے ص ۱۸۱ پر ڈاکٹر برفورڈ لکھتے ہیں کہ ایک ڈاکٹر نے ایک محترمہ کو علاج کے لئے ان کے پاس بھیجا جسے کوئی اندرونی زنانہ مرض تھا۔ اس کی جانچ کر کے ڈاکٹر نے اس خاتون سے پوچھا کہ جب اسے تکلیف ہوتی ہے تو اگر اس سے کوئی ہمدردی کا اظہار کرے تو وہ کیسا محسوس کرتی ہے؟ اس نے کہا کہ اس وقت کہ مجھے بہت برا لگتا ہے۔ کیونکہ **سیپیا** خاص طور پر زنانہ امراض کی دوا ہے اور اس کی ذہنی علامات میں یہ علامت اہم ہے، اسی لئے اسے **سیپیا** ۲۰۰ دی گئی اور وہ ٹھیک ہو گئی۔

میراکلز آف ہیلنگ۔ مصنف بارکر۔ ص۔ ۱۱۴

(۱۱۵) سفی لینم کا کیس SYPHINUM

ڈاکٹر وڈ لکھتے ہیں " ایک بچے کا بالکل سفی لینم کا کیس تھا۔ پیدا ہوتے ہی وہ سرد مزاج تھا۔ پیدا ہونے کے ایک ہفتہ بعد ہی اس کے جوڑوں میں سوزش آگئی۔ وہ دکھنے لگا۔ ناک چپٹی تھی۔ پیر بھی چپٹے تھے، کلب فٹ تھے۔ ناک اور کان سے زرد مواد نکلتا تھا۔ خاندان میں **سفی لینم** کی کیس ہسٹری نہیں تھی۔ مگر بچے کی حالت خراب تھی اسے **سفی لینم** ۲۰۰ دی گئی۔ آخر **سفی لینم** ۱۰M سے وہ بالکل صحت مند بچوں کی طرح ہو گیا۔

میراکلز آف ہیلنگ۔ مصنف بارکر۔ ص۔ ۳۳۵۔

(۱۱۶) کانوں میں آواز اور نکوٹینم ٹیبے کم NICCOTINUM TABACUM

"ہومیو پیتھک ورلڈ" کی ۲۹ ویں جلد میں ڈاکٹر کوپر لکھتے ہیں کہ ایک صاحب مجھے کہنے لگے کہ کانوں میں اتنے زور سے آواز آتی رہتی ہے کہ ایک وقت تو انہوں نے تنگ آکر خودکشی کرنے کی تمام تدابیر اختیار کر لیں۔ وہ سگریٹ نوشی کے عادی تھے۔ یہ سوچ کر کہ تمباکو سے انہیں نقصان ہو رہا ہے میں نے انہیں تمباکو نوشی سے منع کیا۔ اور انہیں **نکوٹینم ٹیبے کم** کی ایک خوراک دی اس کا تازہ ٹنکچر میں نے خود بنایا۔ تین چار روز بعد جب میں انہیں ملا تو وہ

دھواں دھار سگریٹ پی رہے تھے۔ اور بولے" اب وہ حالت نہیں رہی، اور کانوں سے آواز آنی بھی بند ہوگئی۔ ڈاکٹر ایم ایم چودھری نے بھی" اے اسٹڈی آف میٹریا میڈیکا"، کے ص ۳۹۱ پر کالی آیوڈائیڈ کے سلسلے میں ایک کیس کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ کئی دواؤں سے جب کانوں سے آواز آنے کا سلسلہ بند نہ ہوا تو کالی آیوڈائیڈ سے دور ہوگیا۔ مریض میں سفلی ٹیک یعنی آتشک کا زہر تھا۔ اس علامت پر 1 کالی آیوڈائیڈ سفلی لیس یعنی آتشک میں بھی دی جاتی ہے۔

(۱۱۷) فوطوں میں ایگزیما اور کروٹن ٹگ CROTON TIGLIUM

ڈاکٹر چیرٹیا لکھتے ہیں کہ ہومیوپیتھی کے چار ماہ کے مطالعے کے بعد میں نے ایک کیمسٹ دوست کے ایگزیما کا علاج کرنا چاہا۔ وہ سینکڑوں ایلوپیتھک ڈاکٹروں سے علاج کرا چکا تھا۔ مگر افاقہ نہ ہوا۔ جب میں نے اس سے کہا کہ میں تمہارا ہومیوپیتھی سے علاج کروں گا تو وہ ہنس کر بولا" کرو، بے شک کرو، مگر تمہاری میٹھی گولیوں سے اگر فائدہ نہ ہوا تو نقصان بھی نہیں ہوگا" علاج کرنے کے لئے جب میں نے کتاب کھولی اور ایگزیما کے لئے دیکھا تو اس میں پچاسوں دوائیں لکھی تھیں میں نے سلفر اور گریفائٹس وغیرہ سب دوائیں دیں۔ مگر کسی سے فائدہ نہ ہوا۔ آخر ہار کر میں نے اپنے استاد کو علامات لکھ کر بھیجیں۔ تو ان کا جواب آیا کہ فوطوں پر ایگزیما کے لئے کروٹین ٹگ دیجئے۔ انہوں نے ۱۲ طاقت کے کچھ پاؤڈر بھی بھیج دیئے ان کے لیتے ہی وہ ایگزیما ٹھیک ہوگیا۔ اور کیمسٹ کی بیوی بھاگی بھاگی میرے کلینک میں یہ اطلاع دینے آئی کہ تمہاری دوا سے برسوں پرانا ایگزیما ٹھیک ہوگیا۔

میراکلز آف ہیلنگ۔ مصنف بارکر۔ ص۔ ۲۹۲

(۱۱۸) آنکھوں کا ٹیومر اور تھوجا THUJA

نپولین کے ساتھ جنگ کے دوران فیلڈ مارشل کاؤنٹ ریڈیٹسکی، جنوری ۱۸۴۱ء

میں ۷۵ سال کی عمر میں آنکھوں کے ایک مرض کے شکار ہو گئے۔ ان کی دائیں آنکھ میں ایک ٹیومر آگیا جس سے آنکھ کے ڈھیلے ابھر آئے اور پچھلے اکتوبر سے ابھرتے چلے گئے نپولین نے آنکھوں کے بڑے بڑے ماہرین بھیجے مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔ آخر کار فیلڈ مارشل موصوف نے ہومیو پیتھی علاج کرانے کا فیصلہ کیا۔ افاقہ ہوگا یا نہیں اس کے نتیجے سے وہ بالکل بے پروا ہو گیا۔ اس کا علاج ڈاکٹر ہارٹنگ کے سپرد کیا گیا کیونکہ وہ ہومیو پیتھ تھا مریض کی علامت اس طرح تھیں:۔ آنکھوں میں خارش ہوتی اور آنکھوں سے بالائی کی رنگت کا مواد نکلتا تھا۔ اس علامت کے مطابق ڈاکٹر ہارٹنگ نے **تھوجا** دینے کا فیصلہ کیا۔ آنکھوں کو ہر روز **تھوجا** کے ٹنکچر سے دو دو گھنٹے بعد دھویا جاتا تھا، چار اونس گرم پانی میں چھ بوندیں **تھوجا** کا ٹنکچر ڈال کر روئی سے بھگو کر آنکھ کو دھویا جاتا تھا۔ **تھوجا** کا استعمال کرنے کے چوتھے دن بعد آنکھ کا درد بند ہو گیا۔ اور مرض آہستہ آہستہ پانچویں، چھٹے اور ساتویں دن کم ہوتا گیا۔ اور جنہوں نے مرض کو دیکھا تھا انہیں یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ جھپکوں میں نظر آنے والا فنگس بھی جاتا رہا۔ ۹ویں دن مریض کو **کاربو اینی میلس** ۳۰ کی ایک خوراک دی گئی۔ یہ دوا کمزوری کے وقت دی جاتی ہے۔ خون وغیرہ بہہ جانے پر کمزوری کی صورت میں یہ دوا فائدہ مند ہوتی ہے۔ اس وقت بھی **تھوجا اور کاربو اینی میلس** کا استعمال جاری رہا، باہر بھی اور اندر بھی۔ اس علاج کا یہ اثر ہوا کہ چھ ہفتے میں آنکھ ٹھیک ہو گئی اور آنکھ کا ڈھیلا جو باہر ابھر آیا تھا وہ اپنے مقام پر چلا گیا۔ قابل توجہ بات یہ ہے کہ مریض کو جو دوائیں دی گئیں تھیں سب ۳۰ طاقت کی تھیں۔ کاؤنٹ اس علاج کے ۱۷ سال بعد ۹۲ سال کی عمر میں فوت ہوا۔

میراکلز آف ہیلنگ۔ مصنف پارکر۔ ص۔۱۸

(۱۱۹) سر درد اور بیلاڈونا BELLADONNA

ڈاکٹر لٹز نے "فیشیئل اینڈ شیاٹک نیورے لیجیا" میں لکھتے ہیں کہ فرینک فورٹ کا ایک کیمسٹ آٹھ سال سے سر درد سے پریشان تھا۔ اس کے کئی علاج کرائے مگر

کوئی فائدہ نہ ہوا۔ اس کے سر درد کی علامت یہ تھی کہ دائیں طرف سے چہرے سے اچانک اٹھتا تھا۔ اور اچانک بند ہو جاتا تھا۔ یہ علامت **بیلاڈونا** کی ہے۔ درد بڑا تیکھا، کاٹتا ہوا اور دائیں طرف کا تھا جو **بیلاڈونا** سے ٹھیک ہو گیا۔ اس میں **میگنیشیا فاس** بھی کارگر ثابت ہوتی ہے۔

میراکلز آف ہیلنگ۔ مصنف بارکر۔ ص - ۱۸۸

(۱۲۰) چہرے کے بائیں طرف کا درد اور تھوجا THUJA

ڈاکٹر چیرپیٹا لکھتے ہیں کہ جولائی ۱۹۱۲ء میں ایک محترمہ نے مجھے بلایا۔ وہ چار ماہ سے چہرے کے بائیں طرف کے درد سے پریشان تھی۔ اسے شکایت تھی کہ چہرے کے بائیں طرف سے انتہائی شدید درد دانت کی طرف جاتا ہے، منہ میں ٹھنڈک سی محسوس ہوتی ہے اور اوپر کا ہونٹ پھڑپھڑاتا ہے۔ تنگ آکر اس نے مضبوط دانت بھی نکلوا دیئے تھے کیونکہ ڈاکٹروں نے دانت درد کے لئے انہیں نکلوا دینے کا مشورہ دیا تھا۔ یہ علامات **تھوجا** میں پائی جاتی ہیں۔ لہٰذا **تھوجا** سے یہ مرض جاتا رہا۔ ستمبر میں یہ علامات پھر نمودار ہوئیں۔ تب بھی **تھوجا** سے یہ درد جاتا رہا۔

میراکلز آف ہیلنگ۔ مصنف بارکر۔ ص ۱۸۹ - ۱۸۸

CARCINOSIN

(۱۲۱) کینسر اور کارسی نوسین (ایک نوسوڈ)

ڈاکٹر برنیٹ نے پہلے پہل کینسر کے لئے **کارسی نوسین** نامی **نوسوڈ** استعمال کی تھی۔ یہ نوسوڈ کینسر کے مریض کے زہر سے بنا ہے۔ نوسوڈ کے معنی ہیں جانوروں کا زہر۔

(۱۲۲) شیاٹکا اور کالی کارب KALI CARBONICUM

ہم اکثر شیاٹیکا کے درد کے لئے **کولوسینتھ** دیا کرتے ہیں۔ مگر ایک مریضہ کو جس

نے شیاٹیکا کے درد کے لئے یہ لکھا کہ اس کا درد دائیں ٹانگ کے کولھے سے گھٹنے تک جاتا ہے۔ کالی کارب دی گئی۔ ڈاکٹر کلارک لکھتے ہیں کہ اگر یہ اس نے پہلے کولوسینتھ مانگی تھی کیونکہ اس سے اس کا درد جاتا رہا تھا، اب دوبارہ جب وہ درد اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے پرانی دوا مانگی، تب اسے لکھا گیا کہ مریض کی علامات بھیجو۔ مذکورہ علامات ملنے پر اسے کالی کارب بھی گئی جس سے وہ صحت یاب ہو گئی۔

میر اکلز آف ہیلنگ۔ مصنف بارکر۔ ص ۲۱۰۔۲۰۹

(۱۲۳) کینسر اور تھوجا THUJA

ڈاکٹر اسکینر چیچک کے نتیجے کے طور پر ہونے والی رسولی کے متعلق لکھتے ہیں کہ ایک بچے کی پیٹھ میں چیچک کا ٹیکہ لگنے کے بعد ایک پھنسی نظر آئی۔ اس کی ماں نے بتایا کہ اس ٹیکے کے بعد اس کے سینکڑوں پھنسیاں نکل آئیں۔ وہ کھجلاتا رہتا تھا۔ رات کو سو نہیں سکتا تھا۔ اسے لائیکو پوڈیئم، گریفا ئیٹس، مرکیوریم، نائیٹرک ایسڈ سب دوائیں دے کر دیکھ لیا کسی سے آرام نہ ہوا۔ والدین سے پوچھا گیا کہ یہ مرض کیا ٹیکہ لگانے اور اس کا زہر نہ اٹھنے کے بعد تو نہیں ہوا؟ جب انہوں نے کہا کہ ٹیکہ لگانے کے بعد ہی یہ تکلیف کھڑی ہوئی ہے تب اسے تھوجا ۱۰ M دی گئی جس سے اس کے سب مرض دور ہو گئے۔ ٹیکے کے ردِ عمل کے طور پر جو امراض ہو جاتے ہیں ان کا توڑ تھوجا ہی ہے۔

میر اکلز آف ہیلنگ۔ مصنف بارکر۔ ص ۲۱۷

(۱۲۴) ٹانسل اور ٹیوبرکیولینم TUBERCULINUM

ڈاکٹر وُوڈز لکھتے ہیں کہ ڈاکٹر اکثر ٹانسلوں کا آپریشن کر دیتے ہیں مگر ان کے تجربے کے مطابق ۹۵ فی صد سے بھی زائد مریض ٹیوبرکیولینم ۱۰ M سے صحت یاب ہو جاتے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ جیسے ہر شخص کو زندگی میں کسی نہ کسی وقت سلفر کی ضرورت ہوتی ہے۔ ویسے ہر بچے کو کسی نہ کسی وقت ٹیوبرکیولینم

کی بھی ضرورت رہتی ہے۔ اس کا تجربہ **سلفر** کی طرح اعلیٰ طاقت میں ہی کیا جاتا ہے۔

میراکلز آف ہیلنگ۔ مصنف بارکر۔ص ۲۴۰

(۱۲۵) دانت کا درد اور پلساٹلا PULSATILLA

ہومیوپیتھک ڈاکٹر کو سمجھ لینا چاہیئے کہ اس علاج میں کسی خصوصی مرض کی کوئی دوا نہیں ہے۔ علامات موجود ہوں تو ہر دوا ہر مرض پر دی جاسکتی ہے۔ اگر تیز ٹھنڈی ہوا لگ جانے کی وجہ سے کھانسی، زکام یا بخار ہو جائے تو **ایکونائیٹ** دی جائے گی۔ اگر کوئی موٹی تازی ہانپتی ہوئی خاتون سردی لگے بغیر آپ کے دفتر میں روتے روتے اپنی شکایت کہے تو **پلساٹلا** سے صحت یاب ہو گی۔ ڈاکٹر بارکر لکھتے ہیں کہ مریضوں کے ٹائپ ہوتے ہیں۔ کوئی مریض **پلس** ٹائپ کا ہے کوئی **کیلکیریا** ٹائپ کا ہے، اور کوئی **نکس وومیکا** ٹائپ کا ہے۔ اگر مریض کا ٹائپ اور مرض کی علامات آپس میں میل کھاتے ہوں تو وہ دوا مریض کے ہر مرض کو افاقہ پہونچائے گی۔ مگر ہر دوا کو ٹائپ بنا لینا ہوشیار ڈاکٹر کا کام ہے۔ **نکس** کی علامت پتلا دبلا ہونے جھٹ غصے میں آجانے، اور ہوشیاری اور چالاکی کی علامت ہے۔ **پلس** موٹے تازے ہونے نرم اور شیریں مزاجی، پیاس غائب اور گرمی پسندی کی علامت ہے۔ **کیلکیریا** تھل تھلے پن، سوتے میں سر پسینے سے تربتر اور ٹھنڈے مزاج کی علامت ہے۔ **سلفر** گندگی پسندی، گرم مزاجی، کنجوسی، **آرسینک** سرد مزاجی۔ تھوڑا تھوڑا پانی پینے اور شوقین طبیعت کی علامت ہے۔ مگر ان میں **مکسچر** یعنی آمیزش بھی پائی جاتی ہے۔ ڈاکٹر بو "ہومیوپیتھک ریکارڈر" میں تحریر کرتے ہیں کہ ایک خاتون کا جسم **پلساٹلا** ٹائپ کا تھا چلاتی ہوئی میرے دفتر میں آئی اور کہنے لگی کہ دانت میں شدید درد ہے۔ سردی کے دن تھے میں نے پوچھا کہ اتنی سردی میں تم کیسے آئیں جب کہ دانت میں اتنا درد تھا؟ وہ بولی "جب میں سرد ماحول میں ہوتی ہوں، تو درد نہیں رہتا۔ مگر جب گرم کمرے میں ہوتی ہوں تو درد شروع ہو جاتا ہے"۔ اسے 1M کی **پلساٹلا** دے دی گئی اور اس کا چہرہ بدل گیا۔

کیونکہ اس کا درد کم ہونے لگا تھا۔ چند منٹ میں ہی وہ مسکرانے لگی۔ اور بولی "میں اب ٹھیک ہوں۔"

میر اکلز آف ہیلنگ۔ مصنف بارکر۔ ص ۔ ۱۲۹

TUBERCULINUM & CALCAREA CARBONICA

(۱۲۶) ایڈ ونائیڈ اور ٹیو برکیولینم اور کیل کیریئیا کارب

ڈاکٹر آرتھر رابرٹس "ہومیو پیتھک ورلڈ" میں لکھتے ہیں کہ چھ سال کی ایک لڑکی کو ایڈونائیڈ کی شکایت تھی۔ ڈاکٹروں نے اس کی ناک کے نتھنے کو آپریشن کے ذریعہ چوڑا کر دینے کا مشورہ دیا۔ میں نے اسے رک جانے کو کہا اور **ٹیو برکیولینم اور کیل کیریئیا کارب** ۳۰ صبح و شام دینے کو کہا۔ وہ لڑکی ایڈونائیڈ کی وجہ سے سنتی بھی نہیں تھی۔ دو ماہ علاج جاری رہا، دو ماہ بعد وہ سننے لگی۔ ڈاکٹر میلر ایک لڑکی کی مثال دیتے ہوئے کلنیکل تھیرا پیوٹکس" میں تحریر کرتے ہیں کہ محترمہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کی عمر ۹ ۴ سال کی ہے۔ وہ بیس سال سے دائیں کان سے سن نہیں سکتی۔ پچھلے پانچ سال سے بائیں کان سے بھی بہری ہو گئی ہے۔ گفتگو کے دوران اونچا بولا جائے تو سنتی ہے سر پر بھاری بوجھ کے ساتھ گرمی بھی محسوس کرتی ہے۔ چہرے پر گرمی کی جھلیں محسوس کرتی ہے۔ اسے قبض رہتا ہے صبح دس، گیارہ بجے کے دوران وہ بے ہوش سی ہو جاتی ہے۔ یہ علامات **سلفر** میں پائی جاتی ہیں۔ ان علامات کی بنا پر اسے **سلفر** ۳۰۰ دی گئی۔ اور اس کی طبیعت ٹھیک ہونے لگی۔ آخر کار اسے اعلیٰ طاقت کی **سلفر** دی گئی اور بالکل شفایاب ہو گئی۔

میر اکلز آف ہیلنگ۔ مصنف بارکر۔ ص ۳۱۰

SULPHUR

(۱۲۷) پستان میں رسولی اور سلفر ۱۰ ایم

ڈاکٹر اسکینز اپنی کتاب "ہومیو پیتھی اینڈ گیونو کالوجی" کے ص ۹۱ پر لکھتے ہیں کہ ایک خاتون نے اپنے دائیں پستان میں رسولی کے علاج کے لئے مجھے بلایا۔ اس کی رسولی دن بہ دن بڑھتی جا رہی تھی۔ اب انڈے کے سائز کی ہو گئی تھی۔ یہ کیس پیچیدہ اس لئے ہو گیا

تھا کہ ان حال ہی میں ایک خط ملا تھا۔ جس میں لکھا تھا کہ اس کا بھائی ٹیومر یعنی رسولی سے مر گیا ہے۔ اس خاتون نے کئی سرجنوں سے مشورہ کیا۔ مگر سب نے اسے آپریشن کرنے کی صلاح دی۔ جب کیس میرے ہاتھ میں آیا تب آپریشن کرنے کی بات ختم ہوئی کیونکہ علامات **سلفر** کی تھیں۔ میں نے اسے **سلفر** ۱۰ ایم دی۔ یہ دوا ماہواری کے بعد دی گئی۔ اگلے ماہ کے بعد بھی **سلفر** ۵۰ ایم دی۔ ہر خوراک کے بعد رسولی کم ہوتی چلی گئی۔ تیسری ماہواری کے بعد ایک خوراک اور دی۔ بعد میں رسولی جاتی رہی۔ یہاں یہ تحریر کر دینا نامناسب نہ ہوگا کہ ڈاکٹر اسکینر کی جان **سلفر** کی وجہ سے بچی رہی۔

میراکلز آف ہیلنگ۔ مصنف بارکر۔ ص - ۲۷ - ۲۶

ARSENICUM ALBUM

(۱۲۸) بچہ دانی میں (اودری) میں رسولی اور آرسینک

ڈاکٹر لیمبرٹ رقم طراز ہیں کہ نومبر ۱۸۹۶ء کو ایک دن ایک ۴۸ سالہ چار بچوں کی ماں کی بچہ دانی میں رسولی کے علاج کے لئے مجھے بلایا گیا۔ جس خاتون کا مجھے علاج کرنا تھا، وہ انتہائی کمزور تھی، اسے پیاس بہت لگتی تھی اور تھوڑی تھوڑی دیر بعد پانی پیتی تھی، اسے بہت بے چینی تھی۔ آدھی رات کو مرض بڑھتا تھا۔ تمام علامات **آرسینک** کی تھیں۔ ۲۰۰ طاقت کی یہ دوا ہر دو گھنٹے بعد دی جانے لگی۔ ۴۸ گھنٹے میں بخار اتر گیا اور نبض ٹھیک چلنے لگی۔ باقی سب علامات بھی نہ رہیں پھر اسے (**پلاسیبو**) غیر طبی ——— پاؤڈر دیئے جانے لگے۔ ان میں کوئی دوا نہیں ملائی گئی تھی یہ پاؤڈر تب تک دیئے گئے جب تک دوا کی ضرورت نہ پڑی۔ بوقت ضرورت یہی دوا اسے ۱۰ ایم طاقت میں دی گئی اس کے دو ہفتے بعد وہ آرام کرسی بچھا کر بیٹھ گئی۔ چھ ماہ میں رسولی کا کوئی اتا پتہ نہیں رہا۔ چونکہ کمزوری بہت ہو گئی تھی، لہٰذا اسے دور کرنے کے لئے اسے **چائنا** ۲۰۰ کی دو چار خوراکیں دی گئیں اور پھر کئی ہفتے تک درمیان میں **سلفر** ۱۰ ایم دیتے رہے۔

ایلوپیتھک ڈاکٹر کے لئے اتنی بڑی رسولی ایک جراحی کیس ہوتا ہے، مگر ہومیوپیتھی میں کسی خاص مرض کی کوئی خاص دوا نہیں ہوتی۔ زیادہ پیاس لگنے پھر تھوڑی تھوڑی دیر میں ٹھنڈا پانی پینا اور بے چینی کی صورت میں **آرسینک** اتنی موزوں ترین

دوا تھی جتنی بسیلان خون یعنی ہیمرج کے ساتھ البیومینوریا ہونے پر لیکیسس موزوں ترین دوا ہے۔ واضح رہے کہ ہومیو پیتھی میں علامات جان لینا ضروری ہے۔ مرض کا نام جاننے کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ مرض کا نام کچھ بھی ہو۔ علامات کا جاننا اور کس دوا کی پروونگ سے وہ علامت ظاہر ہوئی ہے یہی جاننا ضروری ہے۔ اس کے بعد دوا کی طاقت کا سوال آتا ہے۔ ایکویٹ تازہ مرض میں ہلکی طاقت اور کرانیک یعنی دائمی مرض میں اعلیٰ طاقت کی دوا دی جاتی ہے۔ مگر معالج اعلیٰ طاقت کی دوا بھی دیتے ہیں۔

میراکلز آف ہیلنگ۔ مصنف بارکر۔ ص ۲۶۸

(۱۲۹) ٹانگ کا زخم اور پائیروجین PYROGENIUM

"ہومیو پیتھ ورلڈ" کے ص ۲۴۸ پر ٹانگ سڑنے پر پائیروجین جسے سیپ سین بھی کہتے ہیں، دینے کا تذکرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر بلیئر لکھتے ہیں: مریضہ ایک دبلی پتلی خاتون تھی۔ برسوں سے ٹانگ پر گلے سڑے زخم کی شکار تھی جس میں سے مواد نکلتا رہتا تھا اور درد بھی برقرار تھا اسے ہیپر، سائی لیشیا، آرسینک، ہیم میلس وغیرہ دوائیں دی گئیں۔ مگر کسی سے بھی افاقہ نہیں ہوا۔ اینٹی سیپٹک ڈریسنگ کی گئی۔ وہ بھی بے کار رہی۔ آخر مجھے ایک تدبیر سوجھی کہ کیوں نہ پائیروجین دے کر دیکھا جائے اس دوا سے زخم سوکھنے لگا"۔ ۲ طاقت کی چند گولیاں آٹھ اونس پانی میں گھول کر ایک چمچ دن میں دو بار مریضہ کو دیا گیا۔ اس کا کہنا تھا کہ اس کا کراماتی اثر ہوا۔

میراکلز آف ہیلنگ۔ مصنف بارکر۔ ص ۸۴

(۱۳۰) بچہ دانی کے آپریشن کے بعد پیشاب پر کنٹرول نہ رہنا اور آرنیکا ARNICA

ڈاکٹر چیریٹا ایک ایسی خاتون کا جسے آپریشن کے بعد اپنے پیشاب پر کنٹرول نہ رہا تھا، اور پیشاب خود بخود نکل جاتا تھا کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ انہیں میڈم ----

کے علاج کے لئے بلایا گیا۔ جب میں گیا تو وہ بستر پر لیٹی تھیں۔ ان کے شوہر نے کہا کہ سات سال قبل میری بیوی کی بچہ دانی میں دو ماہ کے حمل کا آپریشن ہوا تھا۔ اس کے بعد مثانے کا کنٹرول جاتا رہا، پیشاب خود بخود نکل جاتا ہے۔ کئی ڈاکٹروں کو دکھلایا، مگر سب نے کہا کہ اعصابی نظام کی گڑبڑ ہے۔ **برومائیڈ** دیتے رہے۔ تب گھر والوں نے سوچا کہ ہومیوپیتھی علاج کر کے دیکھو۔ مجھے بلایا گیا جب مجھے معلوم ہوا کہ یہ تکلیف آپریشن کے بعد ہوئی ہے تو میرا دھیان **آرنیکا** کی طرف گیا۔ اگر جسم کو کوئی بھی چوٹ کسی بھی وقت لگی ہو، خواہ وہ آپریشن کے بعد ہوئی ہو، **آرنیکا** آپریشن کے بعد ہوئی تکلیف کو بھی دور کر دیتی ہے۔ اس خاتون کو **آرنیکا** دی گئی اور وہ صحت یاب ہو گئی۔

میراکلز آف ہیلنگ۔ مصنف بارکر۔ ص۔ ۳۲۱-۳۲۰

(۱۳۱) درد کا دائیں پنڈلی سے بائیں ہاتھ اور بائیں ہاتھ سے دائیں پنڈلی میں لوٹنا اور ویلے رین

VALERIANA

ڈاکٹر کو کئی بار حیرت انگیز علامات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ڈاکٹر **بونین گھاسن** درد کے ایک مریض کا ذکر کرتے ہیں کہ انہیں ایک عجیب علامت کا سامنا کرنا پڑا۔ مریض کہتا تھا کہ چلتے پھرتے اسے ایک شدید درد بھیر کی دائیں پنڈلی سے اٹھ کر بائیں ہاتھ میں گویا کود پڑتا تھا۔ یہ تب ہوتا تھا جب وہ ہاتھ کو کوٹ میں بے حس و حرکت رکھتا تھا۔ مگر جب وہ ہاتھ کو ہلاتا تو درد لوٹ کر دائیں پنڈلی میں لوٹ آتا۔ یہ عجیب و غریب علامت **ویلے رین** لینے سے ٹھیک ہو گئی، کیونکہ پروونگ میں یہ علامت اس دوا میں پائی گئی۔

میراکلز آف ہیلنگ۔ مصنف بارکر۔ ص۔ ۳۱۹-۳۱۸

VARIOLINUM

(۱۳۲) چیچک سے چہرہ بگڑنا دیریولینیم سے ٹھیک ہونا

اگرچہ ہنی مین سے قبل جینر نے گائے کی چیچک کے زہر سے ٹیکہ لگا کر چیچک کا تدارک کیا تھا۔ اس کی وسیع پیمانے پر تشہیر پاسچر نے کی تھی۔ اگرچہ یہ زہر کو زہر ہی مارتا ہے کے اصول ہی کی بنیادی شکل تھی، تو بھی اس اصول کی بنا پر نوسوڈز کا تجزیہ ہنی مین نے ہی کیا تھا۔

Scanned by CamScanner

جس کے اصول میں صرف چیچک کا ٹیکہ ہی نہیں آتا تھا بلکہ سب جانوروں کے زہر بھی آجاتے تھے۔ پاشچر جب گیارہ بارہ سال کا بچہ ہی تھا، تو ہنی مین نے زہر سے زہر کو مارنے کے اصول کو حقیقی شکل دے دی تھی۔ اور چیچک کے ٹیکے کی تشہیر ہی نہیں کی تھی، بلکہ ہر زہر کو زہر سے روکا جاسکتا ہے کے اس نقطۂ نظر کو جنم دیا تھا۔ اسی لئے ہومیو پیتھ کہا کرتے ہیں کہ ہنی مین پاشچر سے ۵۰ سال آگے تھا۔ چیچک کے ایک مریض کا چہرہ بگڑنے پر دہ ویریولینم سے ٹھیک ہو جاتا ہے۔

ڈاکٹر ٹائلر لکھتی ہیں کہ ایک خاتون ان کے پاس علاج کے لئے آئی جسے بے حد خارش ہوتی تھی جو ۲۵ سال سے ٹھیک نہیں ہوئی تھی۔ ایک گھنٹہ تک اس کی زندگی کی چھان بین کرنے کے بعد علم ہوا کہ ۲۵ سال قبل اسے فلو ہوا تھا۔ وہ دواؤں سے ٹھیک ہو گیا۔ مگر جب سے خارش شروع ہوئی وہ پیچھا نہیں چھوڑتی۔ اسے انفلو زینم دی گئی۔ اور خارش دور ہو گئی۔ ڈاکٹر لکھتی ہیں کہ مذکورہ دونوں اصولوں سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسے زہر برسوں سے انسان کے جسم میں برقرار رہتے ہیں۔ اگر انہیں مٹا دیا جائے تو مرض بھی جاتا رہتا ہے۔

میراکلز آف ہیلنگ۔ مصنف بارکر۔ ص۔ ۳۳۳

(۱۳۳) ہیضہ اور ویریٹرم ایلبم VERATRUM ALBUM

ڈاکٹر چیریٹا لکھتے ہیں کہ محترمہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ نے انہیں اس لئے بلایا کہ اس کے بیٹے کو قے اور دست آرہے تھے۔ وہ دونوں گاڑی میں سوار ہو کر جارہے تھے راستے میں بچے کی ماں نے بتایا کہ بیٹا کھانا کھا کر دفتر گیا۔ جاتے وقت وہ بالکل تندرست تھا۔ جب گھر لوٹا تو اسے قے اور دست آنے لگے۔ بستر میں لیٹ گیا۔ ٹھنڈے پسینے سے تر، دانت سردی سے کٹکٹانے لگے۔ اس محترمہ نے یہ بھی بتایا کہ اس کے پاس ہومیو پیتھی کا ایک بکس ہے جس میں سے ویریٹرم ایلبم ۳۰ کی گولیاں اس نے بچے کو کھلادیں اور نوکر کو حکم دے آئی کہ ہر دس منٹ بعد یہ دوا دیتا رہے۔ ڈاکٹر چیریٹا لکھتے ہیں کہ جب ہم اس خاتون کے مکان پر پہونچے اور اس کے بیٹے کو دیکھا کہ اس کا بیٹا آرام سے سو رہا ہے۔ یہ دیکھ کر کہ اسے دست اور قے آرہے ہیں ساتھ ٹھنڈے پسینے سے تر ہے۔ ٹھیک دوا دی جا چکی ہے۔ میں لوٹ آیا کیونکہ بچہ ٹھیک ہو گیا تھا۔

میراکلز آف ہیلنگ۔ مصنف بارکر۔ ص۔ ۳۳۷

(۱۳۴) قے اور سیپیا اور اپیکاک SEPIA & IPECACUANHA

سیپیا سے متعلق ہمدردی کے حامل امراض کے متعلق ہم پہلے تحریر کر چکے ہیں۔ قے ہونے پر اپیکاک سے متعلق ڈاکٹر رابرسن لکھتے ہیں کہ یہ سب جانتے ہیں کہ زیادہ مقدار میں اپیکاک دینے سے قے آتی ہے۔ ایک مریض کو قے پر قے آرہی تھی۔ انہوں نے اسے اپیکاک ۳x دن میں تین مرتبہ دینے کو کہا۔ اس کی ماں نے آکر اطلاع دی کہ قے بالکل بند ہو گئی ہے۔ ڈاکٹر برفرڈ لکھتے ہیں کہ آپریشن کے بعد وہ اپنے مریضوں کو فاسفورس ۲۰۰ کی چار خوراکیں دے دیتے ہیں۔ انہیں قے نہیں آتی۔

میراکلز آف ہیلنگ۔ مصنف بارکر۔ ص ۲۵۳ - ۲۷۴

ARSENICUM IODATUM

(۱۳۵) کسی بھی مقام پر لگنے والا رساؤ اور آرسینک آیوڈائیڈ

ڈاکٹر ہیل لکھتے ہیں کہ ان کی پریکٹس میں اہم دوا آرسینک آیوڈائیڈ ہے جب کہیں سے رساؤ یعنی گندہ پانی یا مادہ نکلے، زکام ہو، لیکوریا ہو، پھوڑا ہو۔ اگر گندہ مادہ لگتا ہے چرمراتا ہے تو یہ دوا استعمال کرنی چاہیئے۔

میراکلز آف ہیلنگ۔ مصنف بارکر۔ ص۔ ۱۱۱

(۱۳۶) مہاراجہ رنجیت سنگھ کے دور میں ہومیوپیتھی

ابھی حال ہی میں ڈاکٹر ایچ۔ ایل چنکارا نے ایک کتاب شائع کی ہے جس کا عنوان ہے "اسپیکنگ آف ہومیوپیتھی"۔ اس میں وہ لکھتے ہیں کہ ۱۸۳۹ء میں ایک صاحب لاہور آئے جن کا نام تھا ہینگ برگر۔ وہ جرمن تھے اور ہنی مین کے شاگرد تھے۔ جب وہ آئے تو مہاراجہ رنجیت سنگھ بیمار تھے۔ سارا جسم پھولا ہوا تھا۔ بول بھی نہیں سکتے تھے۔ انہوں نے مہاراجہ رنجیت سنگھ کو ہومیوپیتھک دوا سے صحت یاب کر دیا۔ اور اس صلے میں مہاراجہ رنجیت سنگھ نے انہیں انعام واکرام سے نواز تھا۔

اسپیکنگ آف ہومیوپیتھی۔ مصنف ڈاکٹر ایچ۔ ایل چنکارا۔ ص ۱

CUNDURANGO (۱۳۷) پیٹ کا کینسر اور کونڈورنگو

بورک نے "میٹریا میڈیکا" میں تحریر کیا ہے کہ یہ دوا قوت ہاضمہ کو طاقت دیتی ہے، اور عام صحت کے لئے بھی فائدہ مند ہے۔ مشہور ڈاکٹر برنیٹ نے جنوبی امریکہ میں دیکھا کہ وہاں کے ڈاکٹر **کونڈور** نامی دوا کا پیٹ کے کینسر کے لئے استعمال کرتے تھے۔ اور انہیں کچھ فائدہ بھی ہوتا تھا، برنیٹ نے اس کا ٹنکچر بنایا اور صحت مند اشخاص پر اس کا تجربہ کیا۔ انہوں نے دیکھا کہ یہ ٹنکچر دینے سے ان کا جی متلاتا تھا، قے آتی تھی بھوک مر جاتی تھی اور پیٹ درد ویسا ہی ہوتا تھا جیسا کینسر کے مریضوں کو ہوتا ہے۔ کئی مریضوں کے چہرے پر دراڑسی پڑ جاتی تھی اسے اس دوا کا صحت مند افراد پر پروونگ تصور کرتے ہوئے انہوں نے نتیجہ یہ نکالا کہ یہ بیمار افراد کو صحت مند اور کینسر کے مریضوں کو کینسر سے چھٹکارہ دلانے کی دوا ہونی چاہیئے۔ کیونکہ ہومیوپیتھی کا بنیادی اصول یہ ہے کہ اعلیٰ طاقت کی شکل میں جو دوا علامت پیدا کرتی ہے، انہیں علامات کے مریضوں کو وہ دوا کم طاقت میں دیئے جانے پر انہیں شفایاب کرتی ہے "میٹریا میڈیکا" میں اس دوا کا نام **کونڈورنگو** ہے اس کی گائیڈنگ سمپٹم یعنی رہنمایانہ علامت ہے کہ منہ کے دائیں بائیں ہونٹوں کے کونوں میں کٹاؤ کے ساتھ درد ہوتا ہے۔

HECLA LAVA (۱۳۸) جبڑے کی ہڈی کا بڑھنا اور ہیکلا لاوا

ڈاکٹر گارتھ بلکنسن جب آئس لینڈ کے دورے پر گئے تو انہوں نے اس دوران دیکھا کہ وہاں گھاس چرنے والی بکریوں کے جبڑے کی ہڈیاں بہت بڑھ گئی ہیں۔ انہوں نے سوچا کہ اس جگہ پہاڑ پر سے بہہ کر جو ملبہ اس زمین کے چاروں طرف پھیلا ہوا ہے اس سے گھاس میں ایسے عناصر آ ملے ہیں جن سے یہاں کی گھاس چرنے سے ان جانوروں کے جبڑے کی ہڈی بڑھ گئی ہے۔ صحت مند افراد پر تجربہ کرنے کے جھگڑے میں پڑے بغیر انہوں نے اسی دوا کا باریک پاؤڈر بنا کر دانت، جبڑے اور رسولی وغیرہ کے امراض پر دینا شروع کر دیا۔ جس سے مریضوں کو فائدہ ہوا۔ اس تجربے کی بنا پر اس

دوا کو میٹر یا میڈیکا میں شامل کیا گیا۔ اس کا تذکرہ ڈاکٹر بار کر نے اپنی کتاب "میراکلز آف ہیلنگ" میں کیا ہے۔

(۱۳۹) ملیریا اور ہاتھ کی سوجن اور سلفر SULPHUR

ڈاکٹر ایڈیگے آئی۔ایم۔ایس ایک ایلوپیتھ ڈاکٹر تھے۔ انہیں ملیریا کا حملہ ہوا کونین وغیرہ دوائیں دی گئیں مگر کوئی افاقہ نہ ہوا ان کے والد وکیل تھے مگر بایو کیمیکل دوائیں بھی رکھتے تھے وکیل صاحب نے چند بایو کیمیکل دوائیں بھیج دیں جن سے وہ ٹھیک ہو گئے انہیں ایک تکلیف اور تھی۔ ۱۹۴۴ء میں ان کی ہتھیلی سوج گئی تھی تب تک اینٹی بایوٹیک دوائیں آچکی تھیں، مگر انہیں کسی دوا سے بھی فائدہ نہ ہوا۔ ڈاکٹر ایڈیگے رام کرشن پرم ہنس مشن کے ذریعہ چلائے جانے والے ہسپتال میں گئے وہاں کے ڈاکٹر نے **سلفر ۲۰۰** کی دو خوراکیں دیں۔ کہا ایک صبح لینا اور دوسری سوتے وقت۔ پہلی خوراک سے ہتھیلی کا درد چلا گیا، دوسری خوراک سے ہتھیلی کی سوجن چلی گئی۔ اس تجربے سے یہ ایلوپیتھ آئی۔ایم۔ایس ڈاکٹر ایلوپیتھ سے ہومیوپیتھ ڈاکٹر بن گئے۔

(۱۴۰) بچے کا چلاّنا پریشان ہونا اور کیمومِلاّ CHAMOMILLA

ڈاکٹر جے۔ این مزمدار لکھتے ہیں:- میرے دادا ڈاکٹر بی۔سی مزمدار تھے۔ ان کے سسر ڈاکٹر بہاری لال بھادڑی تھے، جو ایم۔ایس۔ایم۔ایس تھے۔ جب ڈاکٹر بھادڑی سمستی پور گئے تو ایک زمیندار کے بچے کو دیکھنے کے لئے انہیں بلایا گیا۔ ڈاکٹر بھادڑی تمام ایلوپیتھک دوائیں دے کر ہار گئے، مگر بچہ روتا چلاتا ہی رہا۔ زمیندار نے اس دور کے مشہور ڈاکٹر راجندر لال دت کو بلایا۔ انہوں نے ہومیوپیتھی کا معمولی سا علم حاصل کر لیا تھا اور کلکتہ میں ہومیوپیتھی شروع کر دی تھی۔ انہیں لوگ "پل ڈاکٹر" کہتے تھے کیونکہ وہ چھوٹی چھوٹی میٹھی میٹھی گولیاں دیا کرتے تھے۔ انہوں نے بچے کو ہومیوپیتھی کی **کیمومِلاّ** دی اور وہ خاموش ہو کر سو گیا۔

PYROGENIUM

(۱۴۱) ملیریا بخار ہونے پر بھی ٹھیک کہنا اور پائیروجین

ڈاکٹر شنکرن ایک مشہور ہومیو پیتھ تھے۔ ۱۹۴۷ء میں ان کے ایک قریبی رشتے دار پچھلے تین سال سے ملیریا کے شکار تھے۔ وہ ان کے پاس علاج کیلئے آئے کیونکہ وہ سب ڈاکٹروں سے علاج کرا چکے تھے مگر مرض جاتا نہیں تھا۔ شنکرن اپنے ایک دوست سے مشورہ کرنے چلے۔ مگر وہ ملے نہیں باہر گئے ہوئے تھے۔ آخر شنکرن کتابیں کھول کر بیٹھ گئے اور مناسب دوا تلاش کرنے لگے۔ انہوں نے دیکھا کہ مریض کو کئی مرتبہ بخار ہو چکا ہے۔ مریض کی فطرت میں اونچا بخار گھر کر گیا ہے، تکلیف کے ساتھ ایک عجیب و غریب علامت یہ تھی کہ اتنا بخار ہونے پر بھی وہ کہتے تھے کہ انہیں کچھ نہیں ہے۔ وہ ٹھیک ہیں، یہ علامت **پائیروجین** میں پائی جاتی ہے۔ انہیں اس بخار میں **پائیروجین** ۳۰ طاقت کی ایک خوراک دی گئی۔ بوند کی شکل میں ۳۰ طاقت کی ایک خوراک دی گئی مرض ہمیشہ کے لئے غائب ہو گیا۔

CALCAREA PHOSPHORICA

(۱۴۲) گھٹنے کے جوڑ کا درد اور کیلکیریا فاس

بمبئی کے مشہور ہومیو پیتھ ڈاکٹر ایس آر پاٹھک ایلو پیتھ سے ہومیو پیتھ بن گئے تھے ان کی بہن کی بیٹی کو گھٹنے میں درد رہتا تھا۔ بیٹھے بیٹھے جب وہ اٹھ کر کھڑی ہوتی تو درد ناقابل برداشت ہو جاتا تھا۔ انہوں نے پاٹھک جی سے کہا۔ "کچھ علاج کرو، درد پریشان کر دیتا ہے"۔ اس درد کی اہم علامت یہ تھی کہ اٹھ کر چلنے کی کوشش کرتے ہی شدید درد ہوتا تھا۔ انہوں نے ہومیو پیتھی کی کتاب اٹھا کر دیکھا تو **کیلکیریا فاس** کی بھی علامت یہی لکھی تھی۔ پاٹھک جی نے **کیلکیریا فاس** 6x کی ہر روز چار خوراکیں دینی شروع کیں۔ وہ ایک ہفتے تک خوراک دیتے رہے۔ کچھ فائدہ نہ ہوا۔ پھر دوسرے ہفتے بھی اسی انداز سے دوا دینی شروع کی، چودھویں دن درد بالکل جاتا رہا۔ پاٹھک جی ابھی تک ایلو پیتھک علاج کرتے تھے۔ مگر اس تجربے سے وہ ایلو پیتھ سے ہومیو پیتھ بن گئے۔

(۱۴۳) انفلوئنزا اور انفلوئنزینم، جلیسی میئم اور یوپے ٹوریم
INFLUENZINUM, GELSEMIUM & EUPATORIUM
کا مکسچر

ڈاکٹر رڈ گر اپنے باپ کے پیٹ کے مرض کے متعلق لکھتے ہیں کہ انہوں نے ان کے انفلوئنزا کے بخار میں ایسپرین اینٹی پائرین وغیرہ دوائیں دے کر دیکھ لیا مگر کسی دوا سے آرام نہ آیا۔ آخر انہوں نے **انفلوئنزینم، جلیسی میئم اور یوپے ٹوریم** کو ملا کر دیا۔ اور ان کے سب امراض جاتے رہے بخار بھی نہ رہا۔

(۱۴۴) سمندر کے ٹھنڈے پانی سے بھیگ جانے سے فالج اور
RHUS TOXICODENDRON
رس ٹاکس

ڈاکٹر یوناّن اپنے تجربے کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: میں نے ۱۸۸۵ء میں کلکتہ میں جب پریکٹس کرنی شروع کی تو ایک جہازی کپتان کا کیس مجھے کرنا پڑا۔ انہوں نے اپنے مرض کی ابتدائی کہانی بتاتے ہوئے کہا کہ دو سال ہوئے سمندر میں طوفان آنے پر وہ میں بھیگ گیا اور اسے فالج ہو گیا، ڈاکٹروں کا علاج ہوا۔ گرمی دی گئی، چھالے ڈالے گئے اور تین چار ماہ میں ٹھیک ہو کر وہ اپنے کام پر آ گیا۔ اب کی بار سردی لگنے اور سیلن کی وجہ سے اور گرم پانی میں نہانے کی عادت ہونے پر بھی وہ ٹھنڈے پانی کے ٹب میں جا بیٹھا جس سے ٹانگوں میں اور اوپر کے حصے میں بے حسی آ گئی جسے پیری فرل پیرالیئسس کہتے ہیں، یہ کہانی سن کر میں نے اسے **رس ٹاکس** کی ایک ایک بوند تین چار گھنٹے بعد دیتے رہنے کا تجربہ کیا۔ ڈاکٹری علاج سے شفایاب ہونے میں اسے مہینوں لگے تھے۔ مگر اس علاج سے وہ چند ہفتوں میں صحت یاب ہو گیا۔ اس سے میرا ہومیو پیتھک علاج پر عقیدہ پختہ ہو گیا۔

اس سے کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ گرم سرد ہونے پر فالج گر جانے کی صورت میں **رس ٹاکس** ہی دوا ہے۔ ڈاکٹر یوناّن فالج کی ایک مثال دیتے ہیں جو اسی مرض میں **ٹیوبر کیولینم** سے شفایاب ہو گیا۔ نو سال کی ایک لڑکی یوناّن کے علاج کے لئے آئی وہ چلنے پھرنے اور دانت

نکالنے میں بڑی پھسڑی تھی، اور بچپن کی کئی بیماریاں بھگت چکی تھی وہ دس پندرہ روز ہوئے جھولے سے گر پڑی اسے شکایت ہوئی کہ کمر سے نچلے دھڑ کا حصہ کام نہیں کر رہا۔ فالج نیچے سے اوپر جارہا تھا جب یونان نے اسے دیکھا تو فالج چھاتی اور گلے تک پہونچ چکا تھا، کھانا نگلنے میں وہ تکلیف محسوس کرتی تھی، گلا رکتا جارہا تھا مریضہ بستر میں سہارے سے بیٹھی رہتی تھی۔ گھٹنے اور کولھے کی نسوں میں درد ہوتا تھا، پیشاب نکل جاتا تھا، قبض رہتا تھا، سر درد کے ساتھ چڑچڑاہٹ رہتی تھی یہ کیس اوپر چڑھنے والے فالج کا تھا۔ دم گھٹ جانے سے موت کا اندیشہ تھا۔ جھولے سے گر جانے سے یہ حالت ہوگئی ہو اس کا یونان تصور بھی نہیں کرسکتا تھا۔ مریضہ کی پچھلی زندگی کی تفتیش کرنے پر ڈاکٹر اس نتیجے پر پہونچا کہ فالج کی بنیاد جھولے سے گرجانا نہیں ہوسکتی۔ جسم میں کوئی اور اندرونی مرض ہوسکتا ہے ڈاکٹر کو یقین ہوگیا کہ اندرونی مرض **ٹیوبرکیولر** ہے۔ اسے **ٹیوبرکیولینم** دینی شروع کی — اور وہ آہستہ آہستہ ٹھیک ہونے لگی۔

گوسوامی کی تصنیف "یونانز تھیراپیوٹک ہنٹس"۔ ص۔ ۱۰ - ۶

BRYONIA & RHUS TOXICODENDRON

(۱۴۵) ٹائیفائیڈ، برایونیا اور رس ٹاکس

ایک بڑھیا دن کو اچھی بھلی تھی، اسے رات کو بخار چڑھ گیا چھاتی میں کھڑ کھڑ کی آواز آنے لگی۔ ڈاکٹر یونان اسے دیکھنے گئے۔ اس کا کیس انتہائی نازک تھا۔ پہلے روز ڈاکٹر نے اسے **برایونیا** دی اور رات کے لئے **پلاسیبو** پاؤڈر دے دیئے۔ مریضہ سکون کے ساتھ ایک کروٹ نہیں لیٹ سکتی تھی۔ اگلے روز اس بے چینی کو دیکھ کر اسے **رس ٹاکس** دی گئی اگرچہ بے چینی کو دیکھتے ہوئے **آرسینک** بھی دی جاسکتی تھی تو بھی ڈاکٹر نے **رس ٹاکس** ۲۰۰ دے دی۔ اگلی رات بھی ٹھیک کٹی مگر حیرت یہ دیکھ کر ہوئی کہ اگلے دن بخار کم ہوگیا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ **ٹائیفائیڈ** میں بے چینی کی علامت پر **رس ٹاکس** موزوں دوا ثابت ہوئی۔

ڈاکٹر یونان لکھتے ہیں:۔ اگلے دن مریضہ کو سانس لینے میں تکلیف محسوس ہورہی تھی۔ اسے اس وقت **آرسینک** ۲۰۰ دی گئی۔ اگلے روز کی رپورٹ یہ تھی کہ رات آرام سے کٹی بخار ۱۰۰ ہوگیا اور نبض ۱۲۰ تھی، مگر بخار نہیں رہا۔ اس کے تین روز بعد بخار اور

کم ہو گیا اور کم ہو کر ۹۹.۲ ڈگری رہ گیا پھر دو روز بعد اسے **فاسفورس** ۲۰۰ دی گئی جس سے پھیپھڑوں میں رہی سہی کھڑکھڑاہٹ صاف ہو گئی اور مرض ختم ہو گیا۔

EUPATORIUM PERFOLIATUM

(۱۴۶) انفلوئنزا اور یوپے ٹوریئم پرف

ڈاکٹر بوتان لکھتے ہیں کہ وہ یہ مرض بھگت چکے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ انفلوئنزا میں درجۂ حرارت کو بدلنے نہیں دینا چاہیئے۔ گرم پانی میں بھی نہانا نہیں چاہیئے۔ بستر میں پڑے رہنا اچھا ہے یہ مرض کی ابتدا سردی لگنے سے ہوتی ہے اور چلتے پھرتے رہنے سے گرم سرد ہونے کا اندیشہ رہتا ہے وہ اس کے شکار رہ چکے تھے۔ اپنے تجربے کی بنا پر وہ لکھتے ہیں:۔

۲۴ دسمبر کو دوپہر بعد میں چند دوستوں کے ساتھ اسٹیمر پارٹی میں چلا گیا۔ اسٹیمر کی کشتی جو پانی کی لہروں کے دھارے کے مخالف تھی زور لگا کر کھیتا رہا۔ نہ تھکاوٹ محسوس ہوئی نہ سردی لگی۔ بڑا مزہ آیا جب تک پارٹی کے ساتھ رہا بالکل تندرست رہا۔ اگلے روز صبح اٹھا تو گلے میں خارش ہوئی اور بار بار گلا صاف کرنے لگا۔ اندر بلغم جما ہوا تھا اسے کھانس کر نکالنے کی کوشش کرتا رہا۔ یہ سلسلہ بڑھتا گیا۔ شام تک کچھ بخار ہوا اور کمر اور جسم میں کچھ کچھ درد محسوس ہونے لگا۔ دو تین روز تک یہی کیفیت طاری رہی چونکہ انفلوئنزا کے حملے کے وقت درجۂ حرارت کے بدلتے رہنے پر جسم اس تبدیلی سے متاثر ہوتا ہے اس لئے نہ تو ٹھنڈے پانی سے نہانا چاہیئے اور نہ ہی گرم پانی سے بستر میں پڑے رہنا ہی بہتر ہوتا ہے۔ مجھے یکم جنوری کو ۱۰۳ ڈگری بخار ہو گیا، سر درد، کمر درد، اور جسم درد بھی ہو گیا میں نے **یوپے ٹوریئم پرف** ۶ کی خوراک لی۔ کچھ گھنٹے میں پسینہ آکر بخار اتر گیا، مگر کئی روز تک بلغم آتا رہا۔ انفلوئنزا تین طرح کا ہوتا ہے۔ صرف بخار والا، بخار کے ساتھ کھانسی والا اور صرف خشک۔ میرا بخار تو اتر گیا مگر کھانسی کی پریشانی برقرار رہی، جی متلاتا تھا اور قے آنے کو ہوتی تھی کھانسی ساتھ تھی، جینا دشوار ہو گیا۔ کھانسی رات کو بڑھ جاتی۔ ہوپنگ کف کی طرح کی۔ **ڈروسورا** ۲۰۰ لینے سے کھانسی سے راحت ملی۔ ہنی مین لکھتے ہیں کہ اس کی ایک ہی خوراک دینی چاہیئے، دوسری نہیں۔ مگر چونکہ بلغم اور کھانسی ابھی جاری تھی لہٰذا میں نے **ڈروسورا** کی دوسری خوراک لے لی۔ اس سے کھانسی اور بڑھ گئی تب سمجھ میں آیا کہ میں نے غلطی کی۔ آخر بچے کھچے بلغم کو ختم کرنے کے لئے میں نے **امونیا کارب** ۲۰۰ لی۔ جس کا کراماتی اثر ہوا، میں دن بدن صحت یاب ہوتا

گیا اور محسوس کرنے لگا کہ میں نے کوئی ٹانک لیا ہے۔ انفلوینزا کی خشک کھانسی میں جب کھانستے کھانستے چھاتی میں درد ہونے لگے تو **برایونیا** یا **یوپے ٹوریم** دونوں میں سے کوئی ایک دوائی جاسکتی ہے کیونکہ مذکورہ علامات دونوں میں موجود ہیں، مگر ان دونوں میں فرق یہ ہے **برایونیا** کا مریض ہلنا جلنا نہیں چاہتا تاکہ کھانسی نہ بڑھے اور **یوپے ٹوریم** کا مریض بے چینی کی وجہ سے ہلتا جلتا ہے جس سے اسے راحت ملتی ہے۔ اس کے علاوہ **برایونیا** کے مریض کو کھانستے کھانستے پسینہ آجاتا ہے جب کہ **یوپے ٹوریم** کے مریض کو جسم گرم ہو جانے پر بھی کھانستے کھانستے پسینہ نہیں آتا۔

(۱۴۷) انفلوینزا اور نکس وومیکا NUX VOMICA

کیمفر کے سلسلے میں ہنی تین خود لکھتے ہیں کہ انفلوینزا کی ابتدا میں **نکس وومیکا** ۲۰۰ دینے سے مرض چند گھنٹوں میں ختم ہو جاتا ہے اور آخر میں **امونیا کارب** دینے سے زکام یا انفلوینزا وغیرہ کے بعد ہونے والی کھانسی نہیں ہوتی۔ اس بارے میں ڈاکٹر یونان اپنے تجربے کی بناء پر لکھتے ہیں کہ دو بہنوں کو انہوں نے اسی طریقے سے شفایاب کیا۔

گوسوامی کی تصنیف "یونانز کھیراپیوٹک ہنٹس"۔ ص ۵۸ - ۵۹

(۱۴۸) کُتّا کھانسی اور فاسفورس PHOSPHORUS

ڈاکٹر یونان ڈاکٹر ڈن ہم کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ **فاسفورس** کا بلغم بہت خشک ہوتا ہے یعنی تھوک بہت تھوڑا نکلتا ہے۔ رسٹی یعنی گہرا بادامی ہوتا ہے۔ کتے کے بھونکنے کی سی آواز آتی ہے۔ اندر گلا دکھتا ہے، اور ہلکا زخم آلود ہو جاتا ہے۔ اور چھاتی بوجھل محسوس ہوتی ہے۔ اس کا اثر دائیں پھیپھڑے پر زیادہ ہوتا ہے اور بائیں میں بھی۔ بائیں پھیپھڑے کے اوپر کے حصے میں خاص طور پر ہوتا ہے۔ **سلفر** کا اثر اوپر کے حصے کی جگہ پھیپھڑے کے نچلے حصے پر خاص طور پر پایا جاتا ہے۔ **ڈاکٹر یونان** لکھتے ہیں کہ یہ باتیں میں نے اپنے تجربے میں بھی پائی ہیں۔ اس لئے ان کی جانب قارئین کی توجہ مبذول کرائی جارہی ہے۔

(۱۵۱) تپ دق کا مرض اور بیسی لینم (ٹیوبر کیولینم)

ڈاکٹر برنیٹ نے "نیو کیور آف کنزمپشن ود اٹس اَون وائرس" نامی ایک کتاب لکھی ہے ڈاکٹر یونان لکھتے ہیں کہ دو تین ماہ ہوئے ایک پندرہ سالہ لڑکی کا کیس آیا اسے لگاتار بخار رہتا تھا بخار کا تیسرا ہفتہ چل رہا تھا۔ دقت یہ تھی کہ اسے ٹائیفائیڈ بھی چل رہا تھا۔ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اسے ٹی بی ہے یا ٹائیفائیڈ ہے، اس دوران اسے کھانسی کا دورہ ہوا، جس سے اسے شک ہوا کہ کہیں اسے ٹی بی کی شکایت تو نہیں ؟ ڈاکٹر نے کئی مرتبہ چھاتی کا معائنہ کیا۔ مگر ٹی بی کی کوئی علامت نظر نہ آئی ۔۔ جیسے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا ہوتا ہے، ویسے ڈاکٹر نے ٹی بی کا اندازہ کرکے اسے **بیسی لینم** یعنی **ٹیوبر کیولینم** کی ایک خوراک دی۔ ڈاکٹر یونان لکھتے ہیں کہ جب میں نے اگلے دن آکر دیکھا کہ بخار اتر گیا ہے اور دست کم ہو گئے ہیں تو میری حیرت اور مسرت کی کوئی انتہا نہ رہی کھانسی بھی نہیں کے برابر تھی۔ لڑکی صحت یاب ہو گئی اسے **بیسی لینم** کی دوسری خوراک دینے کی ضرورت نہیں پڑی۔

ایسے ہی ایک اور کیس کا ذکر کرتے ہوئے ڈاکٹر یونان لکھتے ہیں کہ ایک خوش حال گھرانے کے دو بچے پورے طور پر صاف ستھرے ماحول میں رہتے تھے وہ بخار کے شکار ہو گئے ایک روز ان کی ماں نے دیکھا کہ انہیں سانس لینے میں تکلیف ہو رہی ہے انہیں بخار بھی تھا اور دست بھی ڈاکٹر کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیا کرے۔ کیا اسے ٹائیفائیڈ سمجھیں یا کیا سمجھیں ؟ ڈاکٹر بچے کی ماں سے پوچھ بیٹھا۔ "تم دودھ کہاں سے لیتی ہو ؟" ماں نے کہا کہ دودھیا دودھ دیتا ہے مگر بے حد خراب۔ جب سے اس کا دودھ لیا ہے بچوں کی صحت گرنے لگی ہے یہ بات ڈاکٹر اچانک پوچھ بیٹھا تھا مگر یہ سوچ کر کہ غالباً دودھیئے کی گائے کو ٹی بی ہو۔ ڈاکٹر نے بچوں کو **بیسی لینم** دے دی اور یہ بھی کہا کہ دو تین گھنٹے بعد رکھا ہوا پاؤڈر بھی دے دیجئے یہ پاؤڈر **پلاسیبو** تھا اس علاج سے بچوں کا بخار کھانسی وغیرہ سب تکالیف رفع ہو گئیں۔

گوسوامی کی تصنیف "یونانز تھیراپیوٹک ہنٹس"۔ ص۔ ۱۰۱

(۱۵۲) انفلیمیٹری فیور (سوجن بخار) اور ایکونائیٹ

ڈاکٹر یوتان لکھتے ہیں کہ جب میں ہنی مین کا میٹر یا میڈیکا بیورہ پڑھ رہا تھا وہاں میں نے پڑھا کہ انفلیمیٹری فیور یعنی سوجن بخار میں، جہاں سرجن نشتر استعمال کرتے ہیں، وہاں اگر **ایکونائیٹ ۳۰** کی پوست کے دو دانوں کے برابر گولیاں دے دی جائیں تو نشتر کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ یہ میں نے تب پڑھا تھا جب میری ہومیو پیتھی سے کوئی واقفیت نہیں تھی۔ میں نے سوچا کہ ایسی بات ایک پاگل ہی لکھ سکتا ہے۔ اسے پڑھ کر میں نے وہ کتاب پرے پھینک دی مگر یہ سوچ کر کہ تجربہ کئے بغیر مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیئے تھا میں نے طے کیا کہ اس کا معائینہ کرنا چاہیئے۔ ایسا موقع بھی مجھے مل گیا۔ میں بازار سے **ایکونائیٹ ۳۰** کی ایک شیشی لے آیا۔ اتنے میں ایک ۱۰۸ ڈگری کے بخار کے شکار ایک بچے پر معائینہ کرنے کا موقعہ بھی مل گیا۔ اس کی نبض تیز چل رہی تھی، چہرہ اور آنکھیں بخار سے سرخ ہو رہی تھیں۔ شدید سر درد تھا، پیاس تھی، بے چینی تھی، انفلیمیٹری فیور کی سب علامتیں موجود تھیں۔ بچے کی ماں سے کہہ دیا کہ جو دوا میں دوں اس میں دخل اندازی نہ کرنا۔ جب میں نے دیکھا کہ **ایکونائیٹ ۳۰** کی دو گولیوں سے ہر گھنٹے بخار اترنے لگا اور چند گھنٹوں میں بخار نارمل ہو گیا۔ تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی۔

انڈکٹو میتھیڈ یعنی علامتی طریقے سے اس معائینے کے بعد میں ایلو پیتھ سے ہومیو پیتھ ہو گیا۔

گوسوامی کی تصنیف "یونانز تھیراپیوٹک ہنٹس"۔ ص۔ ۱۳۲۔

(۱۵۳) فوطوں میں خصیہ نہ اترنے سے نامردی اور سونا

ڈاکٹر برنیٹ کی کتاب "گولڈ ایز اے ریمیڈی ان ڈیزیز" کا ذکر کرتے ہوئے ڈاکٹر یوتان لکھتے ہیں کہ ایک ماں اپنے لڑکے کو لے کر میرے پاس آئی اور کہنے لگی کہ لڑکا دوسرے لڑکوں جیسا نہیں ہے۔ نہ کھیلتا ہے نہ کودتا ہے اور نہ لڑکوں کی سی اس کی آواز ہے، میں نے اس کا معائینہ کر کے دیکھا تو پایا کہ اس کے فوطوں میں خصیئے نہیں اترے تھے۔ ڈاکٹر کی کتاب کا معائینہ کر کے میں نے اسے سونے سے دوا تیار کر کے

دی جس کے نتیجے میں اس کے دونوں خصیئے اتر آئے اور وہ دوسرے لڑکوں کی طرح ہوگیا۔ بڑا ہو کر اس نے شادی بھی کی۔ سونے کی اس اہمیت کا تذکرہ گوسوامی نے اپنی کتاب "ڈاکٹر یونان" کے ص ۹۰ میں کیا ہے ہومیو پیتھی میں اسے اورم کہتے ہیں۔

MERCURIUS, THUJA OR ANTIM TART

(۱۵۴) ویکسی نوسس اور مرکیوریس، تھوجا یا اینٹم ٹارٹ

ہومیو پیتھ کہتے ہیں کہ چیچک کا ٹیکہ نہیں لگوانا چاہیئے اور ایلو پیتھ کہتے ہیں کہ چیچک سے بچاؤ کے لئے اس کا ٹیکہ لگوانا ضروری ہے۔ ان دونوں میں بنیادی طور پر فرق نہیں ہے۔ چیچک کا ٹیکہ لگوانا ہومیو پیتھک اصول کے عین مطابق ہے ہومیو پیتھی کا اصول ہے کہ زہر زہر کو مارتا ہے اور چیچک کے ٹیکے میں چیچک کا زہر ہی جسم میں ٹیکے کی شکل میں عام طور پر سرایت کیا جاتا ہے۔ آخر ان دونوں میں فرق کیا ہے؟ فرق یہی ہے کہ چیچک کے ٹیکے میں اعلیٰ طاقت کا زہر جسم میں داخل کیا جاتا ہے۔ جسے لِمف کہتے ہیں۔ یہ ایلو پیتھی کا طریقہ ہے۔ ہومیو پیتھی میں چیچک کے زہر کو اعلیٰ طاقت یعنی ہائی پوٹینسی کی شکل میں دیا جاتا ہے جس کا کوئی خراب نتیجہ نہیں نکلتا یہ زہر تاحیات جسم میں جاری رہتا ہے اور مختلف نوعیت کی ہلچل پیدا کرتا ہے، اسی گڑبڑ کو ہومیو پیتھ **ویکسی نوسس** کہتے ہیں اس **ویکسی نوسس** کی ہلچل یا گڑبڑ کو دور کرنے کے لئے ہومیو پیتھی میں کئی دوائیں ہیں۔ ڈاکٹر یونان خاص طور پر **مرکیوریس** استعمال کرتے تھے کئی ہومیو پیتھ **تھوجا یا اینٹم ٹارٹ** استعمال کرتے ہیں۔ ہومیو پیتھ مریض سے اکثر پوچھا کرتے ہیں کہ چیچک کا ٹیکہ لگوایا تھا یا نہیں؟ ٹیکہ اٹھا یا نہیں، ٹیکہ لگوانا تو کوئی بات نہیں۔ اعلیٰ طاقت کی **ویکسی نم** لے سکتے ہیں، اس سے کوئی گڑبڑ ہی نہیں ہوگی۔ اگر ٹیکہ اٹھا نہیں تو وہ ساری عمر گڑبڑ کرتا رہے گا، جسے ختم کرنے کے لئے **مرک، تھوجا** وغیرہ دوائیں دی جاتی ہیں۔ یہ گڑبڑ کیسی ہوتی ہے اس کا تذکرہ کرتے ہوئے جناب گوسوامی ڈاکٹر یونان پر تحریر کردہ اپنی کتاب کے ص ۳۷ تا ۳۹ میں لکھتے ہیں کہ مجھے **انگلینڈ کے ایک کالج میں** بلا گیا۔ جس گھر میں پہونچا وہاں ایک کونے میں انگیٹھی کے پاس ایک ڈھیر سا لگا پڑا ہوا تھا۔ جب میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ تب اس خانہ دار خاتون نے قریب آکر کمبل اٹھا کر دکھایا اس کا بچہ پڑا تھا جس کے جسم پر چیچک کے بڑے بڑے دانے تھے۔ اس نے کہا کہ چیچک کے دوسرے ٹیکے کا یہ نتیجہ ہے۔

چیچک کے مرض کا علاج یا اس کی روک تھ

CAMPH

کرتے ہیں، تو اس کے خراب نتائج ہو جاتے یا ہو سکے

مطابق اعلیٰ طاقت دے کر اس کی مدافعت کی جائے تو کسی خ

فرانس میں جو چیچک کا ٹیکہ نہیں لگوانا تھا اسے جرمانہ دینا پڑتا تھا

جرمانہ ادا کیا کرتے تھے، مگر لیف کی شکل میں ٹیکہ نہیں لگواتے تھے۔

(۱۵۵) بھگندر اور بر بر س بلگیریس ERBERIS VULGARIS

سفرہ کے کئی امراض ہیں جن میں سے بھگندر پرولیپسز اور فشر اہم ہیں۔ سفرہ کا آخری حصہ جہاں سے پاخانہ نکلتا ہے اور جو پاخانے کو اندر روکے رکھتا ہے، گول گول ہوتا ہے۔ اس میں پھٹاؤ یا کٹاؤ ہو جائے۔ تو اس کو فشر کہتے ہیں اس سے اوپر کے حصہ جہاں سے پاخانہ بار نکلتا ہے وہ کسی کسی مریض کے پاخانہ زور لگانے پر باہر نکل آتا ہے اسے پرولیپس کہتے ہیں علاوہ ازیں سفرہ کا انتہائی اذیت ناک مرض بھگندر ہو جاتا ہے۔ فشر اور بھگندر میں فرق ہے — فشر تو صرف کٹاؤ کو کہتے ہیں، بھگندر وہ پھوڑا ہے جو اوپر اور نیچے سے کھلا ہوتا ہے رجس میں سے اندر کا مواد باہر نکلتا رہتا ہے۔ بھگندر کہیں بھی ہو سکتا ہے۔ سفرہ میں ہو تو سفرہ کے اندر سے پیپ جیسا مواد نکلتا رہتا ہے۔ اس مواد کے نکلنے کی ایک چھوٹی سی نالی سفرہ کے اندر سے چل کر تقریباً سیون کے آس پاس سے باہر نکلتی ہے رجس سے پاخانہ تو نہیں البتہ مواد ضرور نکلتا رہتا ہے۔ اِس سے کپڑے خراب ہوتے رہتے ہیں۔ اس کا ایلوپیتھی کے پاس آپریشن کے سوا اور کوئی علاج نہیں، آیورویدہ میں اس کا علاج یہ ہے کہ سوت میں دوائیں بھگو کر اس نالی میں چڑھا دیتے ہیں، جس سے باہر کا سوراخ بند نہ ہو جائے اور مواد اندر رہ کر کوئی اور تکلیف پیدا نہ کرے۔ سوت کی یہ بتی ہوشیار وید چڑھاتے ہیں۔ کچھ دیر بعد سوراخ بھر جاتا ہے اور سوت کو باہر نکال دیتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ بنارس کے آیورویدہ کالج میں یہ طریقہ سکھایا جاتا ہے۔ اِس وقت اس عمل کے ہوشیار تجربہ کار لائق وید رشی مگل آیورویدک کالج ہردوار میں کام کرتے ہیں۔ گوروکل کانگڑی کے ایک پروفیسر نے جو اس مرض میں مبتلا تھے ان سے انہوں نے کئی ماہ علاج کرایا اور وہ بالکل صحت یاب ہو گئے۔ گو سوامی کی تصنیف یونانزیٹھراپیوٹک

ہنٹس" کے ص ۱۶۶ پر لکھا ہے کہ ۲۵، ۳۰ سال کا ایک نوجوان بھگندر کے مرض میں مبتلا تھا۔ وہ ڈاکٹر یونان سے علاج کرانے گیا۔ اس کے پیٹ میں ہوا گڑگڑاتی تھی۔ کبھی کبھی اسہال بھی ہو جاتا تھا وہ کمزور ہوتا گیا۔ کبھی کبھار بخار بھی آجاتا تھا۔ بلغم بھی تھا ڈاکٹر نے دو تین دوائیں دیں۔ مگر کسی سے افاقہ نہ ہوا، آخر میں انہوں نے اسے **بربریس بلگیرس** ۲۰۰ دی جس سے مریض کو راحت ملی ہے ۔ بخار اور بلغم جاتا رہا ۔ بوریک کے "میٹریا میڈیکا" میں اس دوا کے سلسلے میں لکھا ہے:۔ سفرہ کا بھگندر (فسچولا ان اینو) یونان کا مریض اس دوا سے ٹھیک ہوا تھا یا نہیں، یہ سب گوسوامی کی کتاب میں نہیں لکھا۔ فشر میں **نائیٹرک ایسڈ** افاقہ کرتی ہے۔

بھگندر میں **ایسکولس** سے فائدہ ہو سکتا ہے۔

CALCAREA SULPHURICA

(۱۵۶) خود بخود پیشاب کا اخراج (اینوریسس) اور کیل کیریا سلف

بچے اکثر سوتے وقت انجانے میں بستر پر پیشاب کر دیتے ہیں۔ ڈاکٹر یونان کے پاس پنجاب سے ایک موٹی تازی دوشیزہ کو لایا گیا اس کی عمر بھی اچھی خاصی تھی اسے ماہواری بھی کھل کر آتی تھی بالکل تندرست تھی، اسے کوئی مرض نہ تھا صرف رات کو انجانے میں پیشاب کر دیتی تھی ایسی حالت تو اکثر پیٹ میں کیڑے ہو جانے سے رونما ہوتی ہے جس سے اسے کمزوری ہو جاتی ہے کوئی واضح علامت نہ ہونے پر جسم کی بناوٹ اور ساخت کی بنا پر ڈاکٹر نے اسے **کیل کیریا سلف** دے دی اور گھر بھیج دیا۔ اس کے باپ نے لکھا کہ لڑکی ٹھیک ہو گئی ہے اسے ۲۰۰ طاقت کی دوا دی گئی تھی۔

(۱۵۷) سوزاک اور تھوجا THUJA

ایک سرکاری افسر ڈاکٹر یونان کے پاس آیا۔ اگرچہ وہ شروع شروع میں بہت تندرست تھا مگر اب وہ دن بدن کمزور ہوتا جا رہا تھا۔ پوچھنے پر پتہ چلا کہ اسے سوزاک ہو چکا تھا اور ایلوپیتھک علاج سے وہ ٹھیک ہو چکا تھا، اسی اطلاع کی بنا پر اسے **تھوجا** ۲۰۰ دی گئی اور **پلاسیبو** (فائیٹم) کی شیشی دے کر کہا گیا کہ انہیں پندرہ روز لیتے رہیے، پھر آنا، ۱۵ دن بعد صحت یاب ہو کر وہ یونان کا شکریہ ادا کرنے آیا۔ اسے شوگر بھی آتی تھی، مگر اب یہ مرض جاتا رہا۔

(۱۵۸) ہیضہ اور کیمفر CAMPHORA

۱۸۳۰ء میں جب یورپ میں ہیضے کی وبا پھیلی تو ہنی مین نے ہیضے کی علامات بیان کر کے اس کی اہم دوا **کیمفر** ہے، اسے بار بار **تو** اس وقت تک دی جانی چاہیئے جب تک کہ مریض ہوش میں آ کر سو نہ جائے۔ اگر ۱۵ منٹ میں اس سے آرام نہ آئے تو ہر گھنٹہ یا ہر آدھ گھنٹے بعد **کیوپرم** کسی بھی طاقت کی دی جانی چاہیئے اور اگر قے اور دست کا سلسلہ تب بھی نہ رکے اور بہت زیادہ پسینہ آئے تو ویر یٹرم البم دے دیجئے۔

"ہومیوپیتھک ڈرگ پکچرز"۔ مصنف ڈاکٹر ٹائلر۔ ص۔ ۱۵

(۱۵۹) کمر درد اور ایسکولس AESCULUS HIPPOCASTANUM

ڈاکٹر ٹائلر اپنی کتاب "ڈرگ پکچرز" کے ص ۱۳ پر لکھتی ہیں کہ ایک نرس سردی اور بارش میں بھیگ کر بھی کام کر رہی تھی اور سوچ رہی تھی کہ ڈیوٹی پر جاؤں یا نہ جاؤں کیونکہ وہ کمر درد سے پریشان تھی۔ کمر کے نیچے کے اس درد سے وہ جھک بھی نہیں سکتی تھی ریپرٹری کے مطابق اسے **ایسکولس** کی خوراک دے کر لیٹ جانے کو کہا۔ چند گھنٹوں میں وہ ہنستی کھیلتی کام پر آ گئی۔ اور پھر اس نے کبھی کمر درد کا نام نہیں لیا۔

(۱۶۰) امتحان کے وقت گُم سُم ہو جانا (ایگزامینیشن فنک)

اور ایتھوجا THUJA

ڈاکٹر کلارک لکھتے ہیں کہ جو بچے امتحان کے وقت اتنا گھبرا جاتے ہیں کہ دماغ خالی خالی لگنے لگتا ہے، ان کے لئے **ایتھوجا** تیر بہدف علاج ہے۔ اگر انتہائی گھبراہٹ ہو دماغ تھکا تھکا رہے، کچھ دماغ میں نہ رہے ایسی صورت میں **ایتھوجا** کو یاد رکھنا چاہیئے۔ میں اپنے تجربے سے لکھ رہا ہوں کہ میری پوتی جو ڈاکٹری کا امتحان دے رہی تھی، کہنے لگی کہ میرا دماغ اتنا تھک گیا ہے کہ کچھ پڑھا ہی نہیں جاتا۔ میں نے اسے **ایتھوجا** ۔ ۳۰ دی۔ اور اس کا دماغ کام کرنے لگا۔

(۱۶۱) عجیب وغریب علامات۔ دائیں سے بائیں اور بائیں سے دائیں وغیرہ

اگر علامات دائیں سے بائیں جائیں تو لائیکو پوڈیم، اگر بائیں سے شروع ہو کر دائیں جائیں تو **لیکیسس**، اگر کسی ایک مقام سے دوسرے کسی مقام پر چلے جائے تو **اینٹم کروڈ**، اگر دائیں پیر سے بائیں ہاتھ میں اور بائیں پیر سے دائیں ہاتھ میں اور بائیں ہاتھ سے دائیں پیر میں جائے تو **لیک کینائینم** دینی چاہیئے۔

"ہومیو پیتھک ڈرگ پکچرز" مصنف ایم۔ ایل ٹائلر۔ ص ۔ ۵۳

(۱۶۲): چیچک کے چھالے اور اینٹم ٹارٹ ANTIM TART

ڈاکٹر ٹائیلر اپنی کتاب "ہومیو پیتھک ڈرگ پکچرز" میں لکھتی ہیں کہ چیچک کے مرض میں **ویری یولینم** کے علاوہ چیچک کے چھالوں کی طرح چھالے نکل آنے پر **اینٹم ٹارٹ** بھی دیا جا سکتی ہے۔ واضح رہے کہ ہرپیز کے لئے ڈاکٹر برنیٹ کی مشہور دوا **ویری یولینم** ہے۔

(۱۶۳) ہرپیز اور ویری یولینم VARIOLINUM

ابھی ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ برنیٹ کے مطابق ہرپیز کی اہم دوا **ویری یولینم** ہے جو **ویکسی نینم** ہی کا دوسرا نام ہے۔ کیونکہ ہرپیز اکثر تکلیف دہ مرض ہے اور اس کے علاج کی تلاش رہتی ہے لہٰذا اس لئے ہم دوبارہ اس کا تذکرہ کر رہے ہیں۔

(۱۶۴) سوجن اور ایپس APIS MELLIFICA

ڈاکٹر ٹائیلر اپنی کتاب "ہومیو پیتھک ڈرگ پکچرز" کے ص ۷۱ پر لکھتی ہیں کہ ۱۸۴۷ء میں ان کی توجہ **ایپس میلی فیکا** کی طرف گئی اور اس کی اعلیٰ ترین دوا ہونے کی جانب ایک عجیب وغریب واقعہ کی جانب گئی۔ بارہ سال کا ایک لڑکا کئی ماہ سے جلندر کے مرض میں مبتلا تھا، کئی علاج کرنے پر بھی وہ ٹھیک نہیں ہو رہا تھا، پانی یکجا ہونے لگا۔

پیشاب آنا تقریباً بند ہو گیا، جلد خشک ہو گئی، نبض تیز ہو گئی، سانس آنے میں تکلیف ہونے لگی، پیٹ پھول گیا، منہ اور گلا خشک ہو گیا، پیاس بڑھتی گئی، بے چینی اور بلغم سے مریض پریشان ہو گیا اور نیند حرام ہو گئی۔

ایسے موقعہ پر ایک آوارہ عورت گھومتی پھرتی آپہونچی، اس نے خاندان کے افراد سے کہا کہ شہد کی مکھی کا علاج کیوں نہیں کرتے؟ اس نے ایک ڈبے میں شہد کی مکھیاں ڈال دیں، اسے گرم کیا وہ مرگئیں، ان کا پاؤڈر بنایا اور صبح و شام اس پاؤڈر کو اسے پلانے لگی، ۲۴ گھنٹے میں جلد کی گرمی کم اور نرم ہو گئی، سانس کھل کر آنے لگی، نبض دھیمی پڑ گئی اور پیشاب کی مقدار بھی بڑھ گئی پھر مریض کی تمام علامات میں اصلاح ہوئی۔ آہستہ آہستہ بچہ بالکل صحت یاب ہو گیا۔ شہد کی مکھی کے ذریعہ جلندر ٹھیک ہونے کا یہ پہلا کیس تھا یہ مثال ڈاکٹر میر ٹیسی کی کتاب "ایلی مینٹس آف اے نیو مٹیریکا میڈیکا" کے ص ۲۴۴ پر درج ہے۔ شہد کی مکھی کے کاٹنے سے سوجن ہو جاتی ہے یہ سبھی جانتے ہیں۔

میں اپنے تجربے کی بنا پر لکھ سکتا ہوں کہ ۹۲ سال کی عمر میں میرے پیروں میں سوجن کے آثار نمایاں ہوئے، پیروں میں سوجن کی وجہ سے جھنجھناہٹ سی محسوس ہونے لگی، میں نے ایپس ۱۰ M کی ایک خوراک لی۔ اور آہستہ آہستہ ساری پریشانی دور ہو گئی۔

(۱۶۵) چوٹ اور آرنیکا ARNICA

کسی بھی طرح کی چوٹ میں **آرنیکا** تیر کی طرح اثر کرتی ہے، اس بارے میں ڈاکٹر ٹائیلر اپنی کتاب "ہومیو پیتھک ڈرگ پکچرز" کے ص ۸۶ پر مندرجہ ذیل تجربات تحریر کرتی ہیں۔

(۱) ایک رات ایک عورت اپنی چھاتی میں سوئی چبھنے جیسا درد محسوس کرنے لگی اور اس کے لئے سانس لینا بھی دشوار ہو گیا، اس کے شوہر نے اسے کئی دوائیں مثلاً **ایکونائیٹ** اور **برایونیا** دیں مگر سب بے کار ثابت ہوئیں پھر اس نے "ڈومیسٹک ریمیڈیز" نامی کتاب اٹھائی جس میں لکھا تھا کہ **آرنیکا** بدمعاش پلوریسی کی دوا ہے، بدمعاش اس لئے ہوئی کیونکہ پلوریسی کی کوئی علامت نہ ہونے پر بھی پلوریسی کا سا درد محسوس ہوا۔ اس نے اس دوا کی دو گولیاں اپنی بیوی کے منہ میں ڈالی ہی تھیں کہ وہ بولی، یہ پہلا سانس

ہے جو درد کے بغیر لے رہی ہوں۔ چند لمحات میں ہی وہ گہری نیند سو گئی۔

(ب) ایک ڈاکٹر تھا جس نے لکھا کہ مہینے سے زیادہ ہو گیا۔ ۸ گز دوڑنے کے بعد اُسے سانس لینے میں تکلیف ہونے لگی۔ رات کو سوتے وقت چھاتی پر بوجھ سا محسوس ہوتا تھا، گھبراہٹ ہوتی تھی اور ڈر لگتا تھا، دل کمزور تھا، موت کا خوف تھا تو وہ بھی خاموش رہتا، موت سے گھبراتا نہیں تھا، ٹانگیں بھاری رہتی تھیں سیڑھیوں سے اوپر نہیں چڑھ سکتا تھا۔ کسی نے **آرنیکا** کی سفارش کی۔ اس نے یہ دوا لی اور جواب میں لکھا کہ اس دوا کا بڑا اچھا اثر ہوا۔ ۴۸ گھنٹے میں تمام علامات غائب ہو گئیں۔

(ج) ایک عورت کچھ بوجھ لے کر سیڑھیوں سے نیچے جا رہی تھی کہ پھسل گئی اور ٹخنے میں زبردست موچ آگئی۔ وہ چلانے لگی، اسے **آرنیکا** ٹنکچر میں روئی بھگو کر پٹی باندھ دی گئی۔ اور اگلے روز ٹھیک ہو گئی۔ یہ پٹی کئی روز جاری رہی، اس لئے جہاں چھالے پڑ گئے تھے وہ پٹی کھل جانے پر جاتے رہے۔

واضح رہے کہ، اگر **آرنیکا** کا ٹنکچر کئی روز تک لگایا جاتا رہے گا تو جلد پر چھالے پڑنے لگیں گے اس لئے ٹنکچر کو پانی سے ہلکا بنا لینا چاہیئے۔ جہاں تیز دوا کی ضرورت نہ ہو وہاں **ہائی پیری کم** IC کو اندرونی طور پر استعمال کرنا چاہیئے۔

(د) ایک ڈاکٹر تھا جو جسمانی اور ذہنی طور پر بہت تھک گیا تھا، اس کے نتیجے میں اس کی کام میں رغبت نہیں رہی تھی، کچھ کرتا دھرتا نہیں تھا، خود اعتمادی کھو بیٹھا تھا حالت یہاں تک پہونچ گئی کہ مریضوں کا نسخہ لکھ کر بھول جاتا تھا کہ آیا ٹھیک دوا دی یا غلط دوا دے بیٹھا، مکان کا دروازہ بند کرنے کے بعد بھول جاتا کہ بند کیا یا نہیں، وہ بڑا ہوشیار اور لائق ڈاکٹر تھا۔ مگر اپنے اندر اس تبدیلی سے پریشان تھا، اسے **آرنیکا** ۱۰۰۰ دی گئی اور چند روز میں اس کی قوتِ یادداشت لوٹ آئی اور خود اعتمادی بھی پیدا ہو گئی، وہ ہر اعتبار سے صحت یاب ہو گیا۔

(ل) ایک عورت تھکی تھکی رہتی تھی۔ بہت تھک جاتی تو نیند کے لئے **آرنیکا** لے لیتی۔ ایک بار اس نے چیچک کا ٹیکہ لگوایا، بازو پھول گیا، مگر **آرنیکا** لینے سے اسے درد نہیں ہوا۔ ڈاکٹر ٹائیلر لکھتی ہیں کہ ہم لوگ چیچک کا ٹیکہ لگا کر آرنیکا کھلا دیتے ہیں **تھوجا** سے تو ٹیکے کا اثر جاتا رہتا ہے، مگر **آرنیکا** دینے سے ٹیکے کا اثر نہیں جاتا، ٹیکہ لگنے سے جو تکلیف

ہوتی ہے وہ نہیں رہتی۔

(م) نو اور پانچ سال کی دو لڑکیاں ٹیکسی کی ٹکر سے گر پڑی تھیں انہیں پولیس ہسپتال میں لایا گیا۔ دونوں زخمی ہو گئی تھیں، اور وہ لنگڑاتی تھیں، ہسپتال میں داخل ہوتے ہی سرجن نے انہیں دیکھا اور دیکھ کر سرجن نے کہہ دیا کہ یہ ٹھیک نہیں ہو سکتیں۔ دونوں کو **آرنیکا کھلائی گئی** اور دونوں اگلے روز اٹھ بیٹھیں، اور مزے سے ناشتہ کرنے لگیں۔

(ن) ڈاکٹر ٹائیلر کو کسی دوسرے ملک کے باشندے نے لکھا کہ میری بیوی بہت بیمار ہے۔ مگر مجھے یہ تحریر کرتے ہوئے مسرّت ہوتی ہے کہ سب کچھ ٹھیک ہوتا جا رہا ہے اور اسٹریس برگ میں ہر چھ گھنٹے میں **آرنیکا ۱۰۰۰** کے ساتھ **فارسفورس** پینے سے بچہ دانی کے دوبارہ آپریشن ہو جانے کی وجہ سے جو گڑبڑ پیدا ہوئی اور جی متلانے لگا تھا، وہ سب دور ہو گئی، یہ حیرت انگیز دوا ہے۔

(و) رات کے پچھلے حصے میں سیڑھیوں سے گرنے کی وجہ سے جو موچ آ گئی تھی اور مریض اس وجہ سے چل بھی نہیں سکتا تھا وہ **آرنیکا** لینے سے ٹھیک ہو گیا اور پاؤں کی ہڈیاں جو اپنی جگہ سے کھسک گئی تھیں ۲۴ گھنٹے میں اپنی جگہ پر آ گئیں۔

(۱۶۶) بے چینی اور آرسینک ARSENICUM ALBUS

۱۹۱۴ء کی عالمی جنگ کے دوران جیپلین سے ایک حملہ ہوا اس سے **ایک عورت اتنی** بے چین ہو گئی کہ اسے ہسپتال میں داخل کیا گیا۔ وہ گھنٹوں بے چین رہتی تھی۔ کسی جگہ ٹک کر بیٹھ نہیں سکتی تھی، نہ یہاں بیٹھتی نہ وہاں! وہ کہتی کہ اگر میں گاؤں میں جاؤں گی تو وہ وہاں آ جائیں گے اگر شہر میں جاؤں گی تو وہ شہر آ جائیں گے اسی طرح وہ ہر وقت بے چین رہتی۔ بستر میں بھی ایک جگہ لیٹ نہیں سکتی تھی، کبھی ادھر کبھی ادھر! جب اسے **آرنیکا** کی ایک خوراک دی گئی تو وہ خاموش ہو گئی اور جیسے باقی مریض پر سکون رہتے تھے وہ بھی بے فکر ہو گئی، ڈاکٹر کینٹ کا کہنا ہے کہ کسی دوسری دوا میں ایسی بے چینی نہیں پائی جاتی جتنی **آرسینک** میں پائی جاتی ہے۔

(۱۶۷) رات کو ناک کا بند ہونا اور آرسینک ARSENICUM ALBUS

ڈاکٹر ہنی مین لکھتے ہیں کہ وہ خود اس مرض کے شکار رہے ہیں۔ وہ رقم طراز

ہیں کہ جب میں سونے کے لئے بستر پر لیٹتا تھا تو ناک بند ہو جاتی تھی۔ تھا تو یہ زکام ہی مگر زکام میں بھی ناک کا بند ہونا خصوصی علامت تھی، ناک ایسی ہوتی گویا میں قریب المرگ ہوں۔ میں نے آرسینک ۳۰ لی اور صحت یاب ہو گیا۔ اس علامت کے علاوہ کئی اور علامات بھی **آرسینک** میں تھیں، مثلاً آدھی رات میں یا تین بجے مرض کے بڑھنے پر بھی **آرسینک** یا **کالی کارب** دی جاتی ہے۔

(۱۶۸) پیاس اور آرسینک ARSENICUM ALBUS

ڈاکٹر کینٹ لکھتے ہیں کہ **آرسینک** میں پیاس کی اپنی خصوصیات ہیں۔ بخار میں جب سردی لگنے کی کیفیت ہوتی ہے تو پیاس نہیں ہوتی یا گرم پانی کی پیاس ہوتی ہے جب بخار چڑھ جاتا ہے تو تھوڑے تھوڑے پانی کی پیاس لگتی ہے مگر تشنگی برقرار رہتی ہے مریض تھوڑا تھوڑا یا گھونٹ گھونٹ پانی پیتا ہے جب پسینہ آتا ہے تو زیادہ پانی کی پیاس لگتی ہے، مریض کہتا ہے کہ کنواں بھر پانی پی جاؤں گا تب اسے خشکی ہوتی ہے۔ ان علامات کے پیش نظر **آرسینک** کے مریض کی پیاس پر غور کرنا چاہیئے۔ مریض کم پانی کب چاہتا ہے اور زیادہ پانی کب، یہ دیکھنا اس دوا کے لئے ضروری ہے۔

(۱۶۹) دبا ہوا ایگزیما اور آرسینک ARSENICUM ALBUS

ڈاکٹر نیش لکھتے ہیں کہ پیٹ درد (گیسٹریلجیا) کی ایک مریضہ کو اس علامت پر کہ پیٹ درد آدھی رات کو اٹھتا تھا اور رات کے تین بجے تک رہتا تھا وہ بے چینی سے درد کے مارے ٹک کر نہ بیٹھتی اور نہ لیٹتی تھی۔ انہوں نے آرسینک دے کر صحت یاب کیا اگلے روز پوچھنے لگی کہ کیا آپ کی دوا سے ایگزیما ٹھیک ہو جاتا ہے تب ڈاکٹر نیش کو پتہ چلا کہ اس کی مریضہ کے ہاتھ پر ایگزیما تھا جو ایلوپیتھی سے ٹھیک ہوا تھا یا دبا دیا گیا تھا۔ جس کے نتیجے میں پیٹ میں درد رہنے لگ گیا تھا، ڈاکٹر نیش نے جواب دیا کہ کہو تو پیٹ درد ہٹا دوں اور ایگزیما ابھار دوں محترمہ بولیں کہ میں ایگزیما برداشت کر سکتی ہوں، پیٹ درد برداشت نہیں ہوتا۔ اس کا دبا ہوا ایگزیما ہومیوپیتھی دوا سے ابھر آیا تھا۔

AURUM METALLICUM

(۱۷۰) افسردگی، خواہش موت اور اورم

آیورویدہ میں سورن بھسم یعنی سونے کی بھسم کی بڑی اہمیت ہے مگر ایلو پیتھ کہتے ہیں کہ سونا چونکہ دھات ہے اور یہ گھل نہیں سکتی لہٰذا اس کا بطور دوا استعمال نہیں ہو سکتا ہنی مین کا ٹرپچوریشن کا طریقہ دوا کو رگڑنے کا تھا۔ جس سے دوا اتنی ہلکی ہو جاتی کہ اسے ہضم کیا جا سکتا تھا۔ آیوروید میں دھاتوں کی بھسم بنائی جاتی ہے جس سے ان کا دھات پن نہیں رہتا اور انہیں بطور دوا استعمال کیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر برنیٹ نے اپنے پر سونے کی پروونگ کی جس کا پہلا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ پرجوش اور خوش رہنے لگے، سارا دن خوش رہے۔ بات چیت میں ہوشیار رہے۔ مگر جوں جوں دن گزرتے گئے انہوں نے دیکھا کہ وہ حوصلہ شکن اور طاقتور سے کمزور رہنے لگے۔ آخر وہ اتنے کمزور ہو گئے کہ جینے کی امنگ بھی جاتی رہی، رات کو خواب میں موت کے منظر نظر آنے لگے اور مردے دکھائی دینے لگے۔ ان کی قوت یادداشت بھی سلب ہونے لگی یہ محسوس کرتے ہوئے کہ کہیں ان کی زندگی ختم نہ ہو جائے، انہوں نے سونے کی پروونگ چھوڑ دی **اورم** سے جینے کی امنگ جاتی رہتی ہے انسان مرنا چاہتا ہے۔ کئی ایسے لوگ جو مرنے کی پوری تیاری کر چکے تھے انہیں **اورم** نے بچا لیا۔ اس کی علامت موت سے خوف نہیں بلکہ موت کی خواہش ہوتی ہے۔ جس کے لئے یہ ایک کارآمد دوا ہے۔ ٹائیلر کا کہنا ہے کہ دل میں تکلیف ہو تو ناامیدی کا جذبہ بیدار ہوتا ہے، پھیپھڑے میں تکلیف ہو تو انسان جینے کی امید رکھتا ہے۔ ناامیدی کا مطلب ہے موت! امید کے معنی ہیں زندگی! اس لئے دل کے مریض موت چاہتے ہیں اور پھیپھڑے کے مریض زندگی!۔

BELLADONNA
GLONOIN

(۱۷۱) لو اور بیلاڈونا اور گلونائین

ڈاکٹر ٹائیلر کا کہنا ہے کہ **لو** میں ان کے تجربے میں دو ہی دوا ایسی آئی ہیں ایک ہے **بیلاڈونا**۔ دوسری ہے **گلونائین**۔ ان کا کہنا ہے کہ **بیلاڈونا** کے متعلق ان کا پہلا تجربہ اس لڑکے کا تھا جو دھوپ کھا کر ایک دم سر درد میں مبتلا ہو گیا۔ چہرہ سرخ اور درجۂ حرارت ۱۰۶، ۱۰۵ ڈگری تک پہونچ گیا۔ اسے **بیلاڈونا** دی گئی اور اگلے دن وہ

ٹھیک ہوگیا، ابتدائی طبی امداد میں ایسے تجربات کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ ان کا کہنا ہے کہ **بیلاڈونا** اور **گلونائین** آپس میں اتنے ملتے جلتے ہیں کہ ساتھ ساتھ چلتے ہیں ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ **گلونائین** کا مرض گرمی سے بڑھ جاتا ہے، سر پر گرمی برداشت نہیں ہوتی۔ ٹھنڈے کپڑے سے مریض کو آرام پہونچ سکتا ہے، مگر **بیلاڈونا** کے مریض کو اگر بال کٹوانے پر اگر کبھی سر پر سردی لگے تو وہ اسے ناقابل برداشت ہوتی ہے، **گلونائین** میں ایسا نہیں ہے وہ سردی برداشت کر سکتا ہے۔

"ہومیوپیتھک ڈرگ پکچرز" مصنف ڈاکٹر ٹائیلر، ص ۱۱۷-۱۱۶

BELLIS PERENNIS

(۲) ۷۱ گرم سرد ہونا، حاملہ ہونا اور بیلیس پیرے نینس

جیسا قریبی تعلق **بیلاڈونا** اور **گلونائین** کا ہے ویسا ہی قریب ترین تعلق **آرنیکا** اور **بیلیس پیرہی نینس** کا ہے۔ ویسے تو **آرنیکا** ویلیس، **کلین ڈونا**، **ہائی پیری کوم**، روٹا وغیرہ ایک ہی طرح کی بیماریوں میں کام آتی ہیں۔ اس کا فرق قارئین کو میٹریا میڈیکا میں دیکھنا چاہیئے۔ پھر بھی **بیلیس اور آرنیکا** کا گہرا خصوصی تعلق ہے، اس دوا کے لئے برنیٹ نے لکھا ہے کہ کسانوں اور مزدوروں کی تھکاوٹ اتارنے کے لئے یہ سب دواؤں کی ملکہ ہے، خاص طور پر جب یہ لوگ کام کرتے کرتے تھک جاتے ہیں، پسینے سے تر بہ تر ہو جاتے ہیں، ایک دم ٹھنڈا پانی پینے سے بیمار ہو جاتے ہیں، تو گرم سرد ہونے پر یہ کامیاب دوا ہے۔ جب مریض گرم ہو تو ایک دم سردی لگ جانے پر اسے بھلایا نہیں جا سکتا۔ **ایکونائیٹ** تو براہ راست سردی لگنے پر دی جاتی ہے۔ **بیلیس** گرم سرد ہونے پر سردی لگنے کی دوا ہے۔ حاملہ ہونے کی صورت میں عورت کو چلنا تک بھاری لگتا ہے۔ تقریباً ناممکن سا ہو جاتا ہے۔ ڈاکٹر ٹائیلر کا تجربہ ہے کہ تب **بیلیس**، **آرنیکا** کی طرح کام کرتی ہے۔ یہ برنیٹ کا تجربہ ہے۔

"ہومیوپیتھک ڈرگ پکچرز"۔ مصنف ڈاکٹر ٹائیلر۔ ص۔ ۱۳۱

ایک مصنف کا تذکرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر برنیٹ رقم طراز ہیں کہ روزمرہ کے مسائل حل کرنے میں **بیلیس** انتہائی کارآمد دوا ہے۔ کسانوں کے تمام گھروں کے دروازوں پر لکھا رہنا چاہیئے کہ کھیتی باڑی کے دنوں میں جب وہ پسینے سے تر بہ تر ہو جاتے ہیں اور ٹھنڈا پانی

پیتے رہتے ہیں تو اس دوا کا استعمال بہت سودمند ثابت ہوتا ہے اور یہ ہر تکلیف کو رفع کر دیتی ہے۔

(۱۷۳) برانکو نمونیہ اور برایونیا BRYONIA

ڈاکٹر ٹائیلر ہومیو پیتھک ہسپتال کے کیسوں کی فائل میں سے حوالہ دیتے ہوئے اپنی کتاب کے ص ۱۴۷ پر لکھتی ہیں کہ ۱۴، مارچ 1918ء کو ایک لڑکی وہاں داخل تھی اسے برانکو نمونیہ ہو گیا تھا، اس کی ماں ساری رات اس کے پاس بیٹھی رہی، وہ لڑکی ساری رات کھانستی رہی، چلاتی رہی اور جلن سے پریشان رہی، بائیں پھیپھڑے کے نچلے حصے میں کریپٹیشن یعنی چٹخنے کی آواز آتی تھی۔ اگلے روز دائیں بائیں دونوں جانب سے آواز سنائی دیتی تھی۔ اسے پہلے **برایونیا** I M ہر چھ گھنٹے بعد دی گئی، اگلے روز وہی دوا M ۱۰ کی تین خوراکیں دی گئیں۔ اس نے اسے نہایت سرعت کے ساتھ صحت یاب کر دیا۔

(۱۷۴) مسّے اور کاسٹی کم CAUSTICUM

مسّوں کے لئے **تھوجا** اہم دوا تصور کی جاتی ہے مگر **تھوجا** کے علاوہ **کاسٹی کم** اور **ڈلکامارا** بھی استعمال کی جاتی ہے، ڈاکٹر ٹائیلر اپنی کتاب "ڈرگ پکچرز" کے ص ۲۲۵ پر لکھتی ہیں کہ ایک گھوڑا **تھوجا** کی گھاس کھا رہا تھا اس کے سفرہ اور خصوصی مقام پر مسے نکل آئے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ **تھوجا** میں مسوں کا خاص مقام ہے۔ ایک لڑکی کا علاج کرتے ہوئے اسے جب **کاسٹی کم** دی گئی تو اس کے ہاتھوں اور بازوؤں پر مسوں کا ڈھیر لگ گیا جب اسے **کاسٹی کم** دینی بند کر دی تو یہ مسے بھی چلے گئے۔ چہرے اور ہاتھوں پر مسّے آ جانا **کاسٹی کم** کی علامت ہے۔ ڈاکٹر نیش کا کہنا ہے کہ اگر ہنی مین نے ہومیو پیتھی کی دنیا کو اور کچھ نہ دیا ہوتا صرف **کاسٹی کم** ہی دی ہوتی تو بھی دنیا ان کی ممنون رہتی۔ **ڈلکامارا** کے مسے بڑے ہوتے ہیں اور گودے دار بھی، یہ سپاٹ اور برابر ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر ایک مریض کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتی ہیں کہ اس کی دائیں پلک کے نیچے مسا تھا جو **ڈلکامارا** سی ایم کی ایک خوراک سے پندرہ روز میں سوکھ گیا۔ مسوں کی تین دوائیں مشہور ہیں **تھوجا**، **کاسٹی کم** اور **ڈلکامارا**۔

(۷۵) اننچے کا چڑ چڑاپن اور کیمومِلا CHAMOMILLA

ڈاکٹر کلارک لکھتے ہیں کہ بچوں کی دوا کو نرسری اے ۔ بی ۔ سی ہی میں کہا جاسکتا ہے اے کے معنیٰ ہیں ۔ **ایکونائیٹ** ، بی کا مطلب ہے **بیلاڈونا** ، اور سی سے مراد ہے **کیمومِلا** ۔ اے کا تعلق خون کی گردش میں گڑبڑ سے ہے ۔ اور بی کا تعلق ہے برین یعنی دماغ کی گڑبڑ سے اور سی کا تعلق ٹیمپر یا مزاج کی گڑبڑ سے ہے ۔ ڈاکٹر نیش لکھتے ہیں کہ جب بچہ اپنا چھوٹا سا ہاتھ کسی چیز کو لینے کے لئے بڑھاتا ہے میں اسے لاکر دیتا ہوں تب وہ اسے پھینک دیتا ہے ، میں اسے گود میں لینا چاہتا ہوں ، وہ دوسرے کی گود میں جانے کے لئے ہاتھ بڑھاتا ہے ، کسی بات سے مطمئن نہیں یہ میں چاہتا ہوں یہ کرے ، تو وہ دوسری کوئی بات چاہتا ہے ، ہر وقت چڑچڑا رہتا ہے ۔ بچے کو خود نہیں معلوم کہ وہ کیا چاہتا ہے ۔ بچے کو تو معلوم نہیں مگر ڈاکٹر کو پتہ ہے کہ وہ **کیمومِلا** چاہتا ہے اس دوا سے اس کا چڑچڑاپن ہی نہیں اس کی کئی شکایات مٹ جاتی ہیں ۔ بچے کی شکایات کے لئے **کیمومِلا** امرت دھارا کا کام کرتا ہے ۔ دانتوں کی شکایت ہو ، دانت نکلتے وقت نیلے پیلے دست آرہے ہوں تو **کیمومِلا** کو یاد کیجئے ۔

CHELIDONIUM MAJUS

(۷۶) لیور ٹربل (جانڈس یعنی یرقان) اور چیلی ڈونیئم

ڈاکٹر ٹائیلر لکھتی ہیں کہ ایک شخص کئی ماہ سے یرقان کے مرض کا شکار تھا اور جس کے علاج کے لئے مقامی معالج کچھ نہ کرسکے ، تو اسے ایک نو آموز اور بغیر ڈگری یافتہ شخص نے **چیلی ڈونیئم** کی چند خوراکوں سے صحت یاب کردیا اس تجربے سے اس کی ہمّت اتنی بڑھ گئی کہ اس نے ڈاکٹر کی آنکھوں کے یرقان کو بھی بھگادیا ۔ لوہے کے ایک کارخانے کا نیجر یرقان کا مریض تھا اور وہ کسی دوا سے ٹھیک نہیں ہورہا تھا کارخانے کے مالک نے جو خود ہومیوپیتھی کا شوقین تھا ، اس نو آموز ڈاکٹر سے پوچھا کہ اس کا کیا کروں اس نے کہا چیلی ڈونیئم بھیج دو ، یہی دوا بھیج دی اور نیجر ٹھیک ہوگیا ۔

(ہومیو پیتھک ڈرگ پکچرز ۔ ڈاکٹر ٹائیلر ص ۲۴۷)

(۱۷۷) پتے میں پتھری کا درد اور چیلی ڈونیئم CHELIDONIUM MAJUS

پتے کی پتھری کے درد کا ایک مریض ہسپتال میں داخل ہوا، کئی سال قبل بھی وہ داخل ہوا تھا۔ اسے چند روز تک چیلی ڈونیئم 6 دی جانے لگی۔ پھر دوسری مرتبہ اس دوا کا 4-C دیا گیا، دوسری مرتبہ بھی وہ تندرست ہو کر چلا گیا۔ کم سے کم ہسپتال پھر نہیں آیا، اس دوا کی علامات ہیں:۔ دائیں کندھے میں درد، پاخانہ زرد، یا سفید، پیشاب زرد ڈاکٹر بک مین کا کہنا ہے کہ جگر کے امراض کے لئے یہ اہم دوا ہے۔

گورنیسی کی کتاب "گائیڈنگ سمپٹمز" میں درج ہے کہ اس دوا کی سب سے بڑی علامت یہ ہے۔ دائیں کندھے کے نیچے کے مثانے میں درد جو چھاتی کی جانب جائے۔ ان کا کہنا ہے کہ اس علامت پر مریض کی کئی تکالیف اور جگر سے متعلق امراض دور ہوتے دیکھے گئے ہیں۔

(۱۷۸) کمزوری اور چائنا (سِن کونا، کونین) CHINA

ایلوپیتھک ڈاکٹر ملیریا بخار کو اتارنے کے لئے **کونین** دیتے رہتے ہیں۔ اور جب **کونین** سے بخار اتر جاتا ہے، کمزوری رہ جاتی ہے تب اس کمزوری کو دور کرنے کے لئے پھر **کونین** دیتے ہیں۔ ہنی مین کا کہنا ہے کہ **کونین** سے بخار نہیں اترتا۔ اگر صحت مند شخص **کونین** استعمال کرے تو بخار کی علامات پیدا ہو جاتی ہیں، اسی تجربے کی بناء پر ہنی مین نے اپنے ہومیوپیتھی کے اصول کو جنم دیا۔ انہوں نے **کونین یا سِن کونا** کا اپنے اُپ پر تجربہ کیا۔ اسی کو پروونگ کہتے ہیں، اس معائینے سے ان پر بخار کی سی علامات نمایاں ہوئیں۔ اس سے انہوں نے یہ نتیجہ نکالا کہ صحت مند شخص پر اعلیٰ طاقت کی دوا جو علامات نمایاں کرتی ہے وہی دوا اگر کم طاقت میں لی جائے تو ان علامات کے شکار بیمار شخص کے جسم سے انہیں دور کرتی ہے۔ اعلیٰ طاقت کی **کونین یا سِن کونا** کمزوری پیدا کرتی ہے اس لئے **سِن کونا یا چائنا** کم طاقت میں کمزوری دور کرتی ہے۔ **چائنا** کے ذریعہ کمزوری دور کرنے کا یہی مطلب ہے۔ **چائنا** 200 کمزوری دور کرتی ہے لہٰذا کمزوری دور کرنے کے لئے **چائنا** 200 ٹانک کے طور پر دی جاتی ہے یا دی جا سکتی ہے۔

چائنا کی کمزوری پر لکھتے ہوئے ہنی مین فرماتے ہیں کہ بلاشبہ ایسی حالت اس وقت ہوتی ہے جب مریض کمزوری کا شکار ہو جاتا ہے۔ اور اس کمزوری میں کمزوری دور کرنے کے لئے **سن کونا** دینا لازمی ہو جاتا ہے۔ مگر کمزوری کیسی؟ وہ کمزوری نہیں جو **کونین یا سن کونا** کے ذریعہ بخار اتارنے کے لئے دیئے جانے پر پیدا ہوئی ہو۔ **سن کونا یعنی کونین** دینے سے تو کمزوری پیدا ہی ہوتی ہے۔ اس سے دور کیسے ہو گی؟ **چائنا** ایسی کمزوری میں دی جانی چاہیئے جو خون کی کمی کی وجہ سے، سیلان خون سے یا کسی دوسری وجہ سے پیدا ہوئی ہو۔ ہومیوپیتھی کا بنیادی اصول یہ ہے کہ جو دوا علامت پیدا کرتی ہے۔ کم طاقت کی وہی دوا ان علامات کا تدارک کرتی ہے۔ اسی کے ساتھ اس علم کا دوسرا اصول یہ ہے کہ وہی دوا نہیں مگر اس جیسی دوا ان علامات کو دور کرتی ہے۔ مکمل طور پر اس اصول کی یہی کامل شکل ہے، لہٰذا کمزوری میں **چائنا** ۲۰۰ کس طرح کی کمزوری کو دور کرتی ہے؟ - یہ اس کمزوری کو دور نہیں کرے گی جسے **فیرم** دور کرتی ہے۔ نہ ہی اس کمزوری کو دور کرے گی جسے **فاسفورس** دور کرتی ہے۔ یہ تو اس کمزوری کو دور کرے گی جو خون کی بیماری یا پیچش یا زیادہ پسینہ آنے سے ہوتی ہے کمزوری دور کرنے کے لئے **چائنا** ۲۰۰ یا IM دی جاتی ہے۔ لیکن اگر کمزوری **کونین** (**چائنا**) سے پیدا ہوئی ہو تو یہ وہ کمزوری دور نہیں کرے گی۔

CINA & NATRUM PHOSPHORICA

(۷۹) پیٹ میں کیڑے گھٹیا اور سینا اور نیٹرم فاس ۶

محترمہ ٹائیلر لکھتی ہیں کہ ایک ملازمہ کا گھٹنا سوج گیا تھا۔ وہ رات کو دانت کٹکٹاتی تھی اس کے سفرہ میں خارش ہوتی تھی، ناک میں انگلی ڈال کر اسے صاف کرتی رہتی تھی۔ اسے **سینا** دی گئی اور پیٹ کے چلونے یعنی کیڑے نکل گئے۔ اس مریضہ کو گھٹیا بھی تھا شسلر کی دوا **نیٹرم فاس** × ۶ بھی اسی طرح کارآمد ہے اس سے بھی پیٹ کے کیڑے یعنی چلونے نکل جاتے ہیں اور گھٹنے کی سوجن بھی چلی جاتی ہے دو باتیں ایک ساتھ ہو جاتی ہیں۔ محترمہ ٹائیلر لکھتی ہیں کہ پیٹ سے کیڑے صاف کرنے کی ایک اور ترکیب ہے جو ان کی آزمودہ ہے۔ سفرے کو باہر اور اندر سے زیتون کے تیل یا ویسلین سے تر کر لیجیئے۔ کیڑے پیٹ سے نکل کر نیچے آجائیں گے اور پاخانے کے راستے نکل جائیں گے۔ بچوں کی کئی ماؤں کو یہ ترکیب بتائی گئی جس سے

تسلی بخش نتائج نکلے، یہ تھریڈ ورم کا علاج ہے۔ ایک علاج انہوں نے ٹیپ ورم کو صاف کرنے کا طریقہ بھی لکھا ہے۔ وہ کہتی ہیں کہ ٹیپ ورم کو کدو کے بیج (سیڈس آف پامپکین) کھانے کا بہت شوق ہوتا ہے۔ ایک اونس کدو کے بیجوں کا چھلکا اتار کر دو اونس شہد میں ملا کر اسے پیس لیجئے اور صبح اس کے تین حصے کر کے ایک ایک گھنٹے کے بعد کھلا دیجئے اگلے روز بچے کو ارنڈی کا تیل پلا دیجئے یا تو وہ کیڑے باہر آجائیں گے یا اندر مر کر پاخانے کے ذریعہ باہر نکل آئیں گے۔ اگر ان کا کچھ بھی حصہ اندر رہ جائے گا تو اس سے کئی کیڑے (ٹیپ ورم) اور بھی پیدا ہو جائیں گے۔ لہٰذا انہیں بالکل مٹا دینا بہت ضروری ہے، **سینا** دینا ہو تو ۲۰۰ طاقت کی دوا۔ اس تجربے سے کیڑوں کے سائے گٹھیا یعنی رومیٹزم بھی چلا جاتا ہے۔

COCCULUS INDICUS

(۱۸۰) سر کی گُدّی میں درد اور کاکیولس

ویسے تو کمر میں درد، ٹانگوں کی کمزوری، چلتے ہوئے گھٹنوں کا کمزور ہو جانا، آنکھوں میں ایسا درد گویا انہیں زور زور سے دبایا گیا ہے۔ یہ علامات اس میں پائی گئی ہیں۔ مگر اس کا خصوصی تجربہ سر کی گُدّی میں درد ہونا ہے فیرنگٹن کا کہنا ہے کہ چند سال ہوئے جب ملک میں ایسا بخار پھیلا جس میں بچوں کے سر کی گدی میں درد ہوتا تھا یا وہ سر کی گدی کے نیچے ہاتھ رکھ کر سوتے تھے ان علامات میں انہیں **کاکیولس** دینے سے فائدہ ہوا۔ اس مرض میں اسی دوا کا استعمال بہت فائدہ مند محسوس کیا گیا ہے۔ ویسے سر کی گدّی کا علاج مشکل ہوتا ہے۔

ہومیوپیتھک ڈرگ پکچرز۔" مصنف۔ ڈاکٹر ٹائیلر۔ ص۔۲۹۳۔۲۹۲

COFFEA CRUDA

(۱۸۱) ذہنی کشیدگی سے شب بیداری اور کافیا

ایک عورت بہت بیمار تھی۔ تھک چکی تھی وہ کمزور بھی تھی۔ ڈاکٹر نے کہا کہ اسے ذہنی کشیدگی کے لئے تیز کافی دو۔ اسے اسٹرانگ کافی دی گئی نرس بار بار اندر آتی اور باہر جاتی تھی۔ وہ مریضہ بہت خوش تھی۔ اور اسے نیند نہیں آتی تھی۔ آخر ڈاکٹر نے پریشان ہو کر اسے **کافیا** ۲۰۰ کی ایک خوراک دے دی۔ چند ہی منٹ میں وہ گہری نیند میں سو گئی۔ اس تجربے سے تین نتائج نکلتے ہیں:-

و ۔ کافیا کا اثر فوری ہوتا ہے ۔

ب ۔ طاقتور دوا کا اثر لازمی ہوتا ہے ۔

ج ۔ یہ دوا طاقتور ہونے پر کروڈ شکل کا توڑ پیدا کر دیتی ہے ۔

جب لاٹری وغیرہ جیسے غیر متوقع واقعات سے ذہنی کشیدگی پیدا ہوتی ہے تب اسے طاقتور کافیا دور کرتی ہے ۔ نیند نہ آنے کے لئے امتحانات کے دنوں میں طلباء اکثر کافی پیتے رہتے ہیں ۔ اعلیٰ طاقت کی صورت میں یہ دوا شب بیداری لاتی ہے اور کم طاقت میں نیند ۔

DULCAMARA, ARNICA & COLCHICUM

(۱۸۲) دوا کا مقام اور ڈلکامارا، آرنیکا، کول چیکم وغیرہ

قدرت کا ایسا اصول ہے کہ جس مقام پر جس دوا کی ضرورت ہوتی ہے وہی دوا اس مقام پر پیدا ہوتی ہے جو وہاں ہونے والی تکالیف کو دور کرتی ہے ۔ مثلاً آرنیکا پہاڑوں میں ہوتی ہے ۔ جہاں گرنے رگڑنے وغیرہ سے چوٹ لگنے کا اندیشہ رہتا ہے ۔ جہاں تھکاوٹ ہو سکتی ہے ۔ ڈلکامارا ایک پتہ ہے جو جھاڑیوں میں اس موسم میں پایا جاتا ہے جب گرمی سردی رہتی ہے ۔ لہٰذا یہ دوا گرم سرد ہونے میں سودمند ہے ۔ کول چیکم سُرنجن کو کہتے ہیں یہ موسم خزاں میں پائی جاتی ہے اور ہینس کے "میٹریا میڈیکا" کے مطابق یہ گٹھیا کی مخصوص دوا ہے ۔ لیکن ہومیوپیتھی میں کسی بھی مرض کے لئے کوئی خاص دوا مخصوص نہیں ہے ۔ کول چیکم سے جوڑ کڑے ہو جاتے ہیں ۔ جوڑ سے جوڑ تک چلتا پھرتا درد اور پیٹ آنکھوں تک میں بھی گٹھیا کا درد پہونچ جاتا ہے ۔ اس دوا کے متعلق ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں کہ اس کا مریض باورچی خانے کی بُو برداشت نہیں کرسکتا ۔

(۱۸۳) گٹھیا اور آرٹیکا یورینس URTICA URENS

ڈاکٹر برنیٹ گٹھیا میں آرٹیکا یورینس ٹنکچر کی پانچ بوندیں گرم پانی میں دن میں کئی مرتبہ دیا کرتے تھے جس سے ان کا نام ہی "ڈاکٹر آرٹیکا" پڑ گیا تھا ۔

۱۸۴ پیٹ درد اور کولوسنتھ COLOCYNTHIS

ڈاکٹر نیش لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ ڈاکٹر براؤن نے مجھے کہا کہ اگر مجھے کبھی شک ہوتا کہ ہومیو پیتھی کی یہ چھوٹی چھوٹی گولیاں کیا کر سکتی ہیں تو میں کہہ دیتا کہ کولوسنتھ سے میں نے پیٹ کے درد میں مبتلا کئی بچوں، نوجوانوں اور گھوڑوں تک کو ٹھیک کر دیا ہے ایسی حالت میں میں ہومیو پیتھی پر یقین کیوں نہ لاؤں؟ اس دوا سے ٹھیک ہونے والا پیٹ درد انتہائی اذیت ناک ہوتا ہے۔ مریض پیٹ درد میں دہرا ہو جاتا ہے وہ پیٹ کو دباتا ہے۔ کبھی کبھار مریض کو غصے میں درد اٹھتا ہے تو بھی اس کا استعمال درد کو خاموش کرتے دیکھا گیا ہے۔ جارج رائل لکھتے ہیں کہ کولوسنتھ ایسی دوا ہے جس کی پروونگ خود ہنی مین نے اپنے پر کی، یہ ایسی دوا ہے جس کی باقی سب دواؤں سے زیادہ پروونگ کی گئی۔ پیٹ درد میں دہرا ہو جانا اس کی اہم علامت ہے۔

(۱۸۵) فالج اور کونیئم CONIUM

صدیاں بیت گئیں جب ایتھنس میں سقراط کو سزائے موت دی گئی تھی۔ کونیئم تیار کرنے میں کچھ وقت لگا۔ یہ دوا تیار کر کے اسے دے دی گئی، اس نے پوچھا کہ اب میں کیا کروں؟ اسے کہا گیا کہ چلتے پھرتے رہو جب تھک جاؤ تو لیٹ جاؤ۔ وہ کونیئم لے کر ٹہلتا رہا۔ ٹانگیں تھک گئیں تو لیٹ گیا۔ کچھ ہی دیر بعد دیکھا کہ اس کی ٹانگیں بے حس ہو گئی اور ٹھنڈی پڑ گئی ہیں۔ فالج نیچے سے اوپر چڑھ رہا تھا۔ ایک ایک عضو بے حس ہو رہا تھا اسی عمل کے دوران اس کی موت ہو گئی۔ ایسا فالج جو نیچے سے اوپر کی جانب چڑھتا جائے یہ دوا کارآمد تصور کی گئی ہے۔ کونیئم میں تن اور من دونوں بے حس ہو جاتے ہیں۔ کینے بس انڈیکا سے ذہنی بیداری برقرار رہتی ہے۔ ان دونوں میں یہ فرق ہے۔

مریض کو دوا کا نام نہ بتلانے کے متعلق ڈاکٹر برنیٹ نے ایک مزیدار قصہ لکھا ہے وہ لکھتے ہیں کہ انہوں نے ایک پادری کی بیوی کو زبان کی شکایت کے لئے ایک دوا دی تھی اگلے روز جب میں اسے دیکھنے گیا تو دیکھا کہ اس کی زبان کی حالت بہت خطرناک تھی پوچھنے پر بولی میں نے تمہاری دوا کو چھوا تک نہیں، جب پوچھا تو بولی۔ "تم نے کونیئم دی تھی"۔

تم نے یہ دوا اس لئے دی تھی کیونکہ میں بوڑھی ہوں، اور **کونیم** بڑھاپے میں دی جاتی ہے،"
میں نے کہا۔"میں نے **کونیم** نہیں دی تھی، تم نے کیسے سمجھ لیا کہ **کونیم** دی تھی؟" برنیٹ
مزید لکھتے ہیں کہ چھوٹی موٹی کتابوں میں لکھا ہوتا ہے کہ بوڑھی خواتین کے لئے **کونیم**
فائدہ مند ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ بوڑھوں اور بوڑھی خواتین کے لئے یہ دوا فائدہ مند
ہے مگر فائدہ مند تب ہوتی ہے، اگر اس کی علامات موجود ہوں۔ جو ہومیوپیتھی کی
سڑک چھاپ کتابوں کے مطالعہ سے ہومیوپیتھی کا تھوڑا بہت علم حاصل کر لیتے ہیں وہ یہ نہیں
جانتے کہ جو دوا مرض کو ختم کر سکتی ہے، ہومیوپیتھی کے اصول کے مطابق وہی دوا اس مرض کو
پیدا بھی کر سکتی ہے یہی وجہ ہے کہ مریض کو دوا کا نام نہیں بتانا چاہیئے۔ ورنہ مریض اندھادھند
دوا استعمال کرنے لگتے ہیں۔

(۱۸۶) پسینہ آنا اور کئی مجرب دوائیں

آنکھیں بند کرتے یا سوتے ہی پسینہ آنا کونیم کی علامت ہے اور جسم کے پوشیدہ حصے
پر پسینہ آنا، اور عریاں حصے پر پسینہ نہ آنا **تھوجا** کی علامت ہے۔ مرض زدہ حصے پر ہی پسینہ آنا
اینٹم ٹارٹ کی، درد والے حصے پر پسینہ آنا **کالی کارب** کی، جاگتے میں پسینہ آنا، سوتے
میں نہ آنا **سمبوکس** کی علامت ہے۔ **سیپیا** بھی پسینے کی اس علامت کی دوا ہے۔ جاگتے
ہی پسینہ آنا۔ دل دہلنے پر پسینہ آنا **لیکیسس** کی، کھاتے ہوئے ٹھنڈا پسینہ آنا **مرکیورس**
کی، گانا سنتے وقت پسینہ آنا **ٹیرن ٹولا** کی، کسی طرح کی حرکت کرنے پر پسینہ بند ہو جانا۔
لائیکوپوڈیم کی میٹھا کھانے پر پسینہ آنا **کیلے ڈیم** کی علامت ہے۔ میٹھے پر پسینہ
ایسے لوگوں کو آتا ہے جو حلوائی کی دکان پر کام کرتے ہیں، ان کے خون میں میٹھے کی بو برقرار
رہتی ہے اس لئے ان پر مکھیاں بنی رہتی ہیں ان کے لئے **کیلے ڈیم** بہترین دوا ہے۔ جسم کے
صرف ایک حصے پر پسینہ آنا، سامنے، پیٹھ پر، اوپر کے حصے پر، اور نیچے کے حصے پر پسینہ
آنے کی علامت **نکس ماسکیٹا** سر کے پسینے سے تکیہ بھیگ جانا **کیل کیریا کارب** یا
سائی لیشیا کی علامت ہے۔ اس کا مطلب ہے سوتے وقت سر بھیگ جانا۔

LACHESIS & CROTALUS

(۱۸۷) لیکیسس اور کروٹیلس میں فرق

ہومیوپیتھی میں دواہم دوائیں سانپ کے زہر سے تیار کی جاتی ہیں۔ وہ ہیں لیکیسس اور کروٹیلس۔ ایلن اپنی کتاب "کی نوٹس" میں رقم طراز ہیں کہ لیکیسس میں جلد ٹھنڈی اور بھیگی ہوتی ہے۔ کروٹیلس میں سیلان خون کی خصوصیت ہوتی ہے، خون سیاہ ہو جاتا ہے۔ آنکھ، کان، ناک اور جسم کے ہر ایک حصے سے سیلان خون کی فطرت ہوتی ہے۔ مگر کروٹیلس کی سیلان خون کی کیفیت لیکیسس سے زیادہ ہے۔ ان دونوں کی بہت سی علامات یکساں ہوتی ہیں۔ دونوں میں سونے پر علامات میں اضافہ ہو جاتا ہے، دونوں دواؤں کو چھونے کی ممانعت ہے دونوں پیٹ پر کپڑے کا بند ھنا برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکیسس میں چھونے کا اثر زیادہ ہوتا ہے اور مرض زدہ مقام پر نیل زیادہ پڑنے لگتے ہیں۔ کروٹیلس کا اثر دائیں طرف اور لیکیسس کا اثر بائیں جانب خاص طور پر ہوتا ہے۔ ہم یہاں ڈاکٹر ٹائیلر کی تصنیف ڈرگ پکچرز کے ص۔ ۳۳۴-۳۳۳ میں دو مثالیں دے رہے ہیں۔

CROTALUS

(۹) آپریشن کا سیپٹک کیس اور کروٹیلس

ڈاکٹر ٹائیلر اپنی کتاب "ڈرگ پکچرز" کے ۳۳۳ صفحہ پر لکھتی ہیں کہ سرجری کے ان کے ایک پروفیسر لیکچر دیتے دیتے نڈھال ہو گئے، چہرہ زرد پڑ گیا، ہوش میں آنے کے لئے گھٹنوں کے درمیان سر لٹکا کر بیٹھ گئے۔ انہوں نے بتایا کہ وہ دوپہر کے وقت پیری ٹونائیٹس کے ایک زہریلے مریض کا آپریشن کر رہے تھے، جب ان کے ایک ہاتھ کی انگلی میں سوئی چبھ گئی اور دوسرے ہاتھ میں کٹ لگا ان کے دونوں ہاتھوں کے بازوؤں میں پہلے سے گلینڈ یعنی غدود تھے انہیں فوراً کروٹیلس دی گئی۔ اگلے روز انہوں نے طلباء کو پیغام بھیجا کہ طلباء سے کہو کہ میں بہتر ہوں دو ہفتے بعد وہ پھر کلاس لینے آپہونچے، انہوں نے کلاس کو بتایا کہ انہوں نے کروٹیلس لی، ساتھ کونین بھی لی تھی مگر ان کے دوسرے ساتھی نے جسے یہی تکلیف تھی صرف کونین لی اور وہ مر گیا۔

(ب) سیلان خون اور کروٹے لیس CROTALUS

مذکورہ کتاب میں ڈاکٹر ٹائیلر ڈاکٹر نیش کے تجربے کا حوالہ دیتے ہوئے اسی کتاب کے ص ۳۳۵ پر لکھتی ہیں کہ ایک بوڑھے کی ناک سے خون بہہ رہا تھا جسے کروٹے لیس دی گئی جس کے دینے سے وہ مرنے سے بچ گیا۔ وہ لکھتی ہیں کہ وہ میرا اپنا مریض تھا۔ اسے کئی بار سیلان خون کی شکایت ہوئی مگر یہ دوا پینے کے بعد سے یہ شکایت کبھی نہیں ہوئی۔

CAMPHORA, CUPRUM & VERATRUM ALBUM

(۱۸۸) ہیضہ اور کیمفر کیوپرم اور ویریٹرم کی مثلث

ڈاکٹر کینٹ لکھتے ہیں کہ ہنی مین نے ہیضے کا کوئی کیس نہیں دیکھا تھا لیکن اس کی علامات سن اور پڑھ کر انہوں نے کہا تھا کہ اس مرض کی یہی دوائیں ہیں۔ **کیوپرم** اس وقت دی جاتی ہے جب مریض کی اینٹھن بڑھتی ہے **کیمفر** کا کیس تب ہوتا ہے جب مریض ٹھنڈا پڑ جاتا ہے اور **ویریٹرم** کا کیس تب ہوتا ہے جب اسے بھرپور پسینہ اور قے آتی ہے کینٹ کا کہنا ہے کہ ان تینوں دواؤں کو لے کر آپ اس جگہ بے کھٹکے جا سکتے ہیں جہاں اکثر ہیضہ کی وبا پھیلی ہو، مریض کو اس کی حالت کے مطابق دوا دینی ہوگی۔

(۱۸۹) ٹی.بی اور ڈروسرا I DROSERA

ڈروسرا کے لئے مشہور ہے کہ ایک کھیت میں جہاں یہ پودا لگا ہوا تھا وہاں بکریاں چر رہی تھیں۔ اسے کھانے سے انہیں تیز کھانسی ہو گئی اور جسم کمزور ہونے لگا۔ اس کھانسی کو ہوپنگ کف یا کتا کھانسی کہتے ہیں۔ اس بارے میں ہم آگے لکھیں گے۔ یہاں تو **ڈروسرا** کے ذریعہ ٹی.بی کے مریض کو ٹھیک کرنے اور اس کے اثر کا تذکرہ کیا جائے گا۔

(۹) ڈروسرا اور ٹی.بی II DROSERA

ڈاکٹر ٹائیلر لکھتی ہیں کہ **ڈروسرا** کا ٹی.بی پر کیا اثر ہوتا ہے، یہ مجھے اس وقت معلوم ہوا جب میرے پاس چار سال کا ایک بچہ بھیجا گیا جسے بارہ ماہ کی عمر میں انگلی میں اور چھ ماہ قبل ریڑھ کی ہڈی میں ٹی.بی کی علامات نمایاں ہونے لگیں اسے **کیل کیریا**

اور فاسفورس وغیرہ سب دوائیں دی جاچکی تھیں۔ کچھ فائدہ نہ ہوا تب اسے ڈروسرا ۲۰۰ کی ایک خوراک دی گئی۔ دو ماہ بعد جب ہم اس کی ماں سے ملی تو وہ اس دوا کے متعلق اتنی خوش تھی کہ جسے بیان نہیں کیا جاسکتا۔ ماں کہنے لگی کہ بچے کی ریڑھ کی ہڈی بالکل ٹھیک ہے۔ پچھلے چھ ماہ سے وہ اسکول جانے لگا ہے۔ ہنی ٹین کا کہنا ہے کہ اس کی ایک ہی خوراک دینی چاہیئے اسے دہرانا نہیں چاہیئے۔ ہیوز بیز کہا کرتے تھے کہ اسے دہرانا چاہیئے مگر آگے جاکر اس نے بھی محسوس کیا کہ ہنی ٹین کا کہنا صحیح تھا۔ اس کی ایک خوراک دینی مناسب ہے۔

(ب) ڈروسرا اور کتا کھانسی III DROSERA

اس بات کا دھیان رکھنا چاہیئے کہ ہومیوپیتھی میں کسی مرض کی کوئی خصوصی دوا نہیں ہے۔ یہ سمجھنا غلط ہوگا کہ ٹی بی یا کتا کھانسی کی خصوصی دوا ڈروسرا ہے۔ طلبا کو دواؤں کی پروونگ کا مطالعہ کرنا چاہیئے جس سے پتہ چلتا ہے کہ کس دوا کی پروونگ سے کیا علامات پیدا ہوتی ہیں۔ جس دوا سے موجودہ مرض کی علامات پیدا ہوں وہی دوا کارگر ثابت ہو سکتی ہے۔ مثلاً ہم نے لکھا کہ کتا کھانسی ڈروسرا سے ٹھیک ہوتی ہے۔ مگر جب ایک جگہ کتا کھانسی کی وبا پھیلی تو کالی کارب دینے سے ٹھیک ہوئی۔ یہ بھی لکھ دینا مناسب ہے کہ کتا کھانسی میں بھی ایک خوراک دے کر دیکھنا چاہیئے۔ خاص طور پر کتا کھانسی میں ڈروسرا دینی فائدہ مند ہوتی ہے۔ یہ بھی ڈاکٹر ٹائیلر کی تصنیف "ڈرگ پکچرز" کے ڈروسرا کے تذکرے میں تحریر کیا گیا ہے۔

(۹۰) برسات کا ٹھنڈا موسم اور ڈلکامارا DULCAMARA

اس دوا کے خاص طور پر دو فائدے ہیں، پہلا فائدہ تو یہ ہے کہ برسات کے موسم اور سردی ہونے پر یہ دوا ہر طرح کے مرض کے لئے کارآمد ہے۔ کھانسی زکام ہو، پیچش ہو کوئی جلد کا مرض یا پیشاب کی بیماری ہو، اگر وہ برسات کے دنوں میں شروع ہوئی ہو، اور برسات میں بڑھ جاتی ہو تو ٹائیلر کے تجربے کے مطابق اس کا استعمال سود مند ثابت ہوتا ہے۔ اسے آٹم ریمیڈی یعنی موسم خزاں کا علاج کہا جاتا ہے، جب سردی ختم ہوتی ہے

یا گرمی شروع ہوتی ہے یا برسات شروع ہونے پر یہ دوا استعمال کی جاتی ہے یہ دوا سرد موسم سے گرم موسم یا گرم سے برسات میں فائدہ کرتی ہے اس کے استعمال کے لئے مرض کا موسم سے تعلق جان لینا بہت ضروری ہے۔ اس دوا کا دوسرا استعمال مسوں کے لئے کیا جاتا ہے ہم پہلے بھی نمبر شمار ۴۷، میں یہ درج کر چکے ہیں کہ مسوں کے لئے تین دوائیں مشہور ہیں تھوجا کاسٹی کم اور ڈلکامارا۔ ڈلکامارا گودے دار مسوں کے لئے سودمند ہے۔

(۱۹۱) نیند اور شمال جنوب کی حالت

جسم میں خون کی گردش ہوتی ہے۔ خون میں فولاد موجود ہوتا ہے۔ شریمتی ٹائیلر اپنی کتاب "ڈرگ پکچرز" کے ص ۴۷، ۳ پر لکھتی ہیں کہ اگر نیند میں رکاوٹ آئے تو سر شمال کی جانب اور پاؤں جنوب کو کر کے لیٹنے سے جسم زمین کے مقناطیسی کشش کے مطابق بیٹھتا ہے۔ نیند ٹھیک آتی ہے۔ اس تجربے کو وہ لوگ آزمائیں جنہیں نیند نہیں آتی۔

(۱۹۲) ٹیشو سالٹس اور میگ فاس MAGNESIA PHOSPHORICA

۱۸۷۵ میں ہومیوپیتھک ڈاکٹر شُسلر نے ۱۲ ٹیشو سالٹس کی دوا ایجاد کی۔ تجربے سے یہ پایا گیا کہ ان ۱۲ میں سے میگ فاس سی۔ ایم پوٹینسی ڈس سے نوریا میں حیرت انگیز اثر ڈالتی ہے۔ کبھی تو ایک خوراک سے سے ساری تکلیف جاتی رہتی ہے ان علامات کا مریض کولوسنتھ کی طرح تکلیف میں اور درد میں دُہرا ہو جاتا ہے۔

(۱۹۳) کپکپی، فالج اور جیلسی میئم GELSEMIUM

ہومیوپیتھک دوا لیتے ہوئے اس بات کا دھیان رکھنا چاہیئے کہ کیمسٹ قابلِ اعتماد ہو۔ ڈاکٹر ٹائیلر لکھتی ہیں کہ ایک کیمسٹ نے کہا کہ کئی دوائیں تب بنانی چاہیئں، جب وہ اپنے شباب پر ہوں۔ مثلاً جیلسی میئم تب تیار کی جانی چاہیئے جب یہ تر و تازہ ہو۔ اگر دوا سوکھی ہو اور اس سے وہ بنی ہو گی تو اس کا کوئی فائدہ نہ ہو گا۔ اس کا لینا نہ لینا برابر ہو گا۔ جیلسی میئم فالج کی دوا ہے۔ اگر خالص تازہ بوٹی سے اس کا ٹنکچر بنے گا اور اس سے دوا بنے گی تو اس کی چند بوندوں سے مرض جاتا رہے گا۔ ورنہ سوکھی بوٹی سے تیار کی گئی دوا

بے کار رہے گی۔ خالص اور تازہ بوٹی سے بنی دوا کی پروونگ کا کیا اثر ہوتا ہے یہ مندرجہ ذیل مثالوں سے واضح ہو جائے گا۔

(۹) نان کی وال کی مثال

اس شخص نے تازہ **جیلسی میم** کی ٹنکچر کے دو اونس پی لئے اور تڑاک سے گر پڑا۔ وہ اپنے بستر تک نہ پہونچ سکا، جسم میں کپکپی ہونے لگی کئی روز تک اسے بستر پر بٹھائے رکھا گیا۔

(ب) ایک پادری کی مثال

ایک پادری نے سر درد کے لئے ایک ڈرام **جیلسی میم** پی لی۔ اس نے سینٹ پال کیتھڈرل جانا تھا۔ اسے سب اشیاء دو دو نظر آنے لگیں۔ سینٹ پال کیتھڈرل بھی ایک کی جگہ دو نظر آنے لگے۔ یہ تازہ دوا کا اثر تھا **جیلسی میم** سے اعضاء ناکارہ ہو جاتے ہیں۔ اسے دور کرنے کے لئے اعلیٰ طاقت کی طاقت یافتہ دوا استعمال کرنا مناسب ہے۔

(۱۴) سر درد، لُو اور گلونائین GLONOIN

اس دوا کو ہومیوپیتھی کی مخیرا ہیو ٹیکس میں لانے کا سہرا ہنی مین کے شاگرد کانسٹین ٹائن ہیرنگ کے سر بندھتا ہے۔ اسے نائٹرو گلیسرین بھی کہتے ہیں۔ یہ دوا سو برس روز ۱۸۴۷ میں تیار کی ہومیوپیتھی میں سر درد کی دو اہم دوائیں ہیں۔ **بیلاڈونا اور گلونائین!** **گلونائین** کا حلقہ بہت محدود ہے۔ اگر کوئی شخص **گلونائین** کے پانچ فیصد پانی کے گھول کو زبان سے چھوئے تو اسے منٹوں میں محسوس ہو گا کہ اس کی نبض ۲۰، ۴۰ یا ۱۰۰ کی رفتار سے بڑھ جائے گی۔ اسے سارے جسم میں کپکپی محسوس ہو گی۔ یہ سب کچھ سر میں ہو گا۔ یہ بڑھتا بڑھتا سر درد کی شکل میں ظاہر ہو جائے گا۔ لُو کی علامات میں یہ اعلیٰ ترین دوا ہے اس سر درد میں چکر بھی آتا ہے۔ ڈاکٹر نیش لکھتے ہیں کہ جو لوگ ہومیوپیتھی کی چھوٹی چھوٹی گولیوں کا مذاق اڑاتے ہیں، ان کی آنکھیں کھولنے کے لئے وہ اپنے بیگ سے ایک طاقت کی **گلونائین** رکھا کرتے تھے۔ اس کی ایک بوند مذاق اڑانے والے کی زبان پر رکھ دیتے اور وہ درد سے چلانے

لگتا تھا۔ ڈاکٹر ٹائیلر اپنی کتاب "ڈرگ پکچرز" کے ص ۳۹۲ پر لکھتی ہیں کہ ایک لیڈی ڈاکٹر نے نائیٹرو گلیسرین کے مرکب کو زبان سے چھوا ہی تھا کہ وہ شدید سر درد سے بے چین ہو اٹھی۔ **بیلاڈونا** سے سر درد ہوتا ہے، **گلونائین** سے درد کی لہریں اٹھتی ہیں۔ ان دونوں میں فرق یہی ہے کہ **بیلاڈونا** میں دماغ کے متاثر ہونے کی وجہ سے خون کی گردش تیز ہو جاتی ہے جب کہ **گلونائین** میں خون کی رفتار تیز ہونے کی وجہ سے ذہن متاثر ہوتا ہے لُو لگنے کی شکایت میں **گلونائین** اعلیٰ ترین دوا ہے۔

(۱۹۵) ایگزیما اور گریفائیٹس GRAPHITES

ڈاکٹر نیش ایک بوڑھی موٹی عورت کی مثال دے کر لکھتے ہیں کہ اُسے ایگزیما تھا۔ اسے **سلفر** سی۔ ایم دی گئی، جس سے اس کے سارے جسم میں دانے اُبھر آئے جن سے گوند جیسا چپچپا مواد نکلتا تھا۔ ایسے ایگزیما میں **گریفائیٹس** دی جاتی ہے۔ یہ بھی سی۔ ایم طاقت میں دی گئی جس سے اس کا سارا جسم صاف ہو گیا ڈاکٹر نیش تحریر فرماتے ہیں کہ تین سال کے ایک لڑکے کے سر پر ایگزیما ہو گیا تھا جسے تیز دواؤں سے دبا دیا گیا تھا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ایگزیما تو دب گیا مگر بچہ کمزور ہوتا گیا۔ اور اس کا ہاضمہ بگڑ گیا۔ ڈاکٹر نیش نے اسے **گریفائیٹس** دی۔ اسے نہ تو ایگزیما رہا اور نہ ہی بدہضمی۔ ڈاکٹر نیش لکھتے ہیں کہ **گریفائیٹس** سے کئی تکالیف رفع ہو جاتی ہیں۔ ایسی تکالیف جن کی دو علامات ہوں، پہلی علامت تو یہ ہے کہ اس کی جلد سے گوند جیسا چپچپا مواد نکلتا ہو۔ یہ دوا پنسل کے سکے سے بنتی ہے۔

HEPAR SULPHURIS CALCAREUM & SILICEA

(۱۹۶) ہیپر سلف اور سائی لیشیا کا موازنہ

اس کتاب میں جگہ جگہ ایک دوسرے سے ملتی جلتی دواؤں کا موازنہ بھی کیا گیا ہے۔ اگرچہ اس کتاب کا یہ موضوع نہیں ہے مگر جب ایک دوا کی علامات دی جاتی ہیں تو اس سے ملتی جلتی دوسری دوا پر لکھنے کے لالچ پر ہم پردہ پوشی نہیں کر سکتے مثلاً نمبر ۱۷۴، میں **تھوجا**، **کاسٹی کم** اور **ڈلکامارا** کا مسوں سے متعلق اور نمبر شمار ۱۹۴ میں **بیلاڈونا** اور **گلونائین** کا سر درد کے متعلق تذکرہ کیا گیا ہے۔ اسی طرح اس سلسلے میں **ہیپر سلف** اور **سائی لیشیا** کا زخموں سے متعلق کچھ ذکر کر دینا ضروری محسوس ہوتا ہے۔ کیونکہ زخموں

کے سلسلے میں یہ دونوں دوائیں جڑواں بہنیں نظر آتی ہیں۔ کبھی کبھی ہم فیصلہ نہیں کر سکتے کہ ہیپر دیں یا سائی لیشیا دیں ان کا موازنہ ہم ذیل میں کر رہے ہیں۔ تاکہ کلینکل وارڈ میں بھرتی ہونے والے مریضوں میں سے کسی کو پھوڑے وغیرہ سے متعلق ہم کون سی دوا دیں اس کا فیصلہ ہم کر سکیں۔ کچھ علامات دونوں میں یکساں ہیں اور چند ایک دوسرے کے خلاف ہیں۔

HEPAR ہیپر سلف	SILICEA سائی لیشیا
۱۔ گیلے موسم میں اچھا محسوس کرتا ہے۔	۱۔ ٹھنڈے موسم میں تکلیف محسوس کرتا ہے۔
۲۔ گرم اور سرد موسم چاہتا ہے۔	۲۔ گرم اور خشک موسم چاہتا ہے۔
۳۔ پسینے سے تربہتر ہو جاتا ہے۔	۳۔ پسینے سے تربہتر ہو جاتا ہے۔
۴۔ بانہوں میں کھٹا پسینہ آتا ہے۔	۴۔ سر اور پیروں میں بدبودار پسینہ آتا ہے۔
۵۔ غدود وغیرہ کا پکنا اچانک ہوتا ہے۔	۵۔ غدود آہستہ آہستہ پکتے ہیں۔
۶۔ لیوکوریا کا مریض کمرے میں گھُستا نہیں کہ اس کی بدبو ہر جگہ پھیل جاتی ہے۔	۶۔ اس مریض کا پاؤں جہاں جہاں پڑتا ہے وہاں وہاں پاؤں کے پسینے کی بو آتی ہے۔
۷۔ یہ مریض جسمانی اور ذہنی طور پر حساس ہوتا ہے اور لمس برداشت کر سکتا ہے۔	۷۔ اس مریض میں خود اعتمادی نہیں ہوتی۔

(۱۹۷) سانس کی تکلیف کے لئے پانچ دوائیوں کا جوڑا

بوئن گھاسن سانس کی تکلیف ہونے پر پانچ دوائیں دیا کرتے تھے جو کئی کیمسٹ اپنی دکانوں پر فروخت کیا کرتے تھے۔ ان پانچ دوا کا جوڑ اس طرح ہے۔

ایکونائیٹ ۲۰۰ + اسپنجیا ۲۰۰ + ہیپر سلف ۲۰۰ + اسپنجیا ۲۰۰ + ہیپر سلف ۲۰۰۔

پہلی پڑیا میں **ایکونائیٹ** ہوتی تھی۔ جو سانس کی تکلیف کے شروع میں دی جاتی تھی اس کی علامت یہ ہے کہ تکلیف ایک دم رات کو اٹھ کھڑی ہوتی ہے۔ اس میں **ایکونائیٹ** ۲۰۰ لی جاتی ہے۔ اس سے افاقہ ہو جائے تو اگلی دوائیں دینے کی ضرورت نہیں رہتی تھی۔ اگر اس سے مریض کو سکون نہ ملے تو اگلی پڑیا لینی ہوتی تھی۔ جس میں **اسپنجیا** ۲۰۰ ہوتی تھی۔ اس کی علامت یہ ہے کہ یہ دوا سانس لینے کی تکلیف کو روکتی ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ سانس

آنے ہیں کوئی ڈاٹ لگ گیا ہو اور سانس کا راستہ تنگ ہو گیا ہو اسے یہ دوا ٹھیک کر دیتی ہے۔ تیسری پڑیا ہیپر سلف کی ہوتی تھی جس کا کام سانس کی تکلیف ہیں، دم گھوٹ کھانسی کو ٹھیک کرنا تھا مریض پلنگ سے اٹھ بیٹھتا ہے کہتا ہے۔ سانس نہیں آرہی جس پڑیا تک آرام آجاتا پھر اسے اگلی دوا لینے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اگر ضرورت پڑے تو اسی تسلسل سے دوا لیتے رہنے سے سانس کی تکلیف رفع ہو جاتی ہے۔ دوائیں تو تین ہی ہیں۔ لیکن اگر ضرورت پڑے تو تسلسل سے لینے پر یہ تین کی پانچ دوائیں بن جاتی ہیں۔ مرکب کے معنی ہیں نسخہ۔ ان تین کا مرکب نہیں بلکہ تسلسل ہے۔ بونین گھاسن کے اس تسلسل کے پیش نظر چند افراد نے ہومیو پیتھی کی دواؤں کا مرکب بھی تیار کرنا شروع کر دیا ہے اور وہ ایک دوا سے مریض کا علاج کرنے کے بجائے دونوں کا مرکب تیار کرکے ان کے مکسچر بنانے لگے ہیں۔

اس سوال پر ہم اس کتاب کے پیش لفظ میں غور کر چکے ہیں۔

HEPAR SULPHURIS CALCAREUM

(۱۹۸) کان کی تکلیف اور ہیپر

ڈاکٹر ٹائیلر لکھتی ہیں کہ ہیپر سلف سے میرا تعارف تب ہوا جب ایک بچے کو کان کے علاج کے لئے میرے پاس لایا گیا۔ اس کے کان سے بدبودار مواد نکلتا تھا۔ وہ لکھتی ہیں کہ ہیں سوچ میں پڑ گئی کہ اسے کیا دوں، مرک دوں یا پلس دوں؟ جو عورت میرے پاس اس لڑکے کو لائی تھی وہ بھی لیڈی ڈاکٹر تھی جو بھارت کے نامور ہومیو پیتھ ڈاکٹر یونان سے ہومیو پیتھی سیکھ کر آئی تھی۔ اس نے کہا ہیپر دے کر کیوں نہ دیکھا جائے؟ میں نے ہیپر کی بات سوچی بھی نہیں تھی۔ مگر اس کی تجویز پر میں نے بچے کو ہیپر ۲۰۰ دے دی اور اس کا حیرت انگیز اثر ہوا۔ پھر ڈاکٹر ٹائیلر کے پاس دوسرا کیس آیا۔ یہ بھی کان کی تکلیف کا کیس تھا۔ ایک لڑکی لائی گئی جسے کان کی تکلیف تھی اسے بخار بہت تیز تھا اسے بھی ہیپر سی۔ ایم دی گئی اور جب اگلے روز اسے لایا گیا تو سمجھ میں آگیا کہ وہ سرجری کا کیس نہ ہو کر صرف دوا سے ٹھیک ہونے والا کیس تھا۔

اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ جو مریض ہومیو پیتھی سے شفایاب ہو سکتے ہیں، انہیں بے کار ہی سرجنوں کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔ اور وہ جراحی کے بعد ایک مرض سے چھوٹ کر دوسرے مرض کے شکار ہو جاتے ہیں۔

۱۹۹ ذہنی توازن میں بگاڑ کی تین دوائیں اور بیلاڈونا

BELLADONNA, HYOSCYAMUS NIGER & STRAMONIUM

ہائیوسائمس اور اسٹرےمونیم

جیسے پہلے ہم کوئی بھی دو دو دواؤں کا اشتراک بتا چکے ہیں، ویسے ذہنی توازن میں بگاڑ یا پاگل پن میں مذکورہ تین دواؤں کی ایک طرح کی علامات میں اشتراک دیکھ کر ان کا باہمی تضاد دیکھنا ہوگا تاکہ ان کے استعمال میں ایک دوسرے کے ساتھ الو کھے تال میل کے پیش نظر ان کا خصوصی علامات میں استعمال کیا جا سکے۔ ہم نے دیکھا کہ مسوں سے متعلق **تھوجا، کاسٹی کم** اور **ڈلکامارا** کا، ٹی بی میں **ٹیوبر کیولینم اور ڈروسرا** کا، ہیضے میں **کافیا، کیوپرم** اور **ویریٹرم** کا ایک گروپ ہے، **ہیپر سلف** اور **سائی لیشیا** کا ایک گروپ ہے، **ایکونائیٹ اسپنجیا** اور **ہیپر سلف** کا، **لیکیسس** اور **کروٹےلس** کا ایک گروپ ہے، **لیلیم ٹگ** اور **سیپیا** کا ایک ایک گروپ ہے۔ ویسے ہی ذہنی توازن میں بگاڑ کے تدارک کے لئے **بیلاڈونا ہائیوسائمس** اور **اسٹرےمونیم** کا بھی ایک گروپ ہے۔ ایک گروپ سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ ان کی علامات کے سامنے آنے پر ہمیں مذکورہ علامات کی طرف توجہ دینے کی اور ان کے باہمی بھید جاننے کی ضرورت پڑ جاتی ہے۔ ذہنی توازن میں بگاڑ کی علامات کے سامنے آنے پر ہمارا دھیان جن دواؤں کی طرف جاتا ہے، ان میں **بیلاڈونا**، **ہائیوسائمس**، اور **اسٹرےمونیم** ہیں ان تینوں دواؤں کی خوبیاں مندرجہ ذیل ہیں:۔

(۹) بیلاڈونا — BELLADONNA

بیلاڈونا کی خاصیت یہ ہے کہ سر درد یا کوئی اور علامت اچانک شروع ہوتی ہے اور کچھ دیر رہ کر اچانک چلی جاتی ہے۔ جیسے اچانک آئی ویسے یکایک چلی گئی۔ **اسٹرےمونیم** میں درد یا کوئی علامت آہستہ آہستہ آتی ہے اور پھر اپنے عروج پر پہونچ جاتی ہے، اور آہستہ آہستہ رفع ہو جاتی ہے **سلفیوریک ایسڈ** میں علامت دھیرے دھیرے آتی ہے اور ایک دم چلی جاتی ہے اور دھیرے دھیرے بڑھتی ہے اور ایک دم چلی جاتی ہے۔

ڈاکٹر نیش لکھتے ہیں کہ ایک بار بڑے ڈاکٹر لپی نے مجھے بتایا کہ ایک عورت کے پستانوں میں سوجن اور درد دیر دیر سے چلا آرہا تھا۔ ایسا لگتا تھا کہ آپریشن کرانا پڑے گا۔ وہ درد **بیلاڈونا** دینے سے ایک دم چلا گیا، اس علامت پر چلا گیا کہ لیٹ جانے سے درد ایک دم چلا جاتا تھا۔ ڈاکٹر نیش لکھتے ہیں کہ تب سے انہوں نے اس علامت پر کئی مریض ٹھیک کئے۔

بیلاڈونا کا مریض سر لپیٹ رکھتا ہے یا ڈھانپے رکھتا ہے تاکہ سردی نہ لگ جائے۔ یہ دماغی تکالیف کی اہم دوا ہے۔

(ب) ہائیوسائمس HYOSCYAMUS NIGER

بیلاڈونا اور **اسٹرے مونیم** کی طرح یہ بھی سردرد کی دوا ہے۔ سردرد کے ساتھ متواتر کھانسی رہتی ہے، لیٹنے سے کھانسی بڑھ جاتی ہے، بیٹھنے سے کم ہو جاتی ہے۔ **بیلاڈونا** میں کھانستے کھانستے مریض کا چہرہ سرخ ہو جاتا ہے اور **ہائیوسائمس** سے زرد پڑ جاتا ہے۔ **ہائیوسائمس** کا مریض اتنا کمزور ہو جاتا ہے کہ دیر تک تکلیف برداشت نہیں کرسکتا۔ **بیلاڈونا** اور **اسٹرے مونیم** میں یہ کمزوری نہیں ہوتی۔ اگر کوئی مرض بڑھتے بڑھتے پاگل پن میں بدل جائے تو **بیلاڈونا** کی نسبت **ہائیوسائمس** زیادہ کارگر ہوگی۔ **ہائیو سائمس** کا مریض بڑا شکی مزاج اور حاسد ہو جاتا ہے۔ دوا وہ اس لئے نہیں لیتا کہ اسے شک ہو جاتا ہے کہ اسے زہر دیا جا رہا ہے۔ **بیلاڈونا** اور **ہائیوسائمس** دونوں کو ڈیلیریم ہو سکتا ہے۔ **ہائیوسائمس** کی خصوصی علامت یہ ہے کہ وہ کپڑے اتار کر پھینکتا ہے، اس لئے کہ گرمی لگتی ہے۔ سردی میں بھی بدن کو ڈھک کر نہیں رکھ سکتا۔

(ج) اسٹرے مونیم STRAMONIUM

یہ دھتورے کا نام ہے۔ شدید پاگل پن کی یہ خاص دوا ہے جیسے **ہائیوسائمس** میں شک اور حسد کے عناصر پیدا ہوتے ہیں ویسے اس میں بکواس کرنے اور فحاشی اور خوف کے عناصر نمایاں ہو جاتے ہیں۔ اس خوف کی وجہ سے مریض رحم کی بھیک مانگتا ہے انسان سے بھی اور خدا سے بھی۔

"لیڈرز ان ہومیوپیتھی تھیراپیوٹکس" ۔ مصنف نیش

ذیل میں ہم ان تینوں دواؤں کا مختصر موازنہ پیش کر رہے ہیں۔

بیلاڈونا	ہائیوسائمس	اسٹرے مونیم
سر درد جھٹ آجاتا اور جھٹ چلا جاتا ہے	شکّی پن، کمزوری	ڈر، رحم، درخواست، فحاشی
لُو	حسد	بکواسی - باتونی
ڈیلیریم	ڈیلیریم	ڈیلیریم
پاگل پن	پاگل پن	پاگل پن

(۲۰۰) اعصابی چوٹ اور ہائی پیری کم HYPERICUM

ہائی پیریکم کے متعلق ڈاکٹر نیش لکھتے ہیں، "یہ دوا خصوصی طور پر اعصابی چوٹ کے لئے دی جاتی ہے۔ مثلاً کیل لگ جائے، پن چبھ جائے، چوہا کاٹ جائے۔ جہاں بھی اعصاب یکجا ہوں۔ ریڑھ کی ہڈی کے آخری سرے پر چوٹ لگنے پر یہی دوا دی جاتی ہے۔ جو کام آرنیکا، ہیمے میلیس اور رُوٹا رگڑ لگ جانے پر کرتی ہیں یا کلیں ڈولا نسوں پر چوٹ لگ جانے پر کرتی ہے یا جو کام چاقو لگ جانے یا چھری سے کٹ جانے پر اسٹیفی سیگریا کرتی ہے، وہ کام کیل لگ جانے، پن چبھ جانے، چوہے کے دانت سے کٹ جانے پر ہائی پیری کم یا لیڈم کے ذریعہ ہوتا ہے۔ لیڈم کو اینٹی ٹیٹنک دوا کہا جاتا ہے۔ اگر چوٹ کی جگہ سے ریڑھ کی ہڈی کے آخری سرے پر، کوکیکس میں چوٹ لگنے پر درد اوپر کو جائے تو ہائی پیری کم دینی چاہیئے۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ہائی پیری کم، لیڈم، رُوٹا، اسٹیفی سیگریا ایک ہی گروپ کی دوائیں ہیں۔ ہائی پیری کم کی مندرجہ ذیل دو مثالیں ڈاکٹر ٹائیلر نے اپنی کتاب "ڈرگ پکچرز" میں دی ہیں۔

(۹) لاک جا اور ہائی پیری کم HYPERICUM

ڈاکٹر ٹائیلر لکھتی ہیں کہ کلارک کی لغت میں ایک بچے کی مثال دی گئی ہے جسے چوہے نے کاٹ کھایا تھا۔ کچھ دیر بعد وہ بیمار پڑ گیا۔ وہ بول نہیں سکتا تھا۔ بولتا تھا تو مشکل سے اس کا جبڑا جم سا گیا جسے لاک جا کہا جاتا ہے۔ پانی میں ہائی پیری کم ۵۰۰ طاقت کی دی گئی۔

پہلے ۱۵، ۱۵ منٹ بعد پھر دد، دو گھنٹے بعد، پھر تین بجے آخری خوراک دی گئی اور بچہ سو گیا۔ اگلے دن بچہ ٹھیک ہو گیا۔

HYPERICUM

(ب) کوچوان کے گر جانے سے کمر میں چوٹ اور ہائی پیری کم

پرانے زمانے میں بگھی کے پیچھے ایک نوکر کھڑا رہتا تھا۔ ایک بگھی کا خدمت گار کھڑا کھڑا اسٹرک پر گر پڑا۔ اس کی کمر کی ہڈی میں چوٹ لگی وہ بستر میں ادھر سے ادھر نہیں ہو سکتا تھا چلاتا تھا۔ اسے **ہائی پیری کم** دی گئی اگلے روز جب دیکھنے گئے تو وہ اٹھ بیٹھا تھا اور مزے میں تھا۔

"ڈرگ پکچرز" مصنفہ ڈاکٹر ٹائیلر، ص۔ ۱۹ھ۔ ۱۸ھ۔

(۲۰۱) پل میں تولہ پل میں ماشہ یا ایک دوسرے کی متوازی

فطرت اور اگنیشیا

IGNATIA

اکثر سمجھا جاتا ہے کہ **اگنیشیا** ہسٹریا کی دوا ہے۔ یہ غلط ہے۔ **اگنیشیا** کی بنیادی علامت یہ ہے کہ مریض کبھی ہنستا ہے اور کبھی رونے لگتا ہے، کبھی خوش اور کبھی غمگین۔ اس لئے اسے ہسٹریا کی دوا کہہ دیتے ہیں، جیسے مردوں کی اہم دوا **نکس وومیکا** تصور کی جاتی ہے ویسے خواتین کی اہم دوا **اگنیشیا** سمجھی جاتی ہے۔ **نکس** عصبیلی اور تیز فطرت کی ہوتی ہے۔ **اگنیشیا** جذبات انگیز دوا ہوتی ہے۔ دبے ہوئے جذبات سے جو امراض پیدا ہوتے ہیں وہ مرد ہوں یا خواتین ان کی دوا **اگنیشیا** ہے۔ نیش نے اسے ایک دوسرے کی متضاد فطرت کی دوا کہا ہے۔

ایک عورت کا شوہر مر گیا تھا وہ دن رات روتی رہتی تھی۔ اسے یہ دوا دی گئی، وہ ٹھیک ہو گئی۔

اگنیشیا کی عورت کسی غم کو دبائے ہوئے خاموش رہتی ہے۔

کہیں کہیں ہم ہومیوپیتھی کے کیس نہ دے کر صرف دوا کی علامات دے دیتے ہیں۔ کیونکہ اس دوا کا کوئی کیس ہمارے سامنے نہیں ہوتا۔ ایسی حالت میں اہم یا عجیب و غریب علامت بتا دینا کافی ہوتا ہے۔ **اگنیشیا** ہی ایک ایسی دوا ہے جس میں مریض کو سردی کی حالت میں بھی پیاس لگتی ہے باقی کسی اور حالت میں پیاس نہیں لگتی۔ یہ اسی

دوا کی بخار کی حالت میں عجیب و غریب علامت ہے۔

(۲۰۲) یکساں علامت پر بھی مزاج کا انوکھا پن

آیوڈم اور **آرسینک** دونوں بے چینی اور فکر و تردد کی حامل دوائیں ہیں۔ اگر مریض کا مزاج گرم ہے تو ہم **آرسینک** کی جانب توجہ نہیں دیں گے۔ اسی طرح **آیوڈم** اور **پلساٹلا** میں بھی فرق ہے دونوں کی فطرت گرم ہے دونوں میں بے چینی ہے مگر یہاں آکر دونوں میں فرق ظاہر ہو جاتا ہے۔ **پلساٹلا** بدہضمی کی علامت ہے۔ **آیوڈم** کا مریض ہمیشہ بھوکا رہتا ہے، کھاتا ہی رہتا ہے۔ ایسے امتیازات کے سلسلے میں **برایونیا** اور **کالی کارب** کے فرق پر بھی روشنی ڈالنی ہوگی۔ **برایونیا** کا نمونہ کا مریض تکلیف یافتہ حصے کی طرف ہی لیٹے گا۔ تو اس صورت میں **بیلاڈونا** اور **کالی کارب** کے مریض کی علامات اس کے برعکس ہوں گی۔ یہ ہو سکتا ہے کہ کیس پلوریسی کا ہو جس میں **برایونیا دی جاتی** ہے، مگر مریض جہاں پلوریسی ہو اس جانب نہ لیٹ سکے۔ اس کیس میں **آرسینک** یا **کالی کارب** دی جاتی ہے۔ ہومیوپیتھی میں ان چھوٹی چھوٹی باریکیوں کو دوا کا انتخاب کرتے وقت دھیان میں رکھنا پڑتا ہے۔

(۲۰۳)۔ دمہ اور اپی کاک IPECACUANHA

اپی کاک کی پروونگ میں دمے کی سی علامات پائی جاتی ہیں۔ جی متلاتا ہے، متلی برقرار رہتی ہے، قے آنے پر بھی تکلیف برقرار رہتی ہے۔ اس کی پروونگ کی بنا پر **اپی کاک** دی جاتی ہے۔ مگر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ **اپی کاک** دمے کی دوا ہے۔ دمے میں یہ دوا تبھی کام کرے گی اگر اس میں **اپی کاک** کی پروونگ کی علامات پائی جائیں۔ ایک کامیاب ہومیوپیتھ ڈاکٹر اسے کہا جاتا ہے جو ہومیوپیتھی کی پروونگز یعنی تجربات کا ہمیشہ مطالعہ کرتا رہے اور دواؤں کی علامات سے واقف ہو۔ ڈاکٹر ٹائیلر نے اپنی کتاب "ڈرگ پکچرز" کے ص ۴۳۸۔ ۴۳۹ پر **اپی کاک** کے ذریعہ دمے سے شفایابی کی جو مثالیں دی ہیں، وہ یہاں دی جا رہی ہیں:-

IPECACUANHA (۹) دمہ، ایگزیما اور اِپی کاک

ڈاکٹر ہیل وائٹ لکھتے ہیں کہ دمے کا ایک دائمی مریض میرے پاس آیا جسے دمہ تو تھا ہی اس کے ساتھ ہی ایگزیما بھی تھا۔ دونوں امراض ایک ساتھ تھے۔ **اِپی کاک** کی اعلیٰ طاقت کی دوا دینے پر دیکھا گیا کہ دمہ اور ایگزیما دونوں میں افاقہ ہونے لگا جس کی توقع نہ تھی۔ دمے میں اتنا افاقہ ہوا جتنا پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔ دوا تو دمے کو دیکھ کر دی گئی تھی۔ مگر کارگر دونوں امراض میں ہوئی **اِپی کاک** کو جلد کے مرض میں کون دیتا ہے؟ یہ تجربہ تو ملتی ہے کہ دواؤں کے ذریعہ دبائے گئے جلد کے مرض کو یہ اُبھار دیتی ہے۔ مگر اس کیس میں **اِپی کاک** نے دونوں امراض میں افاقہ کیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ دمہ کسی جلد کے مرض کے دبنے سے ہوا تھا۔ اب جلد کا مرض بھی جاتا رہا اور دمہ سے بھی افاقہ ہو گیا۔

(ب) اپی کاک کے پاؤڈر کو سونگھنے سے دمے کی علامت نمایاں

ہومیوپیتھی کا بنیادی اصول یہ ہے کہ جس دوا سے جو علامات نمایاں ہوتی ہیں، ہلکی طاقت کی وہ دوا لینے سے وہ علامات دور ہو جاتی ہیں۔ اس کا ایک تجربہ انسائیکلوپیڈیا آف ڈرگ پیتھوجینسی" میں تحریر کیا ہے کہ ایک پردور نے **اِپی کاک** کی جڑ کو کوٹ کر باریک کیا اس سے جو بھاپ اٹھی وہ اس کے اندر پہونچی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس کا دم گھٹنے لگا، چھاتی اکڑ گئی پھر اس نے اسے کوٹنا چھوڑ دیا۔ مگر ایک گھنٹہ بعد اس پر دم گھٹنے کا زبردست حملہ ہوا۔ یہ علامات ہر لمحہ بڑھتی گئیں۔ پانچ گھنٹے بعد اس نے محسوس کیا کہ وہ اس گھٹن سے مر جائے گا۔ سانس کی یہ تکلیف اسے کئی روز رہی۔ جو حضرات پردونگ کرتے ہیں، وہ کتنی اذیتیں برداشت کر کے سماج کو نئی زندگی عطا کرتے ہیں، یہ اس واقعہ سے ثابت ہوگا۔

(ج) اِپی کاک کی پرووِنگ کی ایک اور مثال

ایک شادی شدہ لیڈی ڈاکٹر کے شوہر نے اپنی بیوی کو مطلع کئے بغیر ایک پیکٹ لے آئے جس میں زیادہ مقدار میں اِپی کاک تھی اسے کھول کر انہوں نے بوتلوں میں بھر دیا۔ بھرتے وقت اٹھنے والی بھاپ پاس کھڑی ان کی بیوی تک جا پہونچی۔ اس کا پہونچنا تھا کہ وہ چلاّئی "کیا کرتے ہو، میرا دم گھٹ رہا ہے، کھانسی چھڑ رہی ہے"! رات بھر وہ بے چین رہی اور دیکھا گیا کہ صبح تین بجے کھڑکی کے پاس کھڑی سانس لے رہی ہے۔ شام تک اسے کچھ راحت ملی۔ اس دوران اسے کھانسی بھی چھڑتی رہی۔

(د) اِپی کاک سے متعلق ایک ڈاکٹر کا تجربہ IPECACUANHA

جب ایک ڈاکٹر نے اِپی کاک کا پاؤڈر مقام مقررہ پر رکھنے کی کوشش کی تو اس کا دمہ ایک دم ابھر آیا وہ چھ سات روز اسی تکلیف میں مبتلا رہا۔ اور سر توڑ کوشش کے باوجود اسے اس تکلیف سے چھٹکارہ نہ ملا۔ ہنی ٹین کا کہنا ہے کہ مذکورہ مثالوں سے ظاہر ہے کہ یہ پودا خدا نے صرف قے لانے کے لئے ہی پیدا نہیں کیا بلکہ قے کے علاوہ اس کے کئی اور بھی فائدے ہیں۔

۲۰۴ حیض اور اِپی کاک IPECACUANHA

ڈاکٹر ٹائیلر "ڈرگ پکچرز" کے ص ۴۴۴ پر تحریر کرتی ہیں کہ یوٹرائن ہیمریج کے مرض میں اپیکاک کا اتنا زبردست اثر ہوا کہ وہ ڈاکٹر ہنین کے "ہومیوپیتھی فزیشن" نامی کتاب میں سے مندرذیل مثالوں کا تذکرہ نہیں بھول سکتیں۔

(۹) ایک محترمہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہاتھ سے سویٹر بن رہی تھی۔ بالکل صحت مند تھی۔ اچانک ایک دم اس کے رحم سے سیلان خون شروع ہو گیا۔ اسے بستر پر لٹا دیا گیا۔ ڈاکٹر کو بلانے کے لئے آدمی بھیج دیا گیا۔ جب ڈاکٹر آیا تب تک وہ دو تین بار بے ہوش ہو چکی تھیں۔ نبض تیز چل رہی تھی، چہرہ زرد پڑ گیا تھا وہ اتنی کمزور ہو چکی تھیں کہ بول بھی نہیں سکتی تھیں اس کے متعلق ڈاکٹر کو اس کے پڑوس ہی سے تھوڑا بہت علم ہوا۔

سیلان خون اتنا ہوا کہ اس کے کپڑے بھی تر ہو گئے، بستر خون سے لت پت تھا اور کچھ خون تو فرش تک جا پہونچا تھا۔ خون تیزی سے بہہ رہا تھا۔ اور وقت اتنا کم تھا کہ کچھ نہ کچھ کرنا ضروری تھا۔ ورنہ موت دروازے پر کھڑی دکھائی دے رہی تھی، خون بالکل سرخ تھا۔ ظاہر تھا کہ رحم سے آرہا تھا۔ جسم کا نچلا حصہ پسینے سے تر بہ تر تھا۔ ہاتھ ٹھنڈے تھے اور پسینے سے تر تھے۔ پیٹ بھی چپٹا مگر پسینہ آلود تھا۔ خون کا فوارہ پھر بھی جاری تھا۔ بڑی تیزی کے ساتھ شمع حیات بجھنے کو تھی جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے خون بالکل سرخ تھا۔ اور کہیں بھی منجمد نہیں ہو رہا تھا فرش پر بھی پانی کی طرح بہہ رہا تھا۔

ڈاکٹر نے سب کچھ دیکھ کر **اپی کاک** دینے کی سوچی۔ سوچ کر **اپی کاک** ۱۰۰M کی ایک بوند آدھے گلاس پانی میں ٹپکائی اور جلدی سے اس پانی کا ایک چمچ اس کے منہ میں ڈال دیا۔ اس نے جادو کا سا اثر کیا۔ آدھے منٹ میں پانسہ پلٹ گیا۔ پھر ۱۵ منٹ میں کئی بار یا ۱۵، ۱۵ منٹ بعد اس دوا کی ایک خوراک بار بار دی جاتی رہی۔ یہ کیفیت اس وقت تک برقرار رہی جب تک سیلان خون بند نہ ہو گیا ڈاکٹر ایک گھنٹے تک وہاں کھڑا رہا یہ دیکھنے کے لئے کہ سیلان خون پھر جاری نہ ہو جائے۔ پھر کچھ **پلاسیبو** کی خوراکیں دے کر وہ گھر چلا گیا۔

(ب) ایک محترمہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کی عمر ۲۸ سال تھی وہ لمبی پتلی اور چھریری سی تھی اور شادی شدہ بھی۔ اس کے سات سال کا ایک بچہ تھا پھر کوئی اولاد نہ ہوئی۔ اچانک اسے بیٹھے بیٹھے رحم سے سیلان خون جاری ہو گیا۔ چمکدار سرخ خون۔ جب خون ٹھنڈا ہو جاتا تو جم جاتا۔ پیٹ کے نچلے حصے میں بھی درد اٹھنے لگا۔ تھوڑا تھوڑا پسینہ بھی آیا اسے بار بار پیشاب آتا تھا۔ خون پہلے کیس کی طرح فوارے کی طرح چھوٹتا تھا۔ اسے بے ہوشی آگئی، پھر ابکائی ہوئی، سر درد ہوا، چہرہ زرد اور خون سے عاری ہو گیا، کھانسی آتی تھی مگر تھوک لیس دار تھا جو نکلتا نہیں تھا بلکہ چپکتا تھا چلنے پھرنے اور اٹھنے بیٹھنے سے سیلان خون بڑھ جاتا تھا۔ وہ سوچتی تھی کہ وہ کبھی شفایاب نہیں ہوگی اسے **اپی کاک** ۲۰۰ کی ایک بوند پانی میں ڈال کر ایک ایک چمچ دی گئی۔ ہر گھنٹے بعد اسے دہرایا جاتا رہا۔ جب سیلان خون بند ہو گیا تو دوا بھی بند کر دی گئی اور **پلاسیبو** کا پاؤڈر دیا جانے لگا۔

ان مثالوں سے یہ ظاہر ہے کہ دمے اور سیلان خون میں **اپی کاک** بہترین دوا ہے۔

اس کی اہم علامات یہ ہیں:۔ مرض ایک دم اچانک شروع ہوتا ہے، سیلان خون کے دوران لہو کا رنگ بہت سرخ ہوتا ہے اور وہ فوارے کی طرح چھوٹتا ہے۔

(۲۰۵) تاردار کھٹی قے اور آئرس ورس IRIS VERSICOLOR

ڈاکٹر نیش اپنی کتاب "لیڈرز ان ہومیو پیتھک تھیراپیوٹیکس" کے ص ۲۳۸ پر ایک کیس کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ایک ادھیڑ عورت ان کے پاس بغرض علاج آئی، اسے قے آتی تھی جو انتہائی کھٹی ہوتی تھی، منہ سے بلغم نکلتا، جو منہ سے شروع ہو کر فرش تک تار جیسا بندھ جاتی۔ یہ سوچ کر کہ اسے پیٹ کا کینسر ہے اس نے اپنی وصیت لکھ دی تھی۔ وہ مرنے کے لئے تیار تھی اسے کالی بائی کروم دی گئی۔ مگر کچھ افاقہ نہ ہوا مگر جب اسے آئرس ورس دی گئی تو وہ بالکل صحت مند ہو گئی۔ دوا لینے کے دس سال بعد تک وہ زندہ رہی۔ آئرس ورس کی منہ کے تھوک وغیرہ کی علامت یہ ہے کہ منہ سے لے کر آخر تک کھٹا اور تاردار بلغم نکلتا ہے۔ اس کے جسم کا اندرونی حصہ پانی سے بھر جاتا ہے، تاردار ہو جاتا ہے۔ اور کھٹا پن، تو پورے جسم کا اندر کا حصہ بن جاتا ہے، قے بھی کھٹی اور ڈکار بھی کھٹی، سب کچھ کھٹا۔

اس تاردار کھٹے پن کے ساتھ اس دوا میں بدہضمی سے ہونے والا سردرد اہم علامت ہے۔ ڈاکٹر نیش لکھتے ہیں کہ گیس کے اس سردرد میں وہ پہلے ۳ طاقت کی دوا دیا کرتے تھے۔ مگر پھر ۵۰۰۰ کی دوا دینے لگے جس کا انتہائی سودمند اثر ہوا۔ ڈاکٹر نیش اور ڈاکٹر بوگر کا خیال ہے کہ سردرد کے لئے یہ عمدہ ترین دوا ہے۔

(۲۰۶) تاردار بلغم اور کالی بائی کروم KALI BICHROMICUM

آئرس ورس اور کالی بائی کروم کا بھی ایک گروپ ہے۔ جس میں لمبا تاردار بلغم نکلتا ہے۔ آئرس میں تاردار بلغم کے سیلان کے ساتھ تیکھا پن اور اندر پورے جسم میں جلن اور کھٹا پن رہتا ہے۔ کالی بائی کروم میں تاردار بلغم اہم ہے۔ جسم کے کسی بھی حصے ناک، کان، چھاتی، آنکھ، لیکوریا کہیں سے بھی تاردار بلغم اس کی سب سے بڑی علامت ہے۔

(۲۰۷) دمے کا سمندری ہوا میں دبنا اور طاقت آمیز

KALI BICHROMICUM کالی برومائیڈ

مرگی، بے خوابی وغیرہ میں ایلوپیتھی کے ڈاکٹر پوٹاشیم برومائیڈ دیتے ہیں، مگر اس سے مرض مٹتا نہیں بلکہ دبتا ہے۔ دوا کی مقدار بڑھانی پڑتی ہے۔ جسے برومیزم کہا جاتا ہے۔ اس سے جسم میں دانے نکل آتے ہیں، مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس دوا سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ اسے طاقت آمیز کر لیا جائے تو اس سے تو وہ دمہ بھی خاموش ہو جاتا ہے جو سمندری ہوا میں نہیں رہتا، ویسے برقرار رہتا ہے۔ پوٹاشیم برومائیڈ بے خوابی میں دی جاتی ہے۔ مگر برومائیڈ کی نیند، نیند نہیں بلکہ بے ہوشی ہوتی ہے۔ اسے علاج نہیں کہا جا سکتا اس سے دماغ کا گم ہو جانا کہا جا سکتا ہے۔ اس دوا کا استعمال تبھی مناسب ہے جب مریض کو کسی بھی حالت میں نیند نہ آسکے۔ ورنہ ہومیوپیتھی میں نیند لانے کی کئی دوائیں ہیں۔ مثلاً اگر تکان کی وجہ سے نیند نہ آتی ہو، تو آرنیکا سے گہری اور چین کی نیند آئے گی۔ اگر کسی کو تشویش اور بے چینی سے نیند نہ آتی ہو تو ایکونائیٹ سے بھرپور اور مسرت انگیز نیند آئے گی۔ پچھلی عالمی جنگ میں ایک بڑھیا کو گلے کی سوزش تھی اور جو اپنے مکان سے باہر نہیں نکل سکتی تھی اور خوف زدہ تھی۔ جب اس نے دیکھا کہ ہوائی حملے ہو رہے ہیں وہ مارے ڈر کے سو نہیں سکتی تھی۔ اسے خوف کی علامت پر آرسینک دی گئی۔ اور وہ مزے سے سو گئی۔ ایسی قدرتی نیند چھوڑ کر بے ہوشی لانے والی غیر قدرتی نیند کون چاہے گا؟ کالی بروم سے برعکس ہے نیٹرم میور۔

BRYONIA & KALI CARBONICA

(۲۰۸) پلوریسی اور برایونیا اور کالی کارب

پلوریسی میں جسم کے کٹنے کا سا درد ہوتا ہے۔ اور اس میں ان دونوں دواؤں کی طرف توجہ دی جاتی ہے۔ کیونکہ پلوریسی کا درد دونوں میں یکساں ہوتا ہے۔ فرق یہ ہے کہ کالی کارب میں آرام سے پڑے رہنے پر درد بڑھتا ہے برایونیا میں آرام سے پڑے رہنے پر درد کم ہوتا ہے۔ کالی کارب میں سردی لگنے سے درد بڑھتا ہے۔

برایونیا میں گرم سینک سے مرض بڑھتا ہے۔کالی کارب میں درد اٹھنے والے مقام پر دباؤ پڑنے سے تکلیف ہوتی ہے، برایونیا میں مریض درد اٹھنے والے مقام کی طرف لیٹنا چاہتا ہے۔ ہنی مین کا نظریہ ہے کہ چبھن کالی کارب کی اہم علامت ہے چبھن کہیں بھی ہو، پھیپھڑوں میں، پلورلیسی میں، جوڑوں میں، کہیں بھی!

KALI CARBONICA

(۲۰۹)۔ اسہال کا بار بار ہونا اور کالی کارب

ڈاکٹر ٹائیلر لکھتی ہیں کہ ایک بڑھیا بار بار ہسپتال آتی تھی۔ اسے پیچش کے ساتھ پیٹ میں درد بھی ہوتا تھا پھر کولوسنتھ سے ٹھیک ہو جاتی۔ جب بار بار آتی رہی تو اسے کالی کارب دی گئی پھر بالکل ٹھیک ہو گئی۔ ڈاکٹر کینٹ کا کہنا ہے کہ جب مرض بار بار اٹھے تو کالی کارب دینی مناسب ہے۔ کیونکہ کولوسنتھ ایکوٹ ہے۔ اس کا کرانک کالی کارب ہے ٹھیک جیسے بیلاڈونا ایکوٹ ہے اور اس کا کرانک کیلکیریا کارب ہے۔ ڈاکٹر کینٹ لکھتے ہیں کہ کالی کارب ہلکی طاقت کی دی جانی چاہیے۔ ۳۰ یا اس سے بھی کم طاقت میں۔ اگر نشانہ صحیح بیٹھے تو اعلیٰ طاقت میں دی جانی چاہیئے۔

"ہومیوپیتھک ڈرگ پکچرز" مصنف۔ ڈاکٹر ٹائیلر۔ ص۔ ۴۷۱

(۲۱۰) منہ میں سڑاند کی سی بدبو، بچوں کی چڑچڑاہٹ اور

کریوزوٹ

KREOSOTUM

ڈاکٹر ٹائیلر اپنی کتاب "ڈرگ پکچرز" کے ص ۴۷۸ پر لکھتی ہیں کہ ۲۰ سال ہوئے ان کے ہسپتال میں ایک بڑھیا لائی گئی۔ جسے برونکائیٹس تھا۔ مگر جس کے منہ سے اتنی بدبو آتی تھی کہ اس کے پاس جانا ایک مصیبت تھی، منہ سے بھی بدبو اور سانس سے بھی بدبو اسے کریوزوٹ ۲۰۰ کی تین خوراک دی گئیں اور سارا نقشہ ہی بدل گیا۔ اس کی صحت سدھر گئی۔ منہ کی بدبو کے علاوہ جن عورتوں کی شرم گاہ سے ایسی بدبو آتی ہے کہ ان کے پاس کوئی بیٹھنا بھی پسند نہیں کرتا، یہ دوا دینے سے ان کی یہ شکایت بھی جاتی رہتی ہے۔ بچوں کے دانتوں کے سڑنے پر بھی اسے استعمال کیا جاتا ہے۔ سڑاند کے ساتھ بو آنا اس

کی اہم علامت ہے۔ ڈاکٹر مِیڈن اپنی بچی کے متعلق لکھتے ہیں کہ وہ بڑی چڑچڑی اور تنک مزاج تھی سوتی بھی نہیں تھی اسے **کیمومیلا** دی گئی۔ اس سے کچھ افاقہ نہ ہوا چونکہ تکلیف دانتوں کی تھی، لہٰذا یہ سوچ کر اسے **کریوزوٹ** دی گئی۔ اس سے ایک دم خاموش ہو کر سو گئی۔ اور گیارہ گھنٹے سوئی۔ آیا گھبرا گئی اس نے سوچا کہ میں نے اسے افیون کی گولی سونے کے لئے دی ہے، مگر میں نے اسے دانتوں کی تکلیف کے پیش نظر **کریوزوٹ** دی تھی۔

(۲۱۱) دائیں سے بائیں اور بائیں سے دائیں علامات کا آنا جانا اور لیک کینائینم

LAC CANINUM

ڈاکٹر ٹائیلر تحریر کرتی ہیں کہ جب وہ ہسپتال میں زنانہ وارڈ میں کام کرتی تھیں، تو ایک مریضہ آئی جسے ادوے رین کا درد تھا، یہ درد کبھی دائیں جانب ہوتا پھر بائیں طرف چلا جاتا پھر پلٹ آتا۔ اس علامت پر اسے **لیک کینائینم** دی گئی۔ جس سے وہ بالکل ٹھیک ہو گئی۔ **لیک کینائینم** کتیا کے دودھ کو کہتے ہیں، اسے طاقت آمیز کر کے یہ دوا تیار کی جاتی ہے۔ ہنی مہین کا کہنا ہے کہ جو اشیاء یا دوائیں پڑی پڑی سڑ جاتی ہیں یا ناکارہ ہو جاتی ہیں، طاقت آمیزی کے عمل سے وہ ہمیشہ کے لئے کارآمد ہو جاتی ہیں۔ مثلاً اگر **فاسفورس** کو کھلے میں رکھا جائے تو وہ رہ نہیں سکتا۔ اسے پانی میں رکھا جاتا ہے۔ اگر اسے کھلے میں رکھا جائے گا تو باہر کی ہوا کے اشتراک سے وہ **فاسفورس ایسڈ** بن جائے گی، لیکن اگر **فاسفورس** یا کسی بھی دوا کو طاقتور کر دیا جائے اور اسے ۳۰ یا ۲۰۰ وغیرہ کی طاقت میں تبدیل کر دیا جائے تو برسوں پڑے رہنے پر بھی ان میں کوئی تبدیلی نہیں آتی۔ وہ جوں کی توں برقرار رہتی ہے۔ یہی کیفیت **لیک کینائینم** یا دوسری ادویات کی ہے۔ لوگوں کا کہنا ہے کہ ہنی مین کے ۱۰۰، ۱۵۰ سال پرانے بکس میں جو طاقتور دوائیں تھیں، وہ آج بھی اس وقت جیسا کام کرتی ہیں۔ **لیک کینائینم** کا درد مقام بدلتا رہتا ہے۔ کبھی گلے میں، کبھی گھٹنے میں، کبھی کہیں، کبھی کہیں۔

LACHESIS

(۲۱۲) علامات کا بائیں سے دائیں طرف جانا اور لیکے سِیس

لیکے سِیس سانپ کے زہر کا نام ہے اس کی پروونگ کانسٹے ٹائین ہیرنگ نے کی۔ وہ

زندہ سانپوں کو پکڑا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ ایک سانپ نے اسے کاٹ کھایا، وہ بے ہوش ہو گیا، اسے ڈیلیریم ہو گیا، مگر بچ گیا۔ اس نے اپنی بیوی سے پوچھا کہ بے ہوشی کی حالت میں وہ کیا کچھ بکتا رہا۔ اسی بنا پر لیکے سس کی علامات رونما ہوئی ایلن کے انسائیکلوپیڈیا اور ہیرنگ کی تصنیف "گائیڈنگ سمپٹمز" کی بنا پر ہم یہاں اس دوا کی خاص خاص علامات کے پیش نظر چند مثالیں دے رہے ہیں:۔

(۹) خالی اور رقیق اشیاء کا نگلنا اور ٹھوس اشیاء نگلنے کی نسبت زیادہ تکلیف محسوس ہونا

سانپ ٹھوس اشیاء کو آسانی سے نگلتا رہتا ہے، مینڈک کو آسانی سے نگل جائے گا۔ اسی طرح مریض جب رقیق اشیا نگلنے میں تکلیف محسوس کرے اور ٹھوس اشیاء آسانی سے نگل جائے تب سمجھنا چاہیئے کہ یہ لیکے سس کی علامت ہے۔ گلے کے ٹانسل میں ایسی علامت مل سکتی ہے کہ ٹھوس اشیا کو نگل لینا اور رقیق اشیا کو نگلنے میں تکلیف محسوس کرنا لیکے سس کی عجیب وغریب علامت ہے اس لئے لیکے سس کا خصوصی اثر گلے پر پڑتا ہے۔ مریض ٹائی کس کر نہیں باندھ سکتا، وہ گلا کھلا رکھتا ہے۔

(ب) سونے میں تکالیف کا بڑھ جانا یا سوتے میں خوف کھانا

سانپ کے کاٹے سے مریض سو جاتا ہے، مر بھی جاتا ہے۔ لہٰذا لیکے سس کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ سونے سے ڈرتا ہے یا سو کر اٹھنے سے اس کی علامات بڑھ جاتی ہیں۔

(ج) امراض بائیں سے دائیں کو جاتے ہیں

لیکے سس کے مرض کی علامات بائیں سے دائیں کو جاتی ہیں۔ اگر ٹانسل بائیں

طرف شروع ہو اور بائیں سے چل کر دائیں جانب جائے تو یہ لیکے سِس کی علامت ہے۔ اس کے برعکس لائیکو پوڈیم کی علامت ہوتی ہے۔ اس میں علامات دائیں سے بائیں جانب جاتی ہیں۔

(د) شک وشبہ

شک وشبہ اس دوا کی اہم علامت ہے۔ ایک عورت اپنے شوہر پر اتنا شک کیا کرتی تھی کہ مکان کی درز سے جھانک کر دوکان میں شوہر کی نقل وحرکت پر نظر رکھتی تھی کہ کہیں وہ وہاں کی چھوکریوں کے ساتھ چوری چھپے عشق کا کھیل نہ کھیلتا ہو۔ شوہر بالکل بے قصور تھا۔ مگر بیوی کو شک تھا۔ اسے لیکے سِس دی گئی وہ صحت مندانداز سے سوچنے لگی۔ شک دور ہو گیا۔

(د) نیند میں تکلیف

اس کی علامت یہ ہے کہ مریض کی علامات نیند میں نمایاں ہوتی ہیں۔ اور مریض تکلیف کے ساتھ یادرد میں اٹھتا ہے۔ بلغم میں، دمے یا کھانسی یا کسی اور علامت میں تکلیف محسوس کرتا ہے۔ نیند سے اٹھتے وقت اسے کوئی تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ نیند کے بعد اٹھنے میں بھی کسی تکلیف کا نمایاں ہونا، اس کی علامت ہے۔

(۲۱۳)۔ کاٹ، چُبھن وغیرہ اور لیڈم LEDUM PALUSTRE

ایک کیز یولٹی آفیسر جو اپنے کام میں ماہر تھے، وہ اپنا تجربہ اس طرح بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ وہ لیڈم کا استعمال اسی وقت کرتے ہیں کہ جب کہیں کیل چبھ جائے۔ زنگ آلود کیل کی چبھن میں یا ایسے زخموں میں جنہیں چھوا نہ جاسکے یا جہاں پھوڑے یا زخم میں مواد یا پیپ بھر جائے۔ مریض پر گرمی یا سردی کا کیا اثر ہے، اگر یہ فیصلہ نہ ہو سکے تو کٹے ہوئے مقام کو وہ ٹھنڈے پانی کے نیچے رکھ دیتے ہیں۔ اگر اس تجربے سے مریض کو فائدہ ہو تو وہ سمجھتے ہیں کہ اس تکلیف میں لیڈم ہی مناسب دوا تھی۔ اس آفیسر کے تجربے کے کچھ کیس ہم ذیل میں درج کر رہے ہیں:-

(۹) ایک شخص کو زنگ آلود کیل کی رگڑ لگ گئی۔ اس کے زخم میں سیپٹک ہو گیا۔ اس مریض کو گرم پانی کے نیچے رکھا گیا۔ کچھ فائدہ نہ ہوا تازہ چوٹ تھی اس لئے زیادہ سوجن نہ ہوئی، مگر رگڑ کا مقام سرخ ہو گیا تھا۔ لیڈم ۱۲ کی چھ خوراک چار چار گھنٹے بعد دی گیئں اور کہا گیا کہ افاقہ ہونے پر دوا بند کر دی جائے دوا دینے کے دو گھنٹے بعد درد جاتا رہا۔ ۲۴ گھنٹے بعد رگڑ کا کوئی نشان نہ رہا۔

(ب) انگلیاں بُری طرح پچک گئی تھیں۔ پچکاہٹ کی جگہ کو سی دیا گیا تھا۔ درد پھڑک کر اٹھتا تھا، جو بازو تک جاتا تھا۔ اس درد کو ٹھنڈے پانی سے آرام آتا تھا، مریض لمس بھی برداشت نہیں کرتا تھا لیڈم دینے کے بعد درد جاتا رہا۔

(ج) ہم کہتے ہیں کہ ٹھنڈ سے آرام، یہ تحریر کرتے وقت ڈاکٹر کینٹ کا وہ کیس یاد آجاتا ہے جہاں انہوں نے گٹھیا کے مریض کو اپنے پیر برف کے پانی کے ٹب میں ڈالے بیٹھے دیکھا تھا اور پوچھنے پر اس نے بتایا تھا کہ اس تکلیف میں اسے ٹھنڈے پانی سے آرام ملتا ہے یہ کیس لیڈم کا تھا۔

واضح رہے کہ لیڈم سرد مزاج دوا ہے مگر یہ تضاد (طریقی یہی) ہے کہ سرد مزاج ہونے کے باوجود پیروں کے درد یا گٹھیا میں اسے سردی یا برف سے راحت ملتی ہے۔ اگرچہ عام طور پر سرد مزاج دوا کے مریض کو برف سے تکلیف ہونی چاہیئے اس میں تضاد یہی ہے کہ اس کے درد میں برف یا سردی سے تکلیف بڑھنے کے بجائے کم ہوتی ہے۔ ایسی متضاد علامات تو ہومیوپیتھک ڈاکٹر کو یاد رکھنی چاہئیں۔ لیڈم کے مریض گھر میں یا بستر میں سردی برداشت نہیں کر سکتے۔ تضاد صرف درد میں پایا جاتا ہے۔

جیسے آرسینک میں تضاد پایا جاتا ہے، کیونکہ اس میں جلن میں سینک سے راحت ملتی ہے ویسے ہی لیڈم میں تضاد پایا جاتا ہے، کیونکہ اس میں درد میں ٹھنڈک سے آرام ملتا ہے۔ اگرچہ دونوں میں ہونا الٹا چاہیئے۔

(۲۱۴) بچہ دانی وغیرہ کا باہر نکل پڑنا اور لیلیئم

LILIUM TIGRINUM & SEPIA

ٹگری نم اور سیپیا

جیسا کہ ہم نمبر ۱۹۹ اور ۲۰۶ میں تحریر کر چکے ہیں کہ ہو بہو ہیتھی میں تقریباً ایک جیسی علامات کی دواؤں کا ایک گروپ ہوتا ہے، جس میں سے ہمیں مرض کے مطابق دوا کا انتخاب کرنا ہوتا ہے۔ مقام پوشیدہ کے باہر نکل آنے کے تجربے کی علامت پر **لیلیئم ٹگری نم اور سیپیا**، ان دواؤں کا بھی اپنا ایک گروپ ہے۔ ان دونوں میں مذکورہ علامت ہی پائی جاتی ہے۔ مریضہ اپنے مقام پوشیدہ پر ہاتھ رکھے رہتی ہے تاکہ اس کا مقام پوشیدہ باہر نہ نکل آئے۔ **پلسا ٹلا اور بیلاڈونا** کی یہ علامت ہے۔ مگر ان دونوں گروپوں میں فرق یہ ہے کہ **لیلیئم ٹگ اور سیپیا** میں مذکورہ علامات کے باوجود مریضہ کھڑی نہیں رہ سکتی۔ اسے بیٹھ جانا پڑتا ہے یعنی ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر بیٹھتی ہے۔ مگر **بیلاڈونا** کی مریضہ کھڑی رہنا پسند کرتی ہے۔ **پلسا ٹلا** کی مریضہ کا مرض لیٹ جانے پر بڑھ جاتا ہے۔ یہ باتیں ایک دوسرے کے متضاد اور غیر متوقع ہیں اس لئے دواؤں کا انتخاب ضروری ہے۔

ڈاکٹر ٹائیلر ایک مریضہ کا اپنی کتاب "ڈرگ پکچرز" کے ص ۵۱۱ پر تذکرہ کرتے ہوئے لکھتی ہیں کہ وہ اپنے مقام پوشیدہ کے باہر نکلنے کی شکایت کرتی تھی۔ بیٹھنے اور لیٹنے سے تکلیف کے بڑھ جانے کی بات کہتی تھی۔ صرف کھڑے رہنے پر اسے راحت ملتی تھی اسے **پلسا ٹلا** دی گئی اور شفایاب ہو گئی۔

(۲۱۵) پیٹ میں گیس اور لائیکوپوڈیئم **LYCOPODIUM**

ڈاکٹر ٹائیلر ایک مریض کا تذکرہ کرتی ہیں کہ جس کے پیٹ میں اپھارہ تھا۔ بُنت کمر کے کپڑے ڈھیلے کرنے پڑ رہے تھے، دائیں جانب بوجھ سا تھا۔ اسے **لائیکوپوڈیئم** دی گئی سب علامات غائب ہو گئیں۔ **لائیکوپوڈیئم** کی علامات کے مطابق تکلیف چار بجے سے آٹھ بجے کے دوران بڑھ جاتی ہے۔ مریض عام طور پر ذہین ہوتا ہے جسمانی

طور پر کمزور مگر ذہنی طور پر مستعد) جیسے ہم نے کسی جگہ —— ۔ چند علامات کے گروپوں کی ادویات کا تذکرہ کیا ہے : ایسے یہاں بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ پیٹ میں ہوا کی علامت پر تین دواؤں کا گروپ ہے ۔ وہ تین ادویات یہ ہیں ۔ **کاربو ومیج ، لائیکو پوڈیئم اور چائنا ۔ کاربو ومیج** پیٹ کے اوپری حصے میں ہوا بڑھ جانے پر ، **لائیکو پوڈیئم** ناف کے نچلے حصے کی سطح پر ہوا ابھر جانے ، اور **چائنا** سارے پیٹ میں ہوا ابھر جانے پر دی جاتی ہے ۔

MAGNESIA PHOSPHORICA

(۲۱۶) ۔ موسمی تکالیف اور میگ فاس

ہومیو پیتھی کے **کولوسنتھ** اور بایو کیمسٹری کے **میگ فاس** کا موسمی تکالیف کا ایک گروپ ہے **میگ فاس** اعلیٰ ترین طاقت ۱۰۰۸ میں دینے سے موسمی تکالیف فوراً چلی جاتی ہیں ۔ ہومیو پیتھی میں ایسی تکالیف میں **کولوسنتھ** دی جاسکتی ہے ۔ ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ **کولوسنتھ** کا درد غصہ ، چڑچڑا پن اور ریڑھ کی ہڈی وغیرہ میں کسی بھی مقام پر ہوسکتا ہے ۔ ڈاکٹر نیش لکھتے ہیں کہ انہوں نے خود دیکھا ہے کہ اگر درد جلن کے ساتھ ہو ، اور سینک سے راحت ملے تو **آرسینک** سے دور ہو جاتا ہے ۔ اگر درد جلن کے ساتھ نہ ہو ، مگر سینک دینے سے دور ہو جاتا ہو تو **میگنیشیا فاس** (اعلیٰ طاقت) دینے سے دور ہو جاتا ہے ۔ ان دونوں میں درد دور کرنے کی یکساں طاقت ہے مگر **آرسینک** میں جلن پر سینک سے درد میں آرام آتا ہے ۔ جبکہ **میگ فاس** میں درد پر سینک دینے سے آرام ملتا ہے ۔ اس میں جلن کا سوال ہی نہیں اٹھتا ۔

(۲۱۷) ۔ سائیکوٹیک یعنی گونوریئل کیس اور اعلیٰ طاقت میں

MEDORRHINUM **میڈورائنم**

ہنی مین کہتے ہیں کہ بنی نوع انسان تین اقسام کے زہر سے خوف زدہ ہے جو ہمارے اندر بیرونی دواؤں سے دبائے گئے ہیں ۔ یہ زہر زندگی بھر اور نسلاً بہ نسلاً برقرار رہتے ہیں ۔ ان کا نام سورا ، سائیکوسس ، اور سفلس یعنی آتشک ہے ۔ یہ ضروری نہیں کہ جس شخص کا

ہم علاج کر رہے ہیں، وہ جلد کے مرض سوراا، (گونوریا و سائیکوسیس) یا سفلس یعنی آتشک سے ہی ہوا ہو، کسے علم ہے کہ کس بزرگ کا دبا ہوا زہر ہم تک ان کے خون کے ذریعہ آپہونچا۔ مگر ڈاکٹر کا فرض ہے کہ معائینہ کر کے پتہ لگائے کہ مریض کے بظاہر مرض میں مذکورہ زہروں میں سے کوئی زہر تو مرض کے شفایاب ہونے میں رکاوٹ نہیں ڈال رہا؟ اس زہر کو دوا کے توڑ (اینٹی ڈوٹ) سے مرض کا تدارک ہو جاتا ہے۔ کیونکہ غالبًا وہی زہر بظاہر مرض کا سبب ہو سکتا ہے۔ **میڈورائنیم** گونوریا کے زہر سے بنا ہے۔ لہٰذا جسم کے اندر رکاوٹ پیدا کرنے والے زہر کو یہ کاٹ دیتا ہے۔ جن علامات کو دیکھ کر ہم کہہ سکتے ہیں کہ مریض میں گونوریا جسے سائیکوسیس کہتے ہیں کا زہر موجود ہے۔ ان علامات اور ان سے رونما ہونے والی تکالیف کا تذکرہ ڈاکٹر ٹائیلر نے اپنی کتاب "ڈرگ پکچرز" میں اس طرح کیا ہے:-

(۹) سمندری ہوا سے مریض کو راحت

ایک مریض کو گٹھیا تھا جو سمندر کے پاس جا کر رہنے سے غائب ہو جاتا تھا۔ اسے **میڈورائنیم** سی ایم دی گئی۔ مرض جاتا رہا۔ ایک ۳۸ سالہ خاتون کو ڈیوڈی نل السر تھا۔ اسے کھانا کھانے کے دو گھنٹے بعد درد اٹھتا تھا۔ وہ آٹھ برس سے اس مرض میں مبتلا تھی۔ وہ سمندر کے قریب جا کر رہنے لگی۔ اس کا السر جاتا رہا۔ ایک اور خاتون کا تذکرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر ٹائیلر لکھتی ہیں کہ ایک ۴۰ سالہ خاتون کے سر کے بال جھڑا کرتے تھے۔ کھوپڑی پر خارش ہوا کرتی تھی۔ جب وہ سمندری ہوا میں رہنے لگی تو سب ٹھیک ہو گیا۔ اسی علامت پر **میڈورائنیم** ۱۰۰۰ دی گئی۔ اس کے بال جھڑنے بند ہو گئے۔

(ب) گونوریا کی دیگر علامات

مذکورہ علامات کے علاوہ سائیکوسیس جس میں **میڈورائنیم** دی جاتی ہے کی دیگر کئی علامات ہیں۔ جن میں بیشتر دماغی ہیں۔ مثلاً مریض سب کچھ بھول جاتا ہے کھایا یا نہیں کھایا۔ اسے یاد نہیں رہتا، کوئی بات شروع کرتا ہے، درمیان میں بھول جاتا ہے کہ کیا کہا تھا۔ طرح طرح کے لوگ دیکھتا ہے جو موجود نہیں ہوتے۔ وغیرہ وغیرہ۔

(ج) مرض میں رکاوٹ پیدا کرنے والے میازم

ڈاکٹر ایلن اپنی کتاب "میٹریا میڈیکا آف نوسوڈس" میں لکھتے ہیں کہ ایک مریض گٹھیا (رومیٹزم) کے مرض میں مبتلا تھا اسے انتہائی شدید درد ہوتا تھا۔ زندگی سے جدوجہد کرتے ہوئے جب اپنے بستر سے اٹھا تو انتہائی کمزور تھا۔ امید تھی کہ اتنا آرام کرنے، اور صاف اور تازہ ہوا میں رہنے اور صحت بخش خوراک کھانے کے بعد اس کی صحت بہتر ہو گی۔ مگر ہفتے اور مہینے گزر گئے۔ وہ ویسے کا ویسا ہی رہا۔ اس کی صحت میں رتی برابر بھی سدھار نہ ہوا۔ وہ لاٹھی کے سہارے جھک کر چلتا تھا۔ گویا برسوں کا بوڑھا ہو۔ ڈاکٹر لکھتے ہیں کہ تین ماہ بعد میری توجہ اس جانب گئی۔ وہ میرے دفتر کے سامنے سے گزر رہا تھا۔ میں نے سوچا یہ اب تک اس طرح مرا گلا کیوں ہے؟ کیا کوئی میازم یعنی مضر صحت بخارات تو اس کے اندر نہیں آئے؟ ممکن ہے اس نے کوئی بری حرکت کی ہو۔ یا خاندان میں سے کسی فرد کے جسم میں کوئی سورا سائیکوسیس یا سفلس کے جراثیم اس کے اندر چھپے ہوئے ہوں۔ ممکن ہے کوئی گونوریلا زہر اسے پنپنے نہ دیتا ہو کیسی نے پوچھا کہ تمہیں گونوریا تو نہیں ہوا؟ یہ ایک بے ہودہ سوال تھا۔ اس لئے میں خاموش رہا۔ اس وقت ڈاکٹر سوان کی ہدایت میرے ذہن میں آگئی۔ ان کا کہنا تھا کہ اگر کوئی مرض ٹھیک نہ ہوتا ہو یا ٹھیک ہو کر بار بار لوٹ آتا ہو تو **میڈورائنم** سے وہ رکاوٹ دور ہو جاتی ہے۔ اس کی بیوی سے اس بارے میں بات چیت ہوئی مگر وہ کچھ نہ بتا سکی۔ میں نے اس کی بیوی کو **میڈرائنم** کی تین خوراکیں دیں اور کہا کہ اس کا شوہر ہر روز صبح ایک خوراک لیتا رہے۔ اس دوا کے لینے کے دس روز بعد جو شخص چل پھر نہیں سکتا تھا لاٹھی کے سہارے چلتا تھا، کمبل اوڑھے بغیر باہر نہیں نکلتا تھا، لاٹھی اور کمبل پھینک کر میرے دفتر میں آ کھڑا ہوا۔ اس کا گٹھیا بھی چلا گیا۔ سورا، سائیکوسیس اور سفلس کو مدنظر رکھتے ہوئے انہیں توڑنے کے لئے ایسے حیرت انگیز نتائج رونما ہوتے ہیں۔ لہٰذا علاج کرتے وقت ان میازموں کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔

(۲۱۸)۔حاجت ہونے پر مروڑ کا برقرار رہنا اور مرک کور

MERCURIUS & NUX VOMICA

مرک سول اور نکس وومیکا

پیچش میں تین دواؤں کا گروپ ہے۔ **مرک کور، مرک سول اور نکس وومیکا**۔ پیچش میں اینٹھن اور پاخانے کے ساتھ آؤں کی نسبت خون زیادہ آئے تو یہ علامت **مرک کور** میں پائی جاتی ہے۔ پیچش میں اینٹھن اور پاخانے کے ساتھ خون کی نسبت آؤں کی زیادتی کی علامت **مرک سول** میں پائی جاتی ہے۔ مروڑ دونوں میں پاخانہ آنے کے بعد بھی برقرار رہتا ہے۔ **نکس** میں حاجت کے بعد مروڑ تو نہیں رہتا مگر حاجت بار بار ہوتی ہے۔ جیساکہ باقی گروپوں کا ہم نے تذکرہ کیا ہے۔ ویسے حاجت کی تکلیف **مرک سول، مرک کور** اور **نکس وومیکا** کا بھی ایک گروپ ہے۔ گروپوں کا تذکرہ نمبر ۲۱۴، ۲۰۶، ۱۹۹، ۱۹۶ میں دیکھا جاسکتا ہے۔

(۲۱۹) جلد پر ایسی پھنسیاں جو سُوکھ کر پپڑی سی جم جاتی ہیں

MEZEREUM

اور جن کے نیچے مواد جمع ہو جاتا ہے اور میزیریئم

جلد کے کسی حصے پر پھنسیاں ہو جاتی ہیں جو پھیل کر پپڑی سی بن جاتی ہیں۔ ان کے نیچے مواد جمع ہو جاتا ہے۔ کئی بچوں کے سر پر بھی موٹی چمڑی جیسی پپڑی جم جاتی ہے۔ جس میں نیچے سفید شہد جیسا مواد جمع ہو جاتا ہے۔ اس پپڑی میں بچے کے بال چپک جاتے ہیں اور بچہ بہت گندہ نظر آتا ہے۔ کبھی کبھی یہ پپڑی سارے سر کو بھر لیتی ہے جو سر پر ٹوپی سی لگتی ہے، جس کے نیچے مواد بھرا ہوتا ہے۔ اس پر سر کے بال چپکے ہوتے ہیں۔ سر کی پپڑی کے نیچے مواد کی علامت **گریفائٹس** میں بھی ہے۔ ڈاکٹر ٹائیلر کا کہنا ہے کہ اس مرض میں **میزیریئم** خصوصیت کی حامل ہے۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر ڈنہم کا تجربہ قابل ذکر ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ جلد کا مرض دب کر کئی امراض پیدا کر دیتا ہے۔ ایسے کئی امراض میں **میزیریئم** فائدہ مند ہے۔ ایک بچہ چار سال کی عمر میں بہرہ تھا۔ بڑے

ہونے پر اسے اپنے بہرے پن کی وجہ سے کوئی ملازمت نہیں دیتا تھا۔ وہ اپنے بہرے پن سے اتنا پریشان تھا کہ گھر والوں سے بھی علیحدہ رہتا تھا۔ وہ ڈاکٹر ڈن ہم کے پاس برائے علاج گیا۔ اس کے پاس کوئی ایسی علامت نہ تھی کہ جس کی بنا پر دوا کا انتخاب کیا جائے۔ ہنی مین کا کہنا ہے کہ جب مریض کی علامات واضح نظر نہ آئیں تو اس کی پچھلی زندگی یا سوانح حیات یعنی ہسٹری جاننی چاہیئے۔ اس میں مرض کی وجہ پوشیدہ ہو سکتی ہے۔ جب اس لڑکے سے اس کی سوانح حیات جان لی گئی تو پتہ چلا کہ بچپن میں اس کے سر پر پھنسیاں ہوتی تھیں۔ پپڑی جم جاتی تھی۔ اس کے نیچے مواد بھرا رہتا تھا۔ ایلو پیتھک علاج سے اس کے سر پر تارکول کی ٹوپی چڑھا دی گئی۔ جب تارکول نے سر کے بالوں کو جکڑ لیا۔ تو اسے زور سے اتار اگیا۔ اس سے سر کی ساری پپڑی نکل آئی۔ اس کے سر پر سلور نائیٹریٹ لگا دی گئی۔ اس علاج سے سر کا سواد تو چلا گیا مگر تب سے بچہ بالکل بہرہ ہو گیا۔ سر کی مواد آمیز پپڑی کے اس علاج کی بناء پر ڈاکٹر ڈن ہم نے اس بچے کو **میزیریم** کی ایک خوراک دے دی اس ایک دوا کا اثر یہ ہوا کہ ۲۱ دن بعد وہ تھوڑا بہت سننے لگا پھر چھ روز بعد اس دوا کی ۳۰ طاقت کی دوسری خوراک دی۔ پھر ہفتے بعد تیسری خوراک دی گئی۔ آخر بچہ بالکل شفایاب ہو گیا اس سے ظاہر ہے کہ کتنے ہی سال کیوں نہ گزر جائیں مرض کی ابتدا میں مریض کو جو دوا دی جانی چاہیئے تھی، برسوں بعد بھی مریض اسی دوا سے شفایاب ہو جاتا ہے۔

NATRUM MURIATICUM

(۲۲۰) سمندری ہوا سے مرض کا بڑھنا اور نیٹرم میور

ہم نمبر ۲۰۷ اور ۲۱۷ میں لکھ آئے ہیں کہ اگر سمندری ہوا سے مرض ختم ہو جائے تو دمے میں **کالی بروم** اور گٹھیا میں **میڈورانیم** اعلیٰ دوا ہے۔ **نیٹرم میور** میں سمندری ہوا میں مرض بڑھ جاتا ہے۔ برنیٹ لکھتے ہیں کہ پہلے وہ **نیٹرم میور** کو دوا کی شکل میں قبول کرنے کو تیار نہ تھے۔ کیونکہ وہ دیکھتے تھے کہ سب لوگ سبزی ترکاری میں نمک کھاتے ہیں۔ مگر انہیں کوئی نقصان نہیں ہوتا وہ ہومیو پیتھی میں کیسے آئے اور کیسے وہ **نیٹرم میور** کو جو نمک ہی ہے دوا ماننے لگے؟ اس کی ایک کہانی ہے ایک عورت ان کی مریض تھی۔ اسے درد کی شکایت تھی۔ جب وہ اسے سب دوائیں دے

چکے اور کسی سے بھی افاقہ نہ ہوا تو انہوں نے تنگ آکر اسے کسی سمندری صحت افزا مقام پر ہوا بدلنے کے لئے بھیج دیا۔ جب وہ لوٹ کر آئی تو اس کا درد کم ہونے کے بجائے زیادہ بڑھا ہوا تھا سوچ میں پڑ گئے اور لیکن فوراً یہ سوجھی کہ کہیں سمندری نمکین ہوا سے اس پر نمک کی پروونگ تو نہیں ہو گئی، جس سے درد کم ہونے کے بجائے بڑھ گیا ؟ تب سے سمندری ہوا سے مرض بڑھ جانے کی یہ علامت ان کے لئے **نیٹرم میور** دینے کے لئے ایک اچھی خاصی علامت بن گئی۔ جس مرض میں سمندری ہوا سے مرض بڑھ جاتا تھا اس میں یہ دوا دینے لگے۔ اور ہمیشہ مریض کو فائدہ ہوتا تھا۔ مگر مرض میں **نیٹرم میور** طاقتور ہی دینے سے فائدہ ہوتا ہے۔ ۳۰ دو، ۲۰۰ دو، اور اس سے اعلیٰ طاقت میں دو۔

NATRUM MURIATICUM

(۲۲۱) نچلے ہونٹ میں پھٹاؤ ہو جانا اور نیٹرم میور

ڈاکٹر برنیٹ کی یہ عادت تھی کہ دواؤں کی اپنے اوپر پروونگ کیا کرتے تھے۔ گھر میں نمک ہوتا ہی ہے۔ آتے جاتے ایک چٹکی لیتے رہتے تھے۔ چند روز تک اس طرح مسلسل نمک لیتے لیتے ان کے نچلے ہونٹ میں کٹاؤ ہو گیا۔ تب انہوں نے نمک لینا چھوڑ دیا۔ مگر **نیٹرم میور** کی علامت ان کے ہاتھ لگ گئی۔ جن مریضوں کا نچلا ہونٹ پھٹا ہوا دیکھتے تو انہیں **نیٹرم میور** دیتے اور وہ ٹھیک ہو جاتے۔

نیٹرم میور کا مریض سرد مزاج ہوتا ہے۔ گھٹنوں میں سردی، پیروں میں ٹانگوں میں سردی، یہ سردی **نیٹرم میور** ۳۰ دینے سے چلی جاتی ہے۔ **نیٹرم میور** کا ملیریا صبح دس بجے یا ۹ بجے یا ۱۱۔۱۰ بجے شروع ہوتا ہے۔ **لائیکو** کی علامت چار سے پانچ کے درمیان کی علامت ہے۔ آٹھ بجے بخار چلا جاتا ہے۔ ملیریا میں ان دونوں کا وقت سے متعلق گروپ ہے۔ ڈاکٹر کلیٹ لکھتے ہیں کہ کامیاب ہومیوپیتھک معالج ہونے کے لئے **نیٹرم میور** اپنے پاس رہنی ضروری ہے۔ انہوں نے ڈاکٹر ٹائیلر کو ایک مرتبہ لکھا تھا کہ **نیٹرم میور** کو میں کسی حالت میں بھی بھول نہیں سکتا۔ میرے مریضوں میں سب سے زیادہ مریض **نیٹرم میور** کے ہی ہوتے ہیں۔

(۲۲۲) پرانا دمہ یا نمونیہ اور نیٹرم سلف

ڈاکٹر نیش لکھتے ہیں کہ مرطوب ہوا یا موسم برسات کی دوا **نیٹرم سلف** ہے۔ ڈائیریا ہو، گٹھیا ہو یا دمہ، دمے میں نرم بلغم کے ساتھ سینے میں بائیں طرف درد ہونا اس کی واضح علامت ہے، جس میں **برائیونیا** اور **نیٹرم سلف** فائدہ مند ہے۔ مگر دونوں میں فرق یہ ہے کہ **برائیونیا** میں کھانسی خشک ہوتی ہے اور **نیٹرم سلف** میں تر۔ مریض کو کھانسی اتنی تکلیف پہونچاتی ہے کہ وہ بستر پر اٹھ بیٹھتا ہے۔ جب نمونیہ میں درد بائیں چھاتی کے نیچے کے حصے میں ہوتا ہو تو **نیٹرم سلف** اور جب دائیں چھاتی کے نیچے کے حصے میں ہوتا ہو تب **کالی کارب** سے فائدہ ہوتا ہے۔

(۲۲۳) نکس موسکیٹا کی عجیب علامات NUX MOSCHATA

اگرچہ یہ کتاب ہومیوپیتھی کے عملی تجربات پر لکھی جا رہی ہے پھر بھی کئی مقام ایسے آتے ہیں جن میں خصوصی دوا کی کئی علامات بھی تحریر کرنی پڑتی ہیں۔ **نکس موسکیٹا** کی کئی علامات میں سے چند پر ہم روشنی ڈالیں گے۔ یہ علامات مندرجہ ذیل ہیں۔
بے ہوشی اور مختلف تجربات، مثلاً:-

(۹) بے ہوشی اور نکس موسکیٹا NUX MOSCHATA

نٹ میگ (**نکس موسکیٹا**) کے سلسلے میں ڈاکٹر کینٹ لکھتے ہیں کہ کئی سال ہوئے ایک ۸۹ سالہ بزرگ کو دماغ کی نالی میں خون جم جانے یعنی تھرامبوسیس کی وجہ سے فالج گر گیا اور ان پر بے ہوشی طاری ہو گئی۔ وہ نو ہفتے سے بے ہوش تھے۔ اور بے ہوشی اتنی گہری تھی کہ کچھ کھا نہیں سکتے تھے۔ جس ہومیوپیتھ ڈاکٹر سے رابطہ قائم کیا گیا وہ بھی کچھ نہ بتا سکے، اور وہ ایک دوسرے ہومیوپیتھ سے مشورہ لینے گئے۔ خوش قسمتی سے وہ جس کے پاس گئے اسے خود اس مرض کا شکار ہونا پڑا تھا اور تب معلوم ہوا کہ وہ **نکس موسکیٹا** سے شفایاب ہو گئے تھے مریض کو اسی دوا کی ۲۰۰ طاقت

کی ایک خوراک دی گئی اور اس مریض کے متعلق اس کے گھر والوں کی پریشانی دور ہو گئی ۔

(ب) بے ہوشی اور دیگر ذہنی تکالیف اور تھوجا ،

نکس موسکیٹا NUX MOSCHATA

ایک ۲۲ سالہ لڑکی نے نیٹ میگ پیس کر ڈبل روٹی پر مکھن لگا کر اسے اس لئے کھا لی کہ اس کے پھوڑے ٹھیک ہو جائیں ۔ پھوڑے تو ٹھیک کیا ہونے تھے اس کی جو حالت ہوئی اس کا تذکرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر کینٹ لکھتے ہیں کہ پہلے تو اسے نیند سی آئی ۔ اس کی آنکھیں نیم وا ہو گئیں ، اسے ایسا محسوس ہونے لگا کہ اس کے حواس گم ہوتے جا رہے ہیں ۔ فالج سا گرتا محسوس ہوا ۔ جسم میں سناٹا سا آنے لگا ۔ اسے کیسٹر آئل دیا گیا تاکہ قے آجائے ۔ مگر دوا کا اثر ہو گیا تھا ، کبھی ہوش آتا ، کبھی چلا جاتا ، طرح طرح کے خواب آتے ۔ وہ دو مرتبہ چیچک کے ٹیکے بھی لگوا چکی تھی ۔ پہلا کچھ کم اٹھا تھا مگر دوسرا اٹھا ہی نہ تھا ۔ اسے اعلیٰ طاقت میں تھوجا کی تین خوراکیں دی گئیں ۔ پہلے روز ایک خوراک IM ، دوسرے دن 10M ، اور تیسرے دن 50M ۔ تین ہفتے میں اس کی حالت میں کچھ سدھار ہوا ۔ خواب وغیرہ آنے بند ہو گئے ۔ کہنے لگی کہ اسے اپنا نیا جنم ہوا محسوس ہوتا ہے ۔ آخر میں اسے نکس موسکیٹا دی گئی ۔ پہلے ۲۰۰ طاقت کی ۔ اگلے دن 1M ، پھر 10M اور آخر میں 50M ، وہ شفایاب ہو گئی ۔

(۲۲۴) کئی کام کی دوا نکس وومیکا NUX VOMICA

یہ دوا کئی کام کرتی ہے یعنی پولی کریسٹ ہے ۔ مردوں کے کئی امراض کے لئے کارگر ہے ۔ ہر گھر میں اس کا ہونا ضروری ہے ۔ اسے "ٹمپر میڈیسین" کہا گیا ہے ۔ کیونکہ اس کا استعمال مریض کے مزاج کے مطابق کیا جاتا ہے ۔ جو لوگ پریشان ، حاسد ، تنک مزاج ، تیز طبیعت کے مالک ، دوسروں کا ہمیشہ برا چاہنے والے ، بدمعاش

ہوتے ہیں، ان کے لئے یہ دوا فائدہ مند ہے۔ بات بات میں گالی بکنا، غصّے میں اُبل پڑنا نکس کے مریض کا مزاج ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ حلیم اور خاموش مزاج کے لوگوں کو یہ دوا نہیں دی جاتی۔ اگر مزاج کے علاوہ دیگر حالات میں یہ دوا اور مریض کا مزاج یکساں بیٹھتا ہو تو بھی یہ دوا اپنا اثر دکھاتی ہے۔ اس کا اعصابی نظام پر خصوصی اثر پڑتا ہے۔ ہنسی مذاق میں منہ سے نکلا ہوا ایک لفظ بھی قتل کا موجب بن سکتا ہے۔ یہ اس دوا کے مزاج کا خاکہ ہے۔

اس دوا کا اثر انسان پر پورے طور پر پڑتا ہے۔ دل، سر، دماغ، سب نسوں، قوت ہاضمہ، منہ سے لے کر سفرہ تک کا سارا حصہ، سانس لینے کے مقامات۔ مثلاً پھیپھڑے، جگر، پیشاب کرنے کے مقامات۔ اعصابی نظام، جلد، نیند۔ کون سا عضو ہے جو اس کے اثر سے بچا ہو۔ بخار، عادت وغیرہ کچھ بھی تو اس کی زد سے بچ نہیں سکتا۔

شرابیوں کے لئے یہ تریاق ہے۔ شراب کی وجہ سے ایک خاندان کی زبوں حالی کو دیکھ کر بچے کے باپ نے **نکس** بھیج دی جس نے سارے کنبے کو خوش حال بنا دیا اور اس کی شراب چھوٹ گئی۔ واضح رہے کہ **سلفر** کا کام **نکس** کے کام کو پورا کرنا ہے۔ صبح **سلفر** اور شام کو **نکس** دینے سے کئی امراض سے چھٹکارہ مل جاتا ہے۔

NUX VOMICA

(۲۲۵) پیٹ اور آنتوں کے امراض اور نکس

اس دوا کی پروونگ میں آنتوں کے آگے پیچھے کی حرکت ہوتی ہے جس کا مطلب ہے کہ جیسے گینڈویا نامی کیڑا کچھ آگے کچھ پیچھے جا کر آگے چلتا ہے۔ اسی طرح آنتوں میں آگا پیچھا ہوتا رہتا ہے۔ تبھی حاجت کے وقت پاخانہ نکلتا ہے۔ اس کے بعد کچھ پاخانہ اور نکلتا ہے۔ اگر اس رفتار میں رکاوٹ آئے اور بھوک نہ لگے یا قبض ہو جائے تو **نکس** بہتر کام کرتی ہے۔ اس سلسلے میں نمبر ۲۱۸ دیکھنا چاہیئے۔

(۲۲۶)۔ ایگزیما وغیرہ امراض سردی میں بڑھ جاتے اور گرمی میں کم ہو جاتے ہیں اور پیٹرولیم PETROLEUM

ڈاکٹر نیش لکھتے ہیں کہ پھنسی، ایگزیما، ہاتھ پھٹنا۔ اور گٹھیا وغیرہ امراض سردی میں بڑھ جاتے ہیں اور گرمی میں خاموش ہو جاتے ہیں۔ یہ پیٹرولیم کی خصوصی علامت ہے، اس میں کچھ ذہنی انتشار بھی پیدا ہو جاتے ہیں، مثال کے طور پر یہ کہ مریض یہ سوچتا ہے کہ کچھ لوگ اس کے پاس بیٹھے ہیں، جبکہ ہوتے نہیں، کہ اس کے ساتھ بستر پر کوئی دوسرا شخص بھی ہے جو نہیں ہوتا، کہ وہ خود ایک نہیں دو ہیں، کہ اس کے اعضاء دو ہیں وغیرہ وغیرہ۔ ایسی علامات پر **پیٹرولیم** ۳۰ دینی پڑتی ہے، ۲۰۰ طاقت کی یہ دوا بہتر ہوتی ہے۔ مریض یہ بھی محسوس کر سکتا ہے کہ اس کے ہاتھ پاؤں پھٹ کر سوکھ گئے ہیں، جسم میں جلد کا ایگزیما جیسا ہونا **گریفائٹس** جیسا ہوتا ہے۔ مگر دونوں میں فرق یہ ہوتا ہے کہ اس کا مواد پتلا اور پانی والا ہوتا ہے۔ **گریفائٹس** کا مواد چپچپا اور گوند جیسا ہوتا ہے۔

PHOSPHORICUM ACIDUM

(۲۲۷)۔ ذہنی افسردگی اور فاسفورک ایسڈ

مریض ذہنی طور پر اتنا افسردہ اور مایوس ہو جائے کہ وہ خودکشی کرنے کی سوچتا ہی نہیں بلکہ خودکشی کرنے کے لئے تیار بھی ہو جائے تو **اورم** فائدہ مند ہے۔ جب مایوسی کے عالم میں تمام کام چھوڑ بیٹھے، سب کچھ چھوڑ بیٹھے، فکر و تردد، غم، بے حسی، اداسی گھر جانے کی خواہش یعنی ہوم سک نیس اور راہِ فرار اختیار کرنے کی خواہش میں **فاسفورک ایسڈ** فائدہ مند ہے۔ مذکورہ دونوں دواؤں میں سے مناسب دوا ملنے پر افسردہ طبیعت بشاش ہو جاتی ہے۔ **چائنا** میں بھی **فاسفورک ایسڈ** کی علامات ہیں۔ مگر ان علامات کی وجہ کسی آبِ حیات کی قسم کے مادہ کا جسم سے نکل جانا، سرعت انزال اور سیلان خون وغیرہ ہیں۔ کام کے بوجھ سے دب جانے،

ذہنی کشیدگی سے تھک جانے اور افسردگی پیدا ہونے پر فاسفورک ایسڈ دینی مناسب ہے۔ کمزوری اور افسردگی میں فاسفورک ایسڈ، چائنا اور اورم میٹ کا ایک گروپ سمجھنا چاہیئے، جس میں وجوہات کی تحقیق مناسب ہے۔ ناامیدی افسردگی، طبیعت کا گرنا وغیرہ ان ادویات کی علامات ہیں۔

(۲۲۸)۔ بچے کو دست پر دست آنے پر بھی کمزوری نہ ہونا

PHOSPHORICUM ACIDUM

اور فاسفورک ایسڈ

اس دوا کی ایک عجیب و غریب علامت کا ذکر کرتے ہوئے ڈاکٹر کینٹ لکھتے ہیں کہ بچے کو اتنے دست آرہے ہوں کہ اس کا کپڑا تر ہوتا جائے مگر پھر بھی وہ ہنستا کھیلتا رہے، موسم گرما میں یہ دست اتنے آئیں کہ ماں کے کپڑے بھی تر ہو جائیں، پانی جیسے پتلے دست اور بچہ کھیلتا رہے، تو فاسفورک ایسڈ کارآمد ہے۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر نیش لکھتے ہیں کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ عالمِ شباب ہی کی وہ مدت ہوتی ہے جب نوجوان تعلیم کے ذریعہ اپنی مستقبل کی زندگی کو کامیاب بنانے کی تیاری کر سکتا ہے، مگر کبھی کبھی وہ ذہنی طور پر تھک جاتا ہے، تعلیم وغیرہ کے بوجھ تلے اتنا دب جاتا ہے کہ اس سے کچھ بن نہیں پڑتا۔ ایسے عالم میں فاسفورک ایسڈ بہت کارآمد ہوتی ہے۔ خون کی کمی میں فولاد یعنی آئرن کا جو مقام ہے، توجہ ایک جانب مرکوز نہ رہے اور افسردگی اور ذہنی کمزوری میں فاسفورک ایسڈ کا وہی کام ہے۔ یہ دوا ۳۰ یا ۲۰۰ طاقت کی دی جا سکتی ہے۔

PHOSPHORUS, NATRUM MURIATICUM & SEPIA

(۲۲۹)۔ فاسفورس، نیٹرم میور اور سیپیا کا گروپ

نمبر ۲۱۴، ۲۰۶، ۱۹۹، ۱۹۶، میں ہم دواؤں کے گروپوں کا تذکرہ کر چکے ہیں، ویسا ہی ایک گروپ فاسفورس، نیٹرم میور اور سیپیا کا ہے جس کا

تجزیہ اس طرح کیا جاسکتا ہے:۔

ا۔ ہمدردی کی خواہش	فاسفورس	×	×
ب۔ ہمدردی کی عدم خواہش	×	نیٹرم میور اور	سیپیا
ج۔ صحبت کی خواہش	فاسفورس	×	×
ر۔ تنہائی کی خواہش	×	نیٹرم میور اور	فاسفورس
د۔ نمک کی خواہش	فاسفورس	نیٹرم میور	×
ل۔ گھی وغیرہ کی عدم خواہش	×	نیٹرم میور	سیپیا
م۔ سردی ناپسند	فاسفورس	×	سیپیا
ن۔ سرد مزاج مگر سردی پسند	×	نیٹرم میور	×
و۔ رعد یعنی بجلی کی کڑک کا خوف	فاسفورس	×	سیپیا

(۲۳۰)۔ اعلیٰ طاقت کی دوائیں ایک ساتھ رہ سکتی ہیں

اکثر سوال کیا جاتا ہے کہ کیا سب ہومیو پیتھک دوائیں ایک دوسری دوا کا توڑ پیدا کر سکتی ہیں؟ ہنی مین کا عقیدہ ہے کہ طاقت آمیزی کے بعد ان ادویات پر کیمیکل ایکشن یعنی کیمیائی اثر نہیں رہتا۔ اعلیٰ طاقت کی **فاسفورس** کو جب باہر ہوا میں رکھا جائے تو باہر کی ہوا کی آکسیجن کے رابطے میں آکر اس پر کیمیائی اثر ہوتا ہے۔ مگر طاقت آمیزی کے عمل کے بعد ان ادویات پر بیرونی ہوا کا اثر نہیں ہوتا۔ اگر ہوتا تو یہ کیسے ممکن تھا کہ ہم ایک ہی بکس میں سب اقسام کی دوائیں ڈال لیتے ہیں اور ایک بکسے کی تمام دوائیں بدستور اپنا کام کرتی ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ کیمیکل ایکشن یعنی کیمیائی اثر طاقتور دواؤں کا ہوتا ہے۔ ہلکی یعنی کم طاقت آمیز دواؤں کا نہیں ہوتا۔ اگر ہوتا تو وہ اپنا کام کیوں کرتیں؟

(۲۳۱)۔ ٹانسل کی اہم ادویات اور ان کی علامات

ویسے تو ٹانسل کی کئی ادویات ہیں، مگر دن رات کام آنے والی بڑی بڑی

ادویات کی علامات کا تذکرہ ہم ذیل میں کر رہے ہیں:۔

و۔ **کالی میور۔** (۶×) پہلے **ایکونائیٹ، بیلاڈونا** وغیرہ دینے پر کام نہ چلے تو **کالی میور** دیجئے۔

ب۔ **لائیکو** اگر دائیں طرف کا ٹانسل ہو تب دیجئے ۔

ج۔ **لیکے سس** اگر بائیں طرف کا ٹانسل ہو تب دیجئے ۔

د۔ **بیلاڈونا** اگر منہ کی خشکی ہو اور بار بار تھوک نگلنے کی خواہش ہو تب دیجئے۔

ل۔ **بیلاڈونا** اگر گلے میں درد ہو اور لیٹا نہ جا سکے تب دیجئے ۔

م۔ **سورانیم** ۔ ۲۰۰ اگر ٹانسل کے رجحان کو روکنا ہو تب دیجئے ۔

ن۔ **بیرائیٹا کارب۔** اگر ٹانسل کے رجحان کو روکنا ہو تب دیجئے۔ م اور ن کی دوا کا ٹانسل میں ایک جیسا اثر ہوتا ہے ۔

(۲۳۲)۔ ٹانسل اور لیک کینائینم LAC CANINUM

اگر ٹانسل پہلے دائیں یا بائیں طرف ہو، پھر بائیں یا دائیں طرف آجائے تو اس دوا کی جانب توجہ دی جانی چاہیئے ۔

ڈاکٹر نیش لکھتے ہیں کہ ایک گھر میں ٹانسل کے دو مریض تھے ایک کا علاج ایک ایلوپیتھک ڈاکٹر کر رہے تھے جبکہ دوسرے مریض کا علاج ڈاکٹر نیش کے سپرد تھا۔ یہ دیکھنا تھا کہ پہلے کون صحت یاب ہوتا ہے ڈاکٹر نیش کے مریض کے ٹانسل میں پہلے گلے کے ایک طرف سوجن ہو گئی، اگلے روز دوسری طرف ہو گئی۔ ڈاکٹر نیش نے فوراً **لیک کینائینم** سی۔ ایم۔ دے دی اگلے روز وہ مریض اُٹھ بیٹھا۔ دوسرا مریض لٹکتا رہا اور اس کا ٹانسل پک گیا۔ جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے، مرض کی علامت پہلے ایک جانب پھر دوسری جانب آجائے تو **لائیکو، لیکے سس** اور **لیک کینائینم** کا ٹانسل کے لئے ایک "گروپ" بن جاتا ہے۔ گروپوں کے سلسلے میں نمبر ۲۲۹ کے ساتھ اسے بھی شامل کر دیجئے ۔

(۲۳۳)۔ دماغی تھکاوٹ (برین فیگ) اور پک رِک ایسڈ

اس کی اہم علامت یہ ہے کہ دماغ اتنا تھک جاتا ہے کہ پڑھنے لگتے ہی ریڑھ کی ہڈی میں جلن ہونے لگتی ہے۔ پیٹھ کی اس جلن میں چند ادویات کا گروپ ہے۔ جن کے نام یہ ہیں:۔
آرسینک، لائیکوپوڈیم، فاسفورس، زنکم اور پک رِک ایسڈ۔ ان کی علامات مندرجہ ذیل ہیں:۔

۹۔ **آرسینک** ۔ پیٹھ کی جلن۔ جلن میں سینک سے آرام ملتا ہے۔
ب۔ **لائیکوپوڈیم** ۔ کندھے کے درمیان جلن۔
ج۔ **فاسفورس** ۔ پیٹھ کی جلن جُھلک کر ہوتی ہے اور ملنے سے راحت ملتی ہے۔
د۔ **زنکم میٹے لیکم** ۔ ریڑھ کی ہڈی میں جلن ہوتی ہے (برین فیگ) یعنی دماغی تھکان۔
ل۔ **پک رِک ایسڈ** ۔ زنکم اور پک رِک ایسڈ کی علامات یکساں ہوتی ہیں۔ (برین فیگ) یعنی دماغی تکان۔

(۲۳۴)۔ دمہ اور پلساٹلا PULSATILLA

ڈاکٹر ٹائیلر اپنی کتاب "ڈرگ پکچرز" میں لکھتی ہیں کہ دمے کی ایک مریضہ آٹھ سال سے دمے کی شکار تھی اور ۱۴ روز بعد بستر میں جا پڑتی تھی۔ وہ **پلس** سے ٹھیک ہو گئی۔ اس کی علامات یہ تھیں۔ اس کی فطرت سیمابی تھی، کبھی ہنستی، کبھی روتی، کبھی چڑچڑاتی۔ اندھیرے سے ڈرتی تھی، شکی مزاج تھی، گھی مکھن سے اسے نفرت تھی، خواب میں بلّیاں دیکھا کرتی تھی۔ یہ سب علامات **پلساٹلا** کی ہیں۔ اس کو دسمبر ۱۹۲۹ء کو **پلساٹلا** دی گئی۔ پھر جنوری ۱۹۳۰ء میں دی گئی تب سے وہ بالکل صحت یاب ہو گئی۔ اگر کسی مریض میں ایسی دوا کی علامات ملیں تو مریض کو شفایاب ہونے میں دیر نہیں لگتی۔

(۲۳۵) روماٹائیڈ آرتھرائیٹس اور پلساٹیلا PULSATILLA

ڈاکٹر ٹائیلر ایک دوسرے مریض کے متعلق رقمطراز ہیں کہ جسے روماٹائیڈ آرتھرائیٹس کا مرض تھا اس کے جسم کا عضو اس مرض میں جکڑا ہوا تھا۔ وہ ہاتھ مشکل سے ہلا سکتا تھا مگر اس کی علامات یہ تھیں ٹھنڈی اشیاء کھانا چاہتا تھا، کھلی اور ٹھنڈی ہوا پسند کرتا تھا۔ پلساٹیلا دینے کے بعد اس کا نقشہ ہی پلٹ گیا۔

(۲۳۶) جسم کے صرف ایک طرف پسینہ اور پلساٹیلا PULSATILLA

ڈاکٹر ٹائیلر لکھتی ہیں کہ ہسپتال کا ایک ملازم اس بات سے پریشان ہو گیا کہ اس کے جسم کے صرف ایک طرف پسینہ آتا تھا دوسری طرف نہیں۔ یہ پلساٹیلا کی علامت ہے۔ اس سے پوچھا گیا کہ تم اپنے علاج کے لئے کیا لیتے ہو؟ اس نے جواب دیا۔ "پلساٹیلا" "کتنی مرتبہ؟" "لگاتار" اس کا جواب تھا۔ ڈاکٹر نے کہا۔ "تب تو تم اس دوا کی پروونگ کر رہے ہو۔" ہومیوپیتھی کی دوا لگاتار نہیں لینی چاہئے۔ ڈاکٹر کی زیر نگرانی اور اس کے مشورے اور تجویز کے مطابق ہی دوا لینی چاہئے۔ پلساٹیلا اتنی کارآمد دوا ہے کہ ہنی مین نے اس کی ۱۱۵۶ علامات لکھی ہیں۔ اور ایلن نے بھی اس کی پروونگ کی ہے اور اس کی ۳۲۳ ۱ علامات لکھی ہیں۔

(۲۳۷) سیپٹک فیور (نمونیہ) اور پائیوروجین PYROGENIUM

ایک چودہ سالہ لڑکی کو نمونیہ ہو گیا۔ ایک ہفتے سے وہ بخار میں مبتلا رہی دائیں پھیپھڑے میں، کندھے میں درد رہا۔ اُسے بولنے اور کھانسنے میں تکلیف ہوتی تھی ناک سے سانس پنکھے کی طرح چل رہی تھی۔ بخار بہت نیچے اتر گیا۔ یعنی ۹۷ کے قریب پائیوروجین اعلیٰ طاقت میں دی گئی وہ تیسرے روز شفایاب ہو گئی۔ مگر نمونیہ میں غالباً ایسا ہوتا ہی ہے لہٰذا کہہ نہیں سکتے کہ دوا کا اثر تھا یا خود ہی ایسا ہو گیا۔

(۲۳۸) بخار اور پائیوروجین PYROGENIUM

ایک اور خاتون کا تذکرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر ٹائیلر لکھتی ہیں کہ اسے کل بخار ہوا رات بڑی پریشانی سے گذری بستر میں ایک جگہ ٹک کر نہیں لیٹ سکی کروٹیں بدلتی رہی رسٹاکس سے کوئی افاقہ نہ ہوا اگلا دن بھی یوں ہی گذرا۔ اسے اعلیٰ طاقت میں پائیوروجین دی گئی۔ آہستہ آہستہ بخار اتر گیا اور وہ صحت یاب ہو گئی۔ پائیوروجین مواد سے بننے والی دوا ہے۔ یہ ٹائیفائیڈ اور نمونیہ وغیرہ میں کارگر ثابت ہوتی ہے۔

RANANCULUS BULBOSUS

(۲۳۹)۔ ہرپیز زدہ سٹراور رینن کیولس

ڈاکٹر ٹائیلر اپنی کتاب میں تحریر کرتی ہیں کہ ہرپیز کے جتنے بھی مریض ان کے پاس آئے سب رینن کیولس نامی دوا اعلیٰ طاقت میں دینے سے شفایاب ہو گئے۔ انہیں ایک ایسے مریض کا بھی علم نہیں جو اس دوا سے صحت یاب نہ ہوا ہو اگر کوئی ایسا کیس تھا جس میں درد کے ساتھ جلن تھی وہ آرسینک سے ٹھیک ہو گیا۔

RHUS TOXICODENDRON

(۲۴۰)۔ حرکت سے تکلیف کم ہونا اور رس ٹاکس

ہنی مین کا کہنا ہے کہ دو دوائیں ایسی ہیں جو باہمی طور پر متضاد ہیں۔ ایک ہے رس ٹاکس اور دوسری برایونیا ہے۔ دونوں کی علامات یکساں ہیں۔ مگر اس کے نتائج ایک دوسرے کے برعکس ہیں۔ اگر آرام سے پڑے رہیں اور حرکت نہ کریں تو برایونیا سے فائدہ ہوتا ہے، اور اگر آرام سے نہ پڑے رہیں، حرکت کرتے رہیں تو رس ٹاکس سے افاقہ ہوتا ہے۔ جب ہم پہلے پہل حرکت شروع کرتے ہیں تو رس ٹاکس سے درد ہو گا، اور اگر نقل و حرکت جاری رکھی جائے اور چلتے رہنے کا عمل برقرار رہے تو رس ٹاکس سے افاقہ ہو گا، تبھی مریض جس مرض میں کروٹیں بدلتا رہتا ہے، ایک کروٹ نہیں لیٹنا چاہتا، اس میں رس ٹاکس سے فائدہ ہو گا۔

(۲۴۱)۔ چوٹوں، تکان اور نس پر چوٹ لگنے پر دواؤں کا موازنہ

ذیل میں ہم چوٹوں کی ۹ دواؤں کے گروپ کا تذکرہ کر رہے ہیں۔

(۹) رُوٹا۔ ہڈی پر غلاف استخواں (پری آسٹیئم) ہوتا ہے اس کا کچل جانا، اور

آنکھ وغیرہ کی چوٹ پر یہ دوا فائدہ مند ہو گی۔ سفرہ کا باہر آجانا جسے پرولیپس کہتے ہیں، اس کی یہی اعلیٰ دوا ہے۔ اس کے لئے اگنیشیا بھی کارگر دوا ہے۔

(ب) ہائی پیریسی کم۔ ریڑھ کے نچلے حصے "کاکس" کی چوٹ جو پھسل جانے پر لگتی ہے، یہ دوا اس مرض میں فائدہ مند ہوتی ہے۔

(ج) آرنیکا۔ سب طرح کی چوٹوں کے لئے کارگر ہے۔ سارا جسم چوٹ کھا جاتا ہو، گر جانا یا مکان کی چھت سے گر پڑنا وغیرہ۔

(د) رس ٹاکس۔ مچ پھوڑ میں کارگر ہے۔

(ل) لیڈم۔ کیل وغیرہ چبھ جانا۔ اسے اینٹی ٹیٹنس بھی کہتے ہیں۔ کیل چبھتے ہی یہ دوا ۲۰۰ کی طاقت میں لینی چاہیئے۔

(م) سم فائیٹم۔ ہڈی پر چوٹ کے لئے کارگر ہے۔

(ن) کیلیں ڈولا۔ کھلے زخموں کو دھونے اور بھرنے کے لئے اس کا لوشن کام آتا ہے۔ یہ کیمسٹ ہی بنا سکتا ہے۔

(و) بیلیس پیرے نس۔ برنیٹ نے اسے تکان دور کرنے کے لئے مزدوروں اور باغبانوں کی شہزادی قرار دیا ہے۔

(ے) زنکم میٹے لیکم۔ جانگھوں کی تکان کے لئے سود مند ہے۔

(۲۴۲)۔ سر درد کی علامات کے مطابق اہم دوائیں

(ا) نکس وومیکا۔ پیٹ کی گڑبڑ، ذہنی پریشانی کی وجہ یا غم، غصے، اور حسد وغیرہ کی وجہ سے صبح اٹھتے ہی سر درد۔

(ب) بیلاڈونا۔ سر درد کا اچانک شروع ہو جانا، دوپہر تک بڑھتے رہنا، شام کو اچانک غائب ہو جانا۔ سر درد کی یہ اہم دوا ہے۔

(ج) اسٹینم۔ آہستہ آہستہ سر درد کا بڑھنا، اور انتہائی شدید ہو کر شام کو آہستہ آہستہ ختم ہو جانا۔

(د) سلفیورک ایسڈ۔ آہستہ آہستہ سر درد کا شروع ہونا اور ایک دم ختم

ہوجانا۔ **اگنیشیا** کی بھی یہی علامت ہے۔

(ل) **سنگونیریا**۔ سر کے دائیں جانب درد ہونا، طلوعِ آفتاب کے ساتھ شروع ہوکر غروب آفتاب کے ساتھ ختم ہوجانا۔

(م) **اسپائی جیلیا**۔ سر کے بائیں جانب درد ہونا۔

(ن) **کالی بائی کردم**۔ چلتے پھرتے درد جو نہ جانے کب شروع ہوا اور ایک دم چلا جائے۔

(و) **اگنیشیا**۔ کہیں کہیں روپے کے برابر گول مقام پر درد ہونا۔ درد اپنی جگہ بدلتا رہتا ہے۔ کبھی کہیں، کبھی کہیں۔

(۲۴۳)۔ اُداسی اور سیپیا SEPIA

ڈاکٹر گبتن تیلر کے متعلق مشہور ہے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ اگر ان کے پاس **سیپیا** کے علاوہ کوئی دوسری دوا نہ ہو تو اسی میں اتنی علامات ہیں کہ وہ اس دوا سے تمام امراض کا علاج کر لیں گے۔ ڈاکٹر ٹائیلر نے اپنی کتاب میں **سیپیا** کی جو تصویر کشی کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ زندگی کے تئیں افسردگی کی علامت ہے۔ ایسی مریضہ بال بچوں میں رہتے ہوئے بھی نہ رہنے کے برابر ہے وہ گھر کے سب کام کاج چھوڑ کر افسردگی کے عالم میں تنہا جا بیٹھتی ہے۔ شوہر آئے یا نہ آئے، اس کی بلا سے! ڈاکٹر ٹائیلر نے **سیپیا** کا ایک تصوراتی خاکہ کھینچا ہے۔ جس سے **سیپیا** کی ایک تصویر سامنے آجاتی ہے، یہ خاکہ اس طرح کھینچا گیا ہے:۔

(۱) ایک دھوبن تھکی ماندی اپنے چار پانچ بچوں کے ساتھ گھاٹ پہونچتی ہے۔ پسینے سے تر بہ تر بغلوں سے پسینہ ٹپ ٹپ گر رہا ہے وہ کمرے میں ٹک نہیں سکتی کیونکہ وہاں گرمی ہے، بھیڑ بھی ہے۔ باہر سے ہوا آرہی ہے، وہ اسے برداشت نہیں کرسکتی۔ وہ سوچتی ہے کہ کہیں چین سے بیٹھ جاؤں، مگر بیٹھ بھی نہیں سکتی۔ اس کی کمر اور پیروں میں بھی درد ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ شرم گاہ باہر نکل آئے گی۔ وہ بیٹھ جاتی ہے۔ ٹانگوں کو ایسے رکھ کر جس سے شرم گاہ کا اندرونی حصہ اندر ہی اندر رہے جیسا **لیلیم ٹگ** میں ہوتا ہے۔ بچوں

سے ناقابل برداشت حد تک پریشان ہے۔ بچے چیزیں اٹھا اٹھا کر پھینکنے لگتے ہیں، وہ چیزان سے چھین کر دور پھینک دیتی ہے۔ سارے جھنجھٹ چھوڑ کر تنہائی میں جا بیٹھتی ہے زندگی کے تئیں یہ ادبی خاکہ ڈاکٹر ٹائیلر نے سیپیا کی مریضہ کا کھینچا ہے۔ اسی صورت میں اس مرض میں مرد بھی مبتلا ہو سکتا ہے، اور عورت بھی۔ اسے سیپیا دینے سے اس کا حلیہ ہی بدل جائے گا۔ وہ زندگی سے افسردہ ہونے کے بجائے زندگی سے لطف اندوز ہونے لگے گی۔ یہ خاکہ تو تصوّراتی ہے۔ اسی سلسلے میں ڈاکٹر ٹائیلر چند ایسے مریضوں کا بھی ذکر کرتی ہیں جو ہسپتال میں داخل ہوئے اور سیپیا کے ذریعہ شفایاب ہو کر لوٹے۔ ایسی چند مثالیں ہم ذیل میں پیش کر رہے ہیں:-

(ب) ایک شخص نے ڈاکٹر سے آکر کہا "ڈاکٹر" ایک نوجوان اپنے بچے کو دیکھ نہیں سکتا تھا۔ دیکھتا ہے تو اسے مار ڈالنے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ اسے کمرے میں بند کر دیا تو اندر بکتا جاتا ہے، نہ خود بچے کو چھوتا ہے نہ کسی دوسرے کو اس کے پاس آنے دیتا ہے۔ اسے سیپیا دی گئی تو اس کا نقطۂ نظر ہی بدل گیا۔ اب بچے کو چھاتی سے چپکائے پھرتا ہے۔

(ج) اسپتال میں ایک معصوم، خوبصورت اور پرکشش لڑکی لائی گئی مگر وہ گم صُم رہتی تھی۔ کچھ بولتی ہی نہیں تھی۔ کسی سے بات بھی نہیں کرتی تھی۔ پتہ چلا کہ جب سے اس کا بھائی اسے چھوڑ کر غیر ممالک میں چلا گیا تب سے اس کا یہ حال ہے۔ اسے سیپیا دی گئی اور معمول پر آگئی۔ سیپیا اپنا اثر دکھانے میں کئی روز لیتی ہے۔ یہ دوا ۲۰۰ طاقت میں دیئے جانے پر اپنا اثر دکھاتی ہے۔

(۲۴۴)۔ سائی لیشیا کی علامات SILICEA

یہ دوا ایسی ہے جس کے کیس بچوں میں بہت زیادہ پائے جاتے ہیں۔ کئی ڈاکٹروں نے کئی بچوں کا علاج کیا ہے، اور انہوں نے اس کی جو جو اہم علامات بتائی ہیں ان کا اپنی کتابوں میں تذکرہ کیا ہے۔ اسی بناء پر ہم سائی لیشیا کے متعلق مصنّفین کی بیان کردہ علامات ذیل میں پیش کر رہے ہیں۔

(۹)۔ ڈاکٹر نیش کی تحریر کردہ علامات

ڈاکٹر نیش لکھتے ہیں کہ اس دوا کے لینے سے بچوں کا سر پسینے سے تر ہو جاتا ہے۔ سارے جسم کے مقابلے میں پیٹ بڑھ جاتا ہے۔ جسم کے اعضاء جھڑ جاتے ہیں۔ وہ بوڑھا سا لگتا ہے، پڑھنا لکھنا اور چلنا پھرنا دیر سے شروع کرتا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ اس کی پرداخت نہیں ہو رہی وہ ٹھہر سا گیا ہے، اسے پاخانہ سخت آتا ہے۔ صرف آدھا نکلتا ہے۔ اور باقی پیچھے لوٹ جاتا ہے۔ مریض سردی بہت محسوس کرتا ہے۔ جسمانی طور پر وہ پھلتا پھولتا نہیں ہے۔

(ب)۔ گورنیسی کی تحریر کردہ علامات

پیروں میں بدبودار پسینہ آتا ہے۔ سونے پر سر پسینے سے تر ہو جاتا ہے۔ سر پر پسینہ تو کیلکیریا کارب کے نیچے پر بھی آتا ہے، مگر کیلکیریا میں تھُل تھُلا ہوتا ہے۔ سائی لیشیا کا مریض سینک سلائی جیسا دبلا پتلا اور کمزور ہوتا ہے۔ اس کا پیٹ بڑھا ہوا ہوتا ہے۔ سائی لیشیا کا بچہ دیکھتے ہی پہچانا جاتا ہے۔

STAPHISAGRIA

(۲۴۵)۔ آپریشن کا درد اور اسٹیفی سیگریا

ایک اسپتال میں ایک مریض کے سفرے کا آپریشن ہوا۔ اس کے بعد اسے ناقابلِ برداشت درد ہوا کہ اسے سنبھالنے کے لئے نرس کو بلانا پڑا۔ خوش قسمتی سے اس سرجن کو اسٹیفی سیگریا کی خوبی معلوم تھی۔ وہ دوا منگا کر دی گئی۔ ایک گھنٹے بعد آ کر دیکھا تو مریض گہری نیند سویا ہوا تھا۔ یہ دوا ان تکالیف میں دی جاتی ہے۔

(۹) آنکھ کی اسٹائی۔ (ب) غصّہ دب جانے پر بے خوابی کا مرض۔ (ج) مثانے کے غدود (پروسٹیٹ) کی تکلیف۔

(۲۴۶)۔ وہی سمیلر اور اس جیسا، سیم میں فرق اور سلفر

سلفر کے ذیل میں ڈاکٹر ٹائیلر نے ایک بڑے پتے کی بات لکھی ہے، جو ہر ہومیو پیتھ کو جاننی چاہیئے۔ ہومیو پیتھی کا یہ اصول ہے کہ جو دوا جن علامات کو نمایاں کرتی ہے وہی دوا اس مرض میں افاقہ کرتی ہے، جو علامات اس دوا سے پیدا ہوتی ہیں۔ لوگ اس اصول کو مکمل طور پر نہیں سمجھتے، وہ سمجھتے ہیں کہ اگر سلفر سے خارش پیدا ہوتی ہے تو طاقت آمیز (پوٹینٹائزڈ) سلفر دور کر دے گی۔ یہ اصول کو صحیح طور پر نہ سمجھنے کی وجہ ہے۔ اصول یہ ہے کہ جو دوا جن علامات کی پروونگ کرتی ہے وہی دوا ان جیسی علامات کا تدارک کرتی ہے۔ وہی اور اس جیسے یعنی سیم اور سمیلر میں فرق کو سمجھ لینا ضروری ہے۔ ان جیسی علامات ایک مرض میں نہیں کئی امراض میں پیدا ہو سکتی ہیں۔ کئی امراض میں بھی کسی شخص میں کوئی علامت یا کسی شخص میں کوئی دوسری علامات نمایاں ہو سکتی ہیں۔

(۲۴۷)۔ طاقت آمیز دوا میں تبدیلی

اس ذیل میں دوسری بات یہ سمجھ لینی ضروری ہے کہ جب دوا کو طاقت آمیز کیا جاتا ہے تو وہ اپنی پہلی صورت میں نہیں رہتی، نام وہی رہتا ہے، مگر طاقت آمیزی کے بعد وہ وہی دوا نہیں رہتی، اس جیسی رہتی ہے۔ اس لئے ایک ہی بکس میں ہر طرح کی اور سب طاقتوں کی ادویات ایک ساتھ رکھی جا سکتی ہیں۔ ان کا باہمی تعلق ٹوٹ جاتا ہے۔ متضاد دوائیں ایک ساتھ رکھے ہونے پر اس کا ایکشن یا ری ایکشن یعنی عمل یا ردِ عمل نہیں ہوتا، صرف منہ میں جانے پر ان کا عمل یا ردِ عمل ہوتا ہے۔ اس کا یہی توڑ یا اینٹی ڈوٹ ہوتا ہے۔

(۲۴۸)۔ سلفر کی کئی خوبیاں SULPHUR

جیسے سیپیا کے متعلق ہم نمبر ۲۴۳ میں تحریر کر چکے ہیں کہ یہ ایک ایسی دوا ہے کہ

ڈاکٹر میلر کہتے ہیں کہ اگر سیپیا سے ہی مجھے علاج کرنا ہو تو مجھے کسی دوا کی ضرورت نہیں ہوگی۔ ویسے ہی کئی معالج سلفر دوا کو ہی سب امراض کے لئے دیا کرتے ہیں۔ کیونکہ ایلن نے انسائیکلو پیڈیا میں فاسفورس کی ۳۹۲۰ اور اس دوا کی ۱۰۴۰ سے بھی زیادہ علامات درج کی ہیں۔ ڈاکٹر عموماً سمجھتا ہے کہ مریض کی کوئی نہ کوئی تو علامت اس میں آ ہی جائے گی۔ مگر یہ نظریہ غلط ہے۔

"ڈرگ پکچرز" مصنفہ ڈاکٹر ٹائیلر، ص ۴۰ ،۲۴۱ تا ۲۸۱ ۔

(۲۴۹)۔ چیچک یا چیچک کا ٹیکہ اور تھوجا THUJA

ایک وقت وہ تھا جب چیچک سب کو ہوا کرتی تھی۔ اس مرض کے تدارک کے لئے ٹیکہ لگانا شروع کیا گیا۔ چیچک کا ٹیکہ لگانے سے چیچک کے ہلکے دانے ابھر آتے ہیں۔ پھر سوکھ جاتے ہیں۔ اس کے بعد چیچک نہیں ہوتی۔ یہ ہومیوپیتھک اصول کی وضاحت ہے، اس کے مطابق جو دوا جس مرض کو پیدا کرتی ہے وہی اس جیسے مرض کی علامات کو ختم بھی کرتی ہے۔ چیچک کے اصول کو قبول کر کے ایلوپیتھک ڈاکٹر ہومیوپیتھی کے اصول کو گویا تسلیم کرتے ہیں۔ مگر ایلوپیتھی کے چیچک کے ٹیکے میں اور ہومیوپیتھی کے چیچک کے تدارک کے عمل میں ایک فرق ہے۔ ایلوپیتھ کرود چیچک کا زہر ٹیکے کے ذریعہ جسم میں داخل کرتے ہیں۔ جسے "اِن آکولیشن" کہا جاسکتا ہے کیونکہ وہ چیچک کا زہر یعنی "لمف" جسم میں داخل کرتے ہیں۔ مگر ہومیوپیتھ ایسا نہیں کرتے۔ وہ اس زہر کو طاقت آمیز کرتے ہیں۔ اسے ۱۰۰۰ یا ۱۰۰۰۰ کی طاقت میں اسے بنا کر منہ کے ذریعہ گولیوں کی شکل میں مریض کو دیتے ہیں، جیسا کسی دوسرے زہر کو پوٹینسی میں دیتے ہیں۔ جسم میں سوئی کے ذریعہ چیچک کا زہر ڈالنا اور اسے طاقت آمیز کر کے گولی کی شکل دینا، ان دونوں میں فرق ہے۔ اس فرق کا کیا نتیجہ ہے؟

جب سوئی کے ذریعہ چیچک کا مواد ایلوپیتھک انداز سے جسم میں داخل کیا جاتا ہے تب کبھی تو ٹیکہ اٹھتا ہے، کبھی نہیں بھی اٹھتا۔ یہ ٹیکہ بھی ایک بار نہیں بلکہ کئی مرتبہ دیا جاتا ہے، دوسرا یا تیسرا ٹیکہ کبھی کبھی نہیں اٹھتا۔ مگر اس کا زہر تو اندر طاقت کی شکل میں

داخل کیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر برنیٹ کا کہنا ہے کہ اگر اس زہر کا ٹیکہ نہیں اٹھتا تو اس کا زہر تاحیات جسم میں رہتا ہے، اور نہ اٹھنے کی وجہ سے جسم میں مختلف امراض رونما ہوتے رہتے ہیں۔ جسم میں داخل کئے گئے اس زہر سے کسی کو دمہ، کسی کو مرگی، کسی کو سردرد اور کسی کو مختلف ذہنی تکالیف رونما ہوتی رہتی ہیں۔ لہٰذا ہومیو پیتھ مریض سے پوچھا کرتے ہیں "ٹیکہ کتنی مرتبہ لگوایا؟ اٹھا یا نہیں؟" اگر ٹیکہ اٹھا نہ ہو تو اس کا زہر تھوجا سے دور کیا جاتا ہے۔ جہاں تک ہومیو پیتھی کا سوال ہے اس طریقۂ علاج میں ٹیکہ نہیں لگایا جاتا، اس میں تو طاقت آمیز گولیاں دی جاتی ہیں۔ ان سے فائدہ تو ہو سکتا ہے مگر نقصان نہیں ہوتا۔

ٹیکہ نہ اٹھنے سے جو امراض رونما ہوتے ہیں، انہیں برنیٹ نے "ویکسی نوسِس" کا نام دیا ہے۔ ویکسی نوسِس سے رونما ہونے والے چند امراض کی مثالیں ہم ذیل میں تحریر کر رہے ہیں۔ ویکسی نوسِس کے معنیٰ ہیں کہ چیچک کے ٹیکے کے نہ اٹھنے کے امراض۔

(۹) ویکسی نوسِس سے دمہ اور تھوجا THUJA

ڈاکٹر برنیٹ لکھتے ہیں کہ ایک نرس تھی جسے دو سال سے دمے کے زوردار دورے پڑتے تھے۔ تین چار روز تک تو وہ بمشکل تمام سانس لے سکتی تھی۔ اسے پانچ مرتبہ چیچک کے ٹیکے لگ چکے تھے۔ پانچواں ٹیکہ ابھرا نہیں تھا۔ اسے اعلیٰ طاقت کی تھوجا کی ایک خوراک دی گئی۔ پھر ساڑھے تین سال تک اسے دمے کا دورہ نہیں پڑا۔ بعد ازاں پھر مرض ابھرا۔ اس مرتبہ پھر تھوجا دی گئی اور مرض کا تدارک ہو گیا۔

اسی طرح ایک اور خاتون کا تذکرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر برنیٹ لکھتے ہیں کہ اسے سات سال سے دمہ تھا۔ اس کی والدہ کے خاندان میں دمے اور تپ دق کی بھی علامات تھیں۔ اس خاتون کا کہنا تھا کہ سات سال پہلے اس نے چیچک کا ٹیکہ لگوایا تھا۔ وہ بگڑ گیا تھا اس کے بعد ہی اسے دمے کا مرض لاحق ہو گیا۔ اسے تھوجا کے ذریعہ دمے کے مرض سے نجات ملی۔

(ب) ویکسی نوسس سے مرگی اور تھوجا THUJA

ایک ۲۹ سالہ خاتون کو ہفتے میں ایک مرتبہ مرگی کا دورہ پڑتا تھا۔ اسے نے دو مرتبہ چیچک کا ٹیکہ لگوایا تھا۔ دوسرا ٹیکہ بگڑ گیا تھا۔ اعلیٰ طاقت کی **تھوجا** دی گئی۔ اور دس ماہ گزر جانے پر بھی اسے مرگی کا دورہ نہیں پڑا۔

(ج) ویکسی نوسس سے شریانوں میں درد، سر درد وغیرہ اور تھوجا THUJA

ایک ۶۰ سالہ خاتون کو شدید سر درد رہتا تھا۔ وہ تین مرتبہ چیچک کا ٹیکہ لگوا چکی تھی۔ تیسرا ٹیکہ لگوانے کے بعد وہ اتنی بیمار پڑ گئی کہ صاحب فراش ہو گئی اسے ڈیلیریم یعنی ہزیان تک ہونے لگا۔ **تھوجا** لینے کے ایک ماہ بعد سر درد کم ہونے لگا۔ ٹیکہ لینے کے بعد اسے سانس کی تکلیف بھی ہونے لگی۔ ہڈیوں میں درد ہونے لگا۔ اب تمام تکالیف سے چھٹکارہ مل گیا۔ ڈاکٹر برنیٹ لکھتے ہیں کہ دبے ہوئے مرض کی علامات اگر لوٹنے لگیں، تو سمجھنا چاہیئے کہ دوا کا انتخاب صحیح ہوا ہے۔ کیونکہ طے شدہ دوا کا کام مریض کی دبی ہوئی علامات کو ابھار کر انہیں دور کرنا ہے۔ **تھوجا** سے مریض کے باقی دبی ہوئی علامات بھی جاتی رہیں۔

THUJA

(د) ویکسی نوسس سے دست یعنی ڈائریا اور تھوجا

ڈاکٹر چودھری اپنے "میٹریا میڈیکا" میں لکھتے ہیں کہ ان کے ایک اسسٹنٹ کو صبح اٹھتے ہی دست آتے تھے۔ کیونکہ سویرے اٹھتے ہی اسے باتھ روم جانا پڑتا تھا، اس علامت پر **ایلوز، پوڈوفائیلم، سلفر** وغیرہ دی گئیں مگر فائدہ نہ ہوا۔

ایک روز جب ڈاکٹر چودھری اس کے پاس بیٹھے تھے کہ انہیں اس کے پیٹ میں گڑگڑ کی ایسی آواز سنائی دی جیسے بوتل خالی کرنے پر آتی ہے۔ ڈاکٹر چودھری رقم طراز ہیں کہ ایسے دست دیکسی نوسس میں آیا کرتے ہیں۔ **تھوجا** کے دست صبح ناشتہ کرنے کے بعد چلا کرتے ہیں۔ یہ دست پانی والے اور درد کے ساتھ اور گیس آلود ہوتے ہیں۔ ان علامات کی بنا پر اسے ۲۰۰ طاقت میں **تھوجا** دی گئی۔ اور وہ فوراً صحت یاب ہوگیا۔

ڈاکٹر برنیٹ ہر مریض سے پوچھا کرتے تھے کہ اس نے ٹیکہ کتنی مرتبہ لگوایا؟ اٹھا یا نہیں اٹھا؟ کیا موجودہ مرض کی ابتدا ٹیکہ لگوانے کے بعد ہوئی؟ اگر انہیں یقین ہوجاتا کہ موجودہ مرض اور ٹیکہ کا کوئی تعلق ہے تو **تھوجا** سے علاج شروع کر دیتے۔ ان کا کہنا تھا کہ **تھوجا** سے انہیں ۲۰۰ پاؤنڈ سالانہ کی آمدنی ہے۔ ان کی نظر میں **تھوجا** کی اتنی اہمیت تھی۔

TUBERCULINUM

(۲۵۰)۔ مسلسل رہنے والا بخار اور ٹیوبرکیولینم

بخار عموماً دو طرح کے ہوتے ہیں۔ مسلسل یا ایک ساتھ رہنے والا اور ریمی ٹینٹ بخار اور ٹی۔بی یا ٹائیفائیڈ کی طرح یا تھوڑے تھوڑے وقفے سے چڑھنے اترنے والا ریمی ٹینٹ بخار۔ جیسے ملیریا! ٹی۔بی یا ٹائیفائیڈ وغیرہ میں **ٹیوبرکیولینم** کام آتی ہے۔ ڈاکٹر یونان "کلکتہ جرنل آف میڈیسن" کے جنوری ۱۹۰۱ء کے شمارے میں لکھتے ہیں کہ ان کے ایلوپیتھی سے ہومیوپیتھی میں آنے کے وقت انہیں علم ہوا کہ لندن کے ایک ڈاکٹر تھامس برنیٹ نے "نیو کیور آف کنزمپشن بِد ادن وائرس" یعنی اپنے ہی مرض کے زہر سے تپ دق کا علاج نامی ایک کتاب لکھی ہے۔ انہوں نے ڈاکٹر برنیٹ کو کتاب بھیجنے کو لکھا کتاب آنے پر وہ اسے ایک نشست میں پڑھ گئے۔ اور دوا منگوائی۔ اس دوا کا نام **ولیسی لینم** یا **ٹیوبرکیولینم** تھا۔ ٹی۔بی کے جس مریض کو بھی یہ دوا دی گئی وہ صحت یاب ہوگیا۔ حتیٰ کہ ٹائیفائیڈ کے مریض کو بھی اس دوا سے افاقہ ہوا۔ یہ دوا تپ دق کے مواد سے بنتی ہے اور اسے اعلیٰ طاقت میں دی جاتی ہے۔

(۲۵۱)۔ دمہ کے پانچ کیس

میڈیکل سینٹر کھار بمبئی کے ایک ڈاکٹر سبودھ مہتہ ریسرچ آفیسر کے ڈاکٹر جواہر شاہ نے ہومیو پیتھک ہیری ٹیج ۱۹۸۸ء کے ۱۳ ویں شمارے میں کھار بمبئی کے میڈیکل سینٹر کے ڈاکٹر سبودھ مہتہ کے دمے کے پانچ کیس کا تذکرہ اس طرح کیا ہے۔

(۹) ایک ۲۰ سالہ کسان نے ۸۵-۱-۵ کو شکایت کی تھی کہ اسے ۲۰ سال سے دمے کی شکایت ہے۔ یہ مرض مٹی سے، ٹھنڈے مشروب سے، تین بجے صبح اور برسات کے موسم میں بڑھ جاتا ہے۔ اور گرم مشروب سے، پیٹھ ملنے سے، کھانسنے پر تھوک نکل جانے پر کم ہو جاتا ہے۔ اگر وہ بیٹھ کر تکیے پر سر رکھ کر سر کو ادھر ادھر گھمائے تب اسے آرام ملتا ہے۔ دمے کے حملے پر وہ بہت پریشان ہوتا ہے۔ اس وقت وہ چڑچڑا بھی ہو جاتا ہے اسے سردرد وغیرہ کی دوسری شکایات بھی ہیں۔ اس مریض کو **کالی کارب** ۳۰ دیگر علامات کے ساتھ، بیٹھ کر سر گھمانے اور صبح تین بجے مرض کے بڑھ جانے پر، پہلے چار چار گھنٹے بعد پھر سات دن تک تین تین گھنٹے بعد دی گئی اور وہ ۱۵ دن میں شفایاب ہو گیا۔ اس مرض میں سانس کی تکلیف تو ہوتی ہی ہے۔

(ب) ایک دوسرا ۳۴ سالہ مریض ۸۳-۹-۲۴ کو آیا۔ وہ بھی دمے کا مریض تھا۔ اس کے مرض کی علامات پہلے جیسے مریض کی تھیں۔ مگر خصوصیت یہ تھی کہ سانس کی تکلیف کے ساتھ وہ ہوا کو ترستا تھا۔ سردیوں میں دروازے کھول دیتا تھا۔ اسے ایسا لگتا تھا گویا ہوا کہیں ہے ہی نہیں! پنکھا تیزی سے چلا دیتا تھا۔ سردی کے موسم میں بھی ایئر کنڈیشنر چلا دیتا تھا۔ دست آور دوا سے سکون محسوس کرتا تھا۔ کھڑے ہو کر سر آگے کر کے کھلے دروازے پر کھڑے ہو کر وہ ہوا لیتا تھا۔ اسے ۲۰۰ طاقت میں **میڈورائنم** دی گئی، جس سے وہ صحت یاب ہو گیا۔

(ج) ایک تیسرا مریض ۶۰ سال کا تھا۔ وہ ۲۰ برس سے دمے کے عارضے میں مبتلا تھا۔ اسے دمے کے حملے ہر روز ہوتے تھے، وہ نمونیہ، یرقان اور ٹائیفائیڈ میں مبتلا ہو چکا تھا۔ اسے رات کو بستر پر لیٹنے کے ساتھ ہی دمے کا دورہ پڑتا تھا۔ کام کرنے، موسم کی

تبدیلی سردی، برسات، ٹھنڈے مشروب، پنکھے کی ہوا اور ہوا کا جھونکا، ان سے مرض بڑھ جاتا تھا۔ گرم مشروب، سر لپیٹنے اور بیٹھنے اور سر پیچھے کی جانب موڑنے سے مرض کم ہوتا تھا۔ ان علامات پر کہ مریض سرد مزاج کا حامل تھا، پنکھے کی ہوا سے خود کو بہتر محسوس کرتا تھا، بیٹھنے اور سر پیچھے کرنے سے راحت محسوس کرتا تھا، اسے ۲۰۰ طاقت میں ہیپر سلف کی دو خوراکیں دی گئیں۔ اس سے وہ اتنا شفایاب ہوا کہ چھ برس سے کوئی تکلیف نہ ہوئی۔

(د) چوتھی مریضہ ایک ۳۸ سالہ خاتون تھی وہ بھی مذکورہ مریضوں کی طرح دمے میں مبتلا تھی۔ وہ ۱۸ سال سے دمے کے عارضے میں مبتلا تھی۔ پہلے دوروں سے اب دورے بڑھ گئے تھے۔ پہلے تو یہ دورے کبھی کبھار پڑتے تھے، مگر اب موسم کی تبدیلی یا ٹھنڈی اشیاء کھانے پینے سے ہونے لگے تھے۔ وہ ایلوپیتھک دوا اسٹے رائیڈ لینے لگی تھی۔ وہ ۸-۷-۸۵ کو ڈاکٹر سے ملی اور کہا کہ صرف ایک حالت میں اسے راحت ملتی ہے۔ اگر وہ لیٹ کر دونوں ہاتھ پھیلا کر لیٹ جائے، تب کچھ سکون ملتا ہے، یہ متضاد علامت تھی کیونکہ بیشتر مریضوں کو دمے میں بیٹھ جانے پر آرام ملتا ہے۔ اسے لیٹ جانے پر سکون ملتا تھا، مذکورہ مصنف نے اپنے زمانۂ طالب علمی میں اپنے استاد سے یہ پڑھا تھا کہ سورائینم لیٹنے پر دمے میں آرام ملنے کی دوا ہے۔ اسے سورائینم ۱M کی ایک خوراک دی گئی جس سے اسے فائدہ ہوا۔

(ل) پانچواں کیس دوسرے کیسوں جیسا ہے۔ مریض کی عمر ۴۰ سال تھی۔ وہ ۲۴-۱۱-۸۴ کو ڈاکٹر سے ملا۔ وہ چھ سال سے اس مرض میں مبتلا تھا۔ اس کی رات کھڑے کھڑے گزرتی تھی۔ کھڑکی کھول کر، پنکھے چلا کر، ایئر کنڈیشنز بھی کھول کر ساری رات ہوا کے سامنے کھڑے ہو کر گزار دیتا تھا۔ کینٹ کی ریپرٹری میں علامات موجود ہیں۔ بہت کچھ پوچھنے اور سمجھانے پر اس نے قبول کیا کہ ۲۰ سال کی عمر میں اسے گونوریا ہوا تھا اسے ۳۰ کی طاقت میں کینے بس سیٹائیوا دی گئی اور وہ ۲۲-۱۲-۸۴ تک ٹھیک ہو گیا۔

ان ادویات کی خصوصیات

کالی کارب کی خصوصیت۔ رات کے تین بجے مرض کا بڑھنا۔

میڈورائینم۔ دستوں سے آرام۔
ہیپر سلف۔ سر کو پیچھے کرنے سے آرام۔
سورائینم۔ لیٹنے اور ہاتھ پھیلانے سے آرام۔
کینے لبس سیٹائیوا۔ گونوریا ہونے سے کوئی بھی مرض لاحق ہونا۔

یوں تو دمے کی اکثر تمام علامات یکساں ہوتی ہیں، مگر کچھ خاص بھی ہوا کرتی ہیں۔ معالج کا کام ان خصوصی علامات سے متعلق مریض سے پوچھ تاچھ کرکے انہیں نکال لینا ہے۔ یہ کام کینٹ اور بونین گھاسن کی ریپرٹری سے بہ آسانی ہو جاتا ہے۔ ہم نے مذکورہ بالا جو دوائیں دی ہیں ان کی خاصیت بیٹھنے، لیٹنے، کھڑے ہونے اور موسم کے متعلق ہے ورنہ دمے کی عام علامات یکساں ہوتی ہیں۔

(۲۵۲)۔ بواسیر اور کالی کارب KALI CARBONICA

ڈاکٹر میکینیل کا تجربہ ہے ایک عورت جس کی عمر ۵۱ سال تھی، وہ ان کے پاس بواسیر کا علاج کرانے آئیں۔ ان کی ماہواری کی مدت گزر گئی تھی۔ ان کے چہرے سے محسوس ہوتا تھا کہ وہ انتہائی پریشان اور غم زدہ ہیں۔ کئی سال قبل انہیں بواسیر کی تکلیف بھی ہوئی تھی۔ اور تب سے تین ہفتہ ہوئے انہیں بواسیر نے تنگ نہیں کیا۔ تین ہفتے سے وہ پھر بواسیر سے پریشان ہیں۔ تکلیف دن بہ دن بڑھتی جارہی ہے۔ وہ کہتی ہیں کہ پہلے جب انہیں بواسیر ہوئی تھی تب اتنی تکلیف نہیں ہوئی تھی جتنی اب ہو رہی ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ آگ سے گرم کی ہوئی لوہے کی چھڑ ان کے سفرے میں ٹھونسی جارہی ہے۔ ٹھنڈے پانی میں بیٹھنے سے کچھ دیر کے لئے آرام آتا ہے۔ یا حاجت روائی کے لئے دو پیروں پر بیٹھنے کے طریقے کے مطابق بیٹھنے پر سفرے پر دباؤ ڈالنے پر آرام آتا ہے، مگر ایسا کرنے سے خون بہت آتا ہے۔ اس علامت کی بنا پر کہ دو پیروں پر بیٹھنے سے آرام آتا ہے اسے ۳۰ کی طاقت میں **کالی کارب** دی گئی۔ یہ علامت اس شکل میں تو نہیں مگر بونین گھاسن کے اس مقالے کی بنا پر کہ گھوڑے کی پیٹھ پر چڑھ بیٹھنے سے بواسیر میں آرام آتا ہے، اسے ۳۰ کی طاقت میں ۴-۸-۱۲-۲ کو **کالی کارب** دی گئی۔ یہ دوا اسے یہ سوچ کر دی گئی کہ سفرے پر دباؤ پڑنے سے مریض کو

راحت ملتی ہے۔ دسمبر ہی میں مریض نے کہاکہ اسے بہت فائدہ ہے اس دوران اسے پلاسیبو دیا جاتا رہا۔ لہٰذا اب اسے **کالی کارب** ہی ۱ M میں دی گئی۔ مریض کو افاقہ ہوتا گیا۔ اس لئے ۱۹، دسمبر کو اسے **کالی کارب** ۷۰ M میں دی گئی۔ پھر اسے کبھی بواسیر کی شکایت نہیں ہوئی۔

"ہومیوپیتھک ہیری ٹیج" اگست ۱۹۸۷ء۔ ص ۴۸

(۲۵۳) بھوت اور پلاٹینم PLATINUM

ڈاکٹر بیز جی "ہومیو پیتھک ہیری ٹیج" کے اگست ۱۹۸۷ء کے شمارے میں لکھتے ہیں کہ بابو نامی ایک لڑکا میرے کلینک میں آیا اور کہنے لگا کہ اس کے بھائی کی بیوی کو بھوت آتا ہے۔ اسے ہسٹیریا بھی ہے۔ جب بھوت آتا ہے تو وہ گھر سے باہر جانے کی کوشش کرتی ہے۔ کہتی ہے کہ اس کے مردہ رشتے دار آ گئے ہیں اور ساتھ چلنے کو کہتے ہیں۔ وہ کہتی ہے کہ وہ اس کے سامنے اور اس کے پاس کھڑے ہیں۔ وہ اپنی زندگی کی گزری ہوئی باتیں سناتی ہوئی کہتی ہے کہ اس کی موت آنے ہی والی ہے۔ تفتیش کرنے پر معلوم ہوا اسے ماہواری کی تکلیف ہے۔ لہو کے کالے تھکے نکلتے ہیں۔ دل اداس رہتا ہے۔ پہلے پہل جب ماہواری میں سیلان خون ہوا تو بہت تکلیف ہوئی۔ خون رہ رہ کر آتا ہے۔ رویا کرتی ہے، کھانا کھانے کی بھی خواہش نہیں ہے۔ اسے ہر چیز عجیب سی لگتی ہے۔ ڈاکٹر بیز جی نے اسے پلاٹینم ۳۰ کی پڑیا بنا دی۔ دن میں تین بار ایک ایک خوراک لینے کو کہا۔ دو دن دوا لینے کے بعد وہ صحت یاب ہو گئی۔ ماہواری کی گڑبڑ اور تکلیف اور ہسٹریا ہونے پر یہ دوا اپنا بھرپور اثر دکھاتی ہے۔

CALCAREA CARBONICA
(۲۵۴) سر پر ایگزیما اور کیل کیریا کارب

مس ایڈنا نام کی ساڑھے چار سالہ لڑکی کے علاج کے لئے ڈاکٹر ایوری کو بلایا گیا لڑکی کے سر پر ایگزیما تھا۔ ایلوپیتھ ڈاکٹروں کو بلایا گیا تھا۔ کسی کے علاج سے کوئی

افاقہ نہ ہوا۔ ڈاکٹروں نے کہا کہ جب اس کے دانت نکلیں گے یہ خود بخود صحت یاب ہو جائے گی۔ اس کا کوئی اور علاج نہیں۔ ماں نے فکر مند ہو کر ہومیو پیتھی علاج کرنے کی سوچی۔ ٹورنٹو کے ڈاکٹر ایموری کو طلب کیا گیا۔ اس نے دیکھا کہ بچہ موٹا تازہ اور کھل کھلا تھا۔ سوتے وقت اس کا تکیہ پسینے سے تر ہو جاتا تھا۔ یہ سب **کیل کیریئیا کارب** کی علامات تھیں۔ اسے ۳ر جنوری ۱۸۸۴ء کو بلایا گیا تھا۔ ۱۰ر جنوری کو بچے کو ۲۰۰ طاقت میں مذکورہ دوا دی گئی۔ پھر ۲۴ر تاریخ کو اسے دہرایا گیا پھر ۲۵ کو اور اس دوران ڈاکٹر نے **پلاسیبو** کی پڑیاں دیں۔ آخر **کیل کیریئیا** ۲۰۰M کی دو خوراکیں دیں اور بچے کو اس مرض سے ہمیشہ کے لئے نجات مل گئی۔

CALCAREA CARBONICA

(۲۵۵) ہیضہ اور ویریٹرم ایلبم

۷ر اگست ۱۸۸۲ء کو ایک ۵۰ سالہ خاتون بیمار پڑ گئی جس کے لئے ہومیو پیتھک ڈاکٹر ڈکنسن کو طلب کیا گیا۔ اسے قے اور دست آرہے تھے۔ پانی کی طرح اور چاول کے دھونے کے بعد پھینکے جانے والے پانی کی طرح کے دست پانی بھرے تھے مریضہ کا جسم ٹھنڈا پڑ گیا تھا چپچپا پسینہ آرہا تھا۔ انتڑیوں میں مروڑ ہو رہے تھے۔ انتہائی کمزوری ہو گئی تھی۔ دست بند نہیں ہوتے تھے۔ یکے بعد دیگرے دست پر دست آرہے تھے۔ ڈاکٹر نے اسے ۳۰ سی طاقت کی **ویریٹرم** دی۔ ۲۴ر گھنٹے میں کیس قابو میں آگیا۔ اس کے بعد اسے پیاس لگی وہ تھوڑا تھوڑا اور گھونٹ گھونٹ پانی پینے لگی تب اسے **آرسینک ایلبم** 1M دی گئی اور وہ مریضہ شفا یاب ہو گئی۔

VERATRUM ALBUS

(۲۵۶)۔ ہیضے کا دوسرا کیس اور ویریٹرم ایلبم

دوسرا کیس بھی ڈاکٹر ڈکنسن کا ہے، اور یہ بھی ہیضے کا ہی کیس ہے۔ دوا بھی **ویریٹرم** دی گئی۔ ڈاکٹر ڈکنسن صبح سات بجے اس کیس کو دیکھنے گئے۔ اس کا سارا جسم ٹھنڈا پڑ گیا تھا۔ ہاتھ پاؤں انگلیاں سب ٹھنڈی پڑ گئی تھیں۔ نبض گویا چل ہی نہیں رہی

تھی۔ سارے جسم پر چپچپا پسینہ آ رہا تھا۔ بغیر بو کے یکے بعد دیگرے دست آ رہے تھے۔ اور بند ہونے کا نام نہیں لے رہے تھے۔ دوا کی پڑیا آدھ آدھ گھنٹے بعد اور ہر دست کے بعد دی جا رہی تھی۔ آخر میں ویریٹرم سی۔ ایم کی خوراک دی گئی مریض ٹھیک ہو گیا اوپر کے یہ دونوں کیس ہیضے کے ہیں۔

(۲۵۷)۔ ڈائیریا اور اپپی کاک IPECACUANHA

ڈاکٹر جیمز ڈکسن ایک اور مریضہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس کی عمر ۲۵ سال تھی اور وہ ۶ ستمبر ۱۸۷۱ء کو بیمار پڑی۔ پہلے تو اسے آنتوں میں پریشانی محسوس ہوئی۔ اس کے بعد دست آنے لگے۔ اسے ڈائیریا ہو گیا۔ پہلے کچھ دست آنے کے بعد اسے ناف میں درد محسوس ہوا اور جی متلانے لگا۔ دست نیلے رنگ کے اور خون آور تھے۔ اور پاخانے کی حاجت بار بار ہوتی تھی۔ اس تکلیف میں ہیضے کی علامت نہیں تھی، کیونکہ دست تو آ رہے تھے، اس کے ساتھ قے نہیں، صرف پاخانے کی حاجت ہوتی تھی۔ ڈاکٹر ڈکسن نے اس مریضہ کو اپپی کاک 1M دی۔ اس دوا کی ایک بوند پانی میں ڈال دی اور ہر حاجت کے بعد اس کپ میں سے ایک چمچہ پانی پلاتے رہے۔ کوئی دوسری دوا استعمال نہیں کی — ہومیوپیتھی میں اگر پانی ڈال کر دوا دینی ہو تو اس کا یہی صحیح طریقہ ہے۔ ورنہ دوا گولیوں میں دی جاتی ہے۔

(۲۵۸)۔ کرانک ایمیبک ڈی سینٹری یعنی دائمی پیچش اور سلفر SULPHUR

یہ کیس ایک ہومیوپیتھک ہسپتال سے "ہومیوپیتھک ہیری ٹیج" کے اگست ۱۹۸۷ء کے شمارے میں شائع ہوا ہے۔ ایک ۳۴ سالہ شخص اپنے ملک سے چھ سال باہر رہ کر لوٹا اور پیچش میں مبتلا ہو کر ٹھیک ہو گیا، سال بھر ہوا وہ پھر باہر چلا گیا۔ جہاں گیا تھا وہاں

پھر اسی مرض میں مبتلا ہو کر برائے علاج پھر گھر آگیا۔ اب اسے دن میں دس مرتبہ حاجت کے لئے جانا پڑتا تھا پہلے تو وہ ہر روز صبح بستر سے اٹھتے ہی بیت الخلاء کی جانب بھاگتا تھا۔ اسے پاخانہ پانی والا، ڈھیلا، سیاہ اور بدبودار آتا تھا جس سے سفرہ میں درد، گرمی اور جلن پائی جاتی تھی۔ اسے اکثر صبح سات بجے حاجت ہوتی تھی، مگر صحیح علامت تو اتنی ہی تھی کہ صبح اٹھتے ہی اسے حاجت روائی کے لئے جلد بھاگنا پڑتا تھا۔ اس کا مزاج گرم موسم پسند کرتا تھا۔ مگر یہ غالباً اس لئے تھا کہ اس نے کئی سال گرم ملک ہی میں گزارے تھے۔ کھانے میں اسے گھی، مکھن اور نمک پسند تھا۔ سرکہ اور اچار چٹنی بھی اسے مرغوب تھے۔ جب اس نے علاج شروع کرایا تو اس کا وزن ۱۱ اسٹون دو پونڈ تھا۔

صبح اٹھ کر بیت الخلاء کی جانب دوڑ پڑنے، اور گھی مکھن کھانے کی علامات کی بنا پر اسے **سلفر** ۳۰ طاقت میں دی گئی، کیونکہ یہ علامات **سلفر** میں پائی جاتی ہیں۔ **سلفر** اور **فاسفورس** ان دونوں کے مریض پانچ بجے اور **ایلوز** اور **سلفر** کے مریض چھ بجے بیت الخلاء کی پناہ لیتے ہیں۔ **سلفر** کا پاخانہ بدبودار اور درد سے عاری ہوتا ہے۔ اس میں بھگندر بھی ہو سکتا ہے۔ سفرہ کا رنگ سرخ بھی ہو سکتا ہے، سفرہ میں خارش بھی ہوتی ہے اس کے علاوہ **سلفر** کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ وہ مریض بیت الخلاء اس خوف سے نہیں جاتا کہ کہیں حاجت ہونے پر درد نہ ہو جائے۔ **سلفر** کے صبح کے ڈائریا کی طرح **نیٹرم سلف**، **برایونیا** میں بھی صبح کے ڈائریا کی علامت ہے، مگر سب کی علامات الگ الگ ہیں۔ جس شخص کا ہم ذکر کر رہے ہیں اس کا **سلفر** سے ڈائریا تو ٹھیک ہو گیا، مگر ساتھ وزن بڑھ کر ۱۱ اسٹون دو پاؤنڈ کے بجائے ۱۳ اسٹون، پاؤنڈ ہو گیا۔

(۲۵۹)۔ مختلف طاقتوں کی دوا کا ایک مرکب

ڈاکٹر پی ویرراگھوراؤ "ہومیوپیتھک ہیری ٹیج" کی جلد ۱۳ کے ۱۹۸۸ء کے شمارے میں لکھتے ہیں کہ اکثر ڈاکٹروں کو یہ شک رہتا ہے کہ دوا طے کر لینے کے بعد وہ اسے کس طاقت میں دیں۔ آیا ۳۰ میں دیں، یا ۲۰۰، یا 1M میں؟ یہ شک دور کرنے کے لئے

انہوں نے ایک نیا طریقہ نکالا ہے، جس میں وہ ایک دوا کی تین طاقتیں ملا کر دیتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ ایک ہی پڑیا میں دوا کی تینوں طاقتیں ملا کر دینے سے انہیں بڑی کامیابی ملی ہے۔ یہ طریقہ کہاں تک درست ہے، کہا نہیں جا سکتا۔ مگر مذکورہ جریدے میں لکھا ہے، اس لئے ہم اسے درج کر رہے ہیں۔ معالجین اس کا تجربہ کر سکتے ہیں۔ یہ تجربہ کرنے والے ڈاکٹر کا پتہ ہے:-

چندر مولی ہومیو پیتھک کلینک۔ یلّام ما نکوٹا وشاکھا پٹنم۔

(۲۶۰)۔ سورا، سائیکوسس یعنی دماغی عارضہ اور سفلس یعنی آتشک

جیسے آیورویدمیں ہوا، گرمی اور بلغم یعنی وات، پت اور کف۔ یہ تین عناصر بنیادی طور پر پائے جاتے ہیں اور انہیں کی بنا پر علاج معالجہ کیا جاتا ہے، ویسے ہی ہومیو پیتھی میں تین عناصر ہیں جنہیں "میازم" کہا جاتا ہے۔ سورا کے معنٰی ہیں خارش، سائیکوسس کا مطلب ہے گونوریا اور سفلس سے مراد ہے آتشک۔ یہ ضروری نہیں کہ جس شخص کا ہم علاج کر رہے ہیں اسے یہ امراض ہوں ہی۔ مگر ان میں سے اس کا کوئی عمل ہو سکتا ہے۔ انہیں میں سے سائیکوسس کا ایک عمل ہے، جو ہمارے مریض پر اثر انداز ہو سکتا ہے۔ ان علامات پر میڈورائنم دوا اعلیٰ طاقت میں دی جاتی ہے، جس سے یہ شروع ہونے والا مرض دور ہو جاتا ہے۔ سائیکوسس کی علامات مندرجہ ذیل مثالوں سے واضح ہو جائیں گی۔

(۹) آئینسٹائن اور سائیکوسس یعنی دماغی عارضہ

آئینسٹائن کا نام کس نے نہیں سنا ہوگا۔ کہتے ہیں کہ کسی عظیم ہستی کو ملنے کے لئے جید عالم کو مدعو کیا گیا۔ ان میں آئینسٹائن بھی تھے۔ جب انہیں تعارف کرانے کا نمبر آیا تو اس

عظیم ہستی سے پوچھا۔ آپ کا نام کیا ہے۔ آئینسٹائن اپنا نام بھول گئے تھے۔ اور بغلیں جھانکنے لگے۔ اسی طرح ان کے متعلق ایک اور واقعہ ہے، وہ یونیورسٹی کے پروفیسر تھے۔ رجسٹرار کے پاس فون آیا کہ آئینسٹائن کا پتہ کیا ہے؟ رجسٹرار نے جواب دیا کہ انہیں حکم ملا ہے کہ آئینسٹائن کا پتہ کسی کو نہ بتایا جائے۔ پتہ پوچھنے والے نے کہا "میں آئینسٹائن بول رہا ہوں میں اپنا پتہ بھول گیا ہوں، وہ میں جاننا چاہتا ہوں"۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ آئینسٹائن کو اگر کوئی مرض ہوتا تو وہ میڈورانیم ۱M یا ۱۰M سے دور ہو جاتا ہے۔

(ب) سائیکوسس کی دوسری علامت۔ سماجی کیفیت (پھریند رپن)

ڈاکٹر شنکرن سائیکوسس کی دوسری مثال دیتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ ان کے پاس ایک مریض آیا جس سے انہوں نے پوچھا کہ آپ کیا کرتے ہیں؟ اس نے اپنے کام کی جو داستان سنائی اس سے وہ جان گئے کہ وہ میڈورانیم کا مریض ہے۔ وہ کہنے لگا۔ "میں کبھی سوچتا ہوں کہ موٹر مکینک کا کام کروں، کبھی سوچتا ہوں کپڑوں کی دوکان کھول لوں کبھی سوچتا ہوں کہ اخبار نکالوں، یہ طے نہیں کر سکتا کہ کیا کروں؟" یہ میڈورانیم کا مریض تھا جو کبھی کچھ کرنے کی سوچتا کبھی کچھ۔

(ج) سائیکوسس کی تیسری علامت۔ بات کرتے کرتے سلسلہ بھول جانا

کئی لوگ بات کرتے کرتے سلسلہ بھول جاتے ہیں پھر پوچھتے ہیں کہ میں کیا کہہ رہا تھا؟ پھر بات شروع کرتے ہیں اور آدھا جملہ بول کر پھر بھول جاتے ہیں۔ یہ بھلکڑ پن ان کی عادت بن جاتی ہے۔ یہ بھی سائیکوسس کی علامت ہے۔ ایسے مریض کا علاج بھی

میڈورائیتم ہے۔مرض کوئی بھی ہو اگر یہ علامت اہم ہے تو اس کی طرف توجہ دی جانی چاہیئے۔دیگر علامات بھی ہو سکتی ہیں۔کبھی کبھی یہ مرض اتنا شدید ہو جاتا ہے کہ مریض جو بات ابھی ہوئی ہے اُسے مہینہ بھر پہلے ہوئی بتاتا ہے۔اسے وقت کا علم نہیں رہتا۔آج کی بات کل اور کل کی بات آج بتاتا ہے۔

(۲۶۱)۔اینٹی کولے اِسیٹرول دوا

ایلوپیتھی میں یہ مشہور ہے کہ خوردنی اشیاء میں مکھن گھی وغیرہ ایسے عناصر ہیں جن سے کولے اِسیٹرول بن جاتا ہے۔کولے اِسیٹرول وائل کا عنصر ہے،جو نسوں اور شریانوں میں جم جاتا ہے جس سے نسیں سکڑ جاتی ہیں۔اور سکڑی ہوئی شریانوں میں خون کی گردش میں رکاوٹ آجانے سے دل پر اس کا اثر پڑتا ہے۔ایسا سنتے ہیں کہ آیورویدمیں اس کا علاج لہسن یا گوگل ہے۔لہسن استعمال کرنے یا گوگل وٹی یا چندرپربھا وٹی لینے سے فائدہ ہوتا ہے۔چندرپربھا وٹی میں گوگل کی مقدار خاص طور پر ہوتی ہے۔آیورویدمیں ان ادویات کو اینٹی کولے اسیٹرول کہتے ہیں۔ہومیوپیتھی میں **لائیکوپوڈیم** دی جاسکتی ہے جو پت یعنی گرمی کو ختم کرتا ہے۔مگر کسی ڈاکٹر کے مشورے کے بغیر یہ دوائیں نہیں لینی چاہئیں۔

(۲۶۲)۔ناک میں ٹیومر پولیپس اور ٹیوکریم اور
TEUCRIUM MARUM VERUM & AURUM METTALICUM
اورم میٹ

کبھی کبھی کسی مریض کی ناک میں گوشت کا ایک ٹکڑا اگا ہوتا ہے،اسے پولیپس کہتے ہیں۔یا پھر نتھنے میں سوجن ہو جاتی ہے اِسے سائینوسائیٹس کہتے ہیں۔اس سے سانس میں رکاوٹ ہوتی ہے۔

(۹) ایک صاحب نے مجھے بتایا کہ انہیں سائینوسائیٹس تھا۔اور اس کے ساتھ نتھنے میں سوجن بھی تھی۔ڈاکٹروں نے آپریشن کا مشورہ دیا،مگر وہ ہومیوپیتھ کے پاس گئے

جس نے انہیں ٹیوکیریم دی جس سے ان کی ناک کا گوشت کا ٹکڑا باہر آگیا اور انہیں آپریشن کرانے کی ضرورت نہ پڑی۔ سانس بے روک ٹوک آنے لگا۔

(ب) ڈاکٹر گن پتی "ہومیو پیتھک ہیری ٹیج" کے ۱۹۸۸ء کے ۱۳ ویں شمارے میں لکھتے ہیں کہ ایک نوجوان لڑکی سائینو سائیٹس کے مرض کے تدارک کے لئے ان کے پاس آئی۔ اسے ٹیوکیریم، کالی آیوڈائیڈ، کالی آرس، سباڈِلا وغیرہ دوائیں دی گئیں مگر کسی سے افاقہ نہ ہوا۔ اسکے والد سنار تھے وہ سونے کو مختلف انداز سے پیٹ کر زیورات بناتے تھے۔ یہ سوچ کر شاید سونے سے ناک کے نتھنے کی سوجن کا صفایا ہو جائے ڈاکٹر نے اسے اورم ۲۰۰ کی دو خوراکیں دیں۔ چند روز بعد پولیپس یعنی ناک کے نتھنے کا اندر کا گوشت چھوٹ کر باہر نکل آیا۔ اورم سونے کا نام ہے۔ ڈاکٹر نے لڑکی کے سنار باپ کے پیشے کے پیش نظر اٹکل لگائی کہ کہیں سونے کی پیٹا پیٹی سے اس کے ذرے اڑ کر لڑکی کو نقصان نہ پہونچا رہے ہوں، سونے سے متاثر امراض کو شاید اورم دور کر سکے۔ یہ سوچ کر اورم دوا طاقت آمیز شکل میں دی گئی، جس سے فائدہ ہوا۔

(۲۶۳)۔ مرگی اور اگنیشیا IGNATIA

"ہومیو پیتھک ہیری ٹیج" کے ۱۹۸۷ء کے ص ۴۸۷ میں ڈاکٹر مینتھام کیبولی لکھتے ہیں کہ جون ۱۹۸۳ء میں ایک ۱۴ سالہ لڑکی کے باپ کا سال بھر ہوئے قتل ہو گیا۔ وہ اپنے باپ سے بہت پیار کرتی تھی۔ کبھی کبھی وہ مرگی کی شکار ہو جاتی تھی۔ پہلے تو اسے اس مرض کا مہینے میں ایک بار حملہ ہوتا تھا۔ مگر آہستہ آہستہ یہ بڑھتا گیا۔ اور اس کا حملہ دس روز بعد ہونے لگا۔ چونکہ یہ مرض غم سے ہوا تھا۔ لہٰذا اسے تین روز تک اگنیشیا ۲۰۰ دی گئی۔ پھر کچھ نہیں دیا گیا ایک سال تک وہ ٹھیک رہی۔ جب اس کے باپ کے قتل کا کیس عدالت میں چلا اور اسے عدالت میں حاضر ہونا پڑا تو پھر مرگی کا دورہ پڑنے لگا۔ اب پھر اسے اگنیشیا ۳۰ نے ٹھیک کر دیا۔

IRIS VERSICOLOR

(۲۶۴)۔ اپینڈے سائٹس اور آئرلیس ویر

ڈاکٹر بھگت "ہومیوپیتھک ہیریٹیج" کے ۱۹۸۷ء کے ص ۹۴۷ پر لکھتے ہیں کہ ایک ۲۲ سالہ نوجوان میرے کلینک میں آیا۔ اسے پیٹ کے نچلے بائیں مقام پر درد ہوتا تھا۔ اور بدہضمی تھی وہ ایک سرجن کے زیر علاج تھا، جس نے کہا کہ یہ اپینڈے سائٹس ہے اور آپریشن کرانا پڑے گا۔ ڈاکٹر بھگت نے اسے ۲۰۰ طاقت میں آئرلیس کی ایک خوراک دی اور ایک ماہ میں درد اور سوجن دونوں سے افاقہ ہو گیا۔ پھر میں نے اسے لائیکوپوڈیم ۳۰ کی دو خوراکیں دیں تاکہ ۱۵، ۱۵ روز بعد لیتا رہے وہ بالکل شفایاب ہو گیا۔ ڈاکٹر بھگت نے آئرلیس سے کئی زنانہ مریض بھی ٹھیک کئے۔ اس ڈاکٹر نے ایک تیسرا مریض صرف لائیکوپوڈیم ۲۰۰ سے صحت یاب کیا۔

SYPHILINUM

(۲۶۵) رات کو سارے جسم میں درد اور سفی لینم

ڈاکٹر تھیو ڈ آلڈ، "آرگینن" میں لکھتے ہیں کہ ایک مریض جسے رومیٹک بخار تھا، یعنی گٹھیا کے ساتھ بخار تھا، اسے لیڈم اور رس ٹاکس نے ٹھیک تو کر دیا مگر کہنے لگا کہ آدھی رات کے بعد اسے اپنے سارے جسم میں درد محسوس ہوتا ہے اور جسم کے تمام اعضا درد کرتے ہیں۔ وہ جس کسی پوزیشن میں بیٹھتا ہے درد ہی درد ہوتا ہے۔ خصوصاً ٹانگوں میں درد ہوتا ہے گویا تھکا ہو۔ پسینہ بھی کافی آتا ہے۔ آدھی رات کو اس مرض کا لاحق ہونا سفی لینم کی علامت ہے اسے سفی لینم سی ایم کی دو خوراکیں دی گئیں اور مریض آرام سے سو گیا۔ سفی لینم کے برعکس میڈورائنم کی علامت ہے، جس میں مرض دن کے وقت بڑھتا ہے۔

(۲۶۶) ۔ غصیلا، چڑچڑاپن، جھگڑالو، سردمزاج، بدہضمی کا شکار شخص اور نکس وومیکا

NUX VOMICA

اسپتال میں ایک ایسا شخص داخل ہوا جس کا ہاضمہ خراب تھا۔ بات بات میں اسے غصہ آتا۔ بڑا چڑچڑا تھا اور سرد مزاج تھا۔ ہر ایک کے ساتھ لڑتا، تنہا رہتا تھا۔ روتا بھی رہتا تھا۔ پیشاب بار بار آتا تھا۔ روتے رہنے کی وجہ سے اسے **اگنیشیا** دی گئی۔ مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ پیشاب بار بار جانے کی وجہ سے اس کا ایکسرے لیا گیا۔ مثانہ صاف نکلا۔ غصیلی فطرت، اور جھگڑالو پن کی علامت پر اسے **نکس** دی گئی وہ فوراً ٹھیک ہوگیا۔ یہ ضروری نہیں کہ مریض اور دوا کی علامات یکساں ہوں جس کی سب سے بڑی اور نمایاں علامت ہوگی وہ تمام علامات کو صاف کردے گی۔ ویسے **نکس** اکثر مردوں اور **سیپیا** خواتین کی دوا تصور کی جاتی ہے۔

AGNUS CASTUS

(۲۶۷) ۔ زچگی میں پاگل پن اور ایگنس کیسٹس

ایک عورت میں حمل کے دوران ہی پاگل پن کے آثار نمایاں ہونے لگے۔ اس کے **ایگنس کیسٹس** سے صحت یاب ہونے کا تذکرہ ڈاکٹر نے کن علامات پر کیا اس کا ذکر "ہومیو پیتھک ہیری ٹیج" کے مئی ۱۹۸۷ء کے شمارے میں یوں کیا ہے:۔ اس کا پاگل پن دوران حمل ہی شروع ہوگیا تھا۔ وہ سارا دن غمزدہ رہتی تھی۔ وہ خود کو کسی بھی کام کے اہل نہ سمجھتی تھی۔ کبھی کبھی محسوس کرتی کہ وہ بے کار ہے۔ زندہ رہنے سے مرجانا بہتر ہے۔ بجائے اس کے کہ وہ غمزدہ رہے۔ وہ ایسا کچھ کرنے میں خود کو نااہل سمجھتی کہ جس سے اس کے عزیز و اقارب اس کی تعریف کریں۔ اس کا دل گویا کام ہی نہیں کرسکتا تھا۔ لہٰذا کتب بینی سے وقت گزارنا بھی اس کیلئے مشکل تھا وہ اپنا دل کسی بات پر مرکوز نہیں کرسکتی تھی۔ اس سب کا نتیجہ یہ تھا کہ وہ ماننے لگی کہ وہ دنیا میں چند ہی روز کی مہمان ہے۔ وہ کہنے

لگی کہ تھوڑے ہی دنوں میں وہ چل بسے گی۔ مگر "کب" کا کوئی طے شدہ جواب نہیں دیتی تھی۔ اگر کوئی اس سے سوال کرتا کہ کب وہ چل بسے گی، تب وہ کچھ ایسے اشارے کرتی کہ وہ خودکشی کرے گی۔ اگر کوئی دوا دی جاتی تو کہتی کہ یہ سب بے کار ہے، کیونکہ میں جلد ہی مر جاؤنگی۔ اسے ناقابل برداشت حد تک خارش بھی ہوتی تھی۔ خارش کرنے سے کچھ دیر کے لئے راحت مل جاتی۔ مگر خارش منہ ہاتھ وغیرہ سارے جسم پر ہوتی تھی۔ بچہ ہونے کے چھ ماہ تک اسے کئی دوائیں دی گئیں، مگر کسی سے افاقہ نہ ہوا۔ ڈاکٹر شار پر لکھتے ہیں کہ جب بچہ چھ ماہ کا ہو گیا، تو میں نے ایسی دوا ڈھونڈنے کی کوشش کی جو اس کی حالت کے لئے مناسب ہو اور ہومیوپیتھک ہو۔ اس کی علامات **ایگنس کیٹس** سے کچھ ملتی جلتی تھیں۔ ہنی مین "آرگینن" کے سیکشن ۲۷۰، ۲۷۲ میں لکھتے ہیں کہ ہومیو دوا جتنی مرض سے زیادہ مطابقت کھاتی ہے، اتنی اعلیٰ طاقت میں دی جانی چاہیئے۔ اس لئے **ایگنس کیٹس** کی ۸۱ طاقت کی چند گولیاں اس کے منہ میں ڈال دیں۔ اس کے بعد ہفتہ، اتوار، پیر، منگل، بدھ گزر گیا اور جمعرات کو اس خاتون کی دنیا ہی بدل گئی۔ ناامیدی ختم ہو گئی۔ وہ اپنے شوہر اور بچے سے پیار کرنے لگی۔ مرض ختم ہونے کے بعد اس نے بتایا کہ اس کے مکان کے قریب تالاب ہے۔ وہ اس میں ڈوب کر مرجانے کی تدابیر سوچا کرتی تھی۔ مگر یہ سوچ کر کہ کہیں کوئی دیکھ نہ لے یا ڈوبتی ہوئی کو بچا نہ لے، تالاب میں ڈوبنے سے لوٹ آتی تھی۔

(۲۶۸) گونوریا کی وجہ سے مسے اور تھوجا THUJA

ایک ہومیوپیتھک کالج سے اطلاع ملی جو "ہومیوپیتھک ہیری ٹیج" کے مئی، ۱۹۸۶ء کے شمارے میں شائع ہوئی۔ اس اطلاع کے مطابق **تھوجا** کے سے گونوریا اور ویکسی نیشن میں دبا دیئے جانے کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ ایک مریض کو **تھوجا** ہلکی طاقت میں دن میں تین بار دی گئی۔ مگر اس کا کوئی اثر نہ ہوا۔ سی۔ ایم کی ایک خوراک دینے سے سب سے جھڑ گئے۔ **تھوجا** کا خصوصی اثر آنکھ، ناک اور

کان پر دیکھا گیا ہے ۔ سفرہ کے پاس بھی مسے پائے جاتے ہیں جن میں یہ دوا کارگر ہے
اس کی علامات مندرجہ ذیل ہیں:۔

(و) **سائی لیشیا** کی طرح پاخانہ باہر نکلتے نکلتے سخت ہونے کی وجہ سے اندر لوٹ آتا ہے ۔

(ب) آدمی محسوس کرتا ہے کہ کوئی اجنبی اس کے پاس ہے ۔

(ج) مرض برسات میں بڑھ جاتا ہے ۔

(د) **تھوجا** کے مسّے گونوریا، چیچک کے ٹیکے کے دب جانے کی وجہ سے ہوتے ہیں ۔

(ل) زیادہ تر یہ مسّے آنکھ، کان، ناک اور سفرہ پر پائے جاتے ہیں ۔
اسٹائی کے لئے بھی **تھوجا** کارگر ہے ۔

(م) ویکسی نیشن کرانے سے کچھ ہفتہ پہلے **تھوجا** لے لینی چاہیئے ۔

(و) خصیئے بڑھنے پر **تھوجا** کارآمد ہے ۔

(۲۶۹) ۔ الرجی اور اس کی دوائیں

جب کوئی چیز کسی خاص شخص پر اپنا ردعمل کرتی ہے تو باقی افراد پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اور جس چیز سے اثر ہوتا ہے اور جس پر ہوتا ہے، اس کے لئے اسے اس چیز سے الرجی ہو جاتی ہے۔ کسی کو کسی چیز سے دمہ، کسی کو پھوڑے، کسی کو زکام کسی کو بخار، کسی کو خارش، کسی کو ایگزیما، کسی کو ڈائریا اور کسی کو قے آجاتی ہے۔ جس کو یہ تکالیف ہو جاتی ہیں اس کے لئے اس چیز کی الرجی ہوتی ہے، ایسا کہا جاتا ہے۔ الرجی کا بہترین علاج تو الرجی پیدا کرنے والے اسباب سے بچنا ہوتا ہے۔ لیکن اگر جلد، پھیپھڑے یا میوکس میمبرین پر الرجی کا اثر ہو تو **ارجنیٹم نائیٹریکم** دینی چاہیئے۔ اگر انڈے وغیرہ کے اثر سے ہے تو **لائیکوپوڈیم** دینی مناسب ہے۔ اگر میٹھے سے الرجی ہو جائے تو **پلساٹیلا** کارگر ہوگی۔ اگر آسمان پر بادل آنے پر میوکس میمبرین، جلد وغیرہ کی کوئی تکلیف ہو تو **روڈوڈینڈرن**۔ پھل کھانے سے کسی کو الرجی ہو تو **نکس وومیکا** دینی چاہیئے۔ واضح رہے کہ الرجی کا اثر جسم کے کسی بھی حصے پر کسی بھی شکل میں ہو سکتا ہے۔ خاص طور پر کھانسی زکام، بخار اور خارش کا ہو جانا الرجی کا خصوصی نتیجہ ہے۔ یہ حوالہ "ہومیو پیتھک ہیری ٹیج" کے اکتوبر ۱۹۸۴ء کے شمارے سے اخذ کیا گیا ہے اور اس سے بچنے کے طریقے نمبر ۳۵۰ میں درج ہیں۔

(۲۷۰) ۔ اعلیٰ طاقت کی دواؤں کا اثر

جولائی ۱۹۸۶ء کے "ہومیو پیتھک ہیری ٹیج" میں امریکہ کے ایک ہومیو پیتھک ڈاکٹر رتیز کا ایک مقالہ شائع ہوا تھا۔ جس میں لکھا تھا کہ چونکہ ہومیو پیتھی کی دوا اعلیٰ طاقت میں ہوتی ہی نہیں، لہٰذا اعلیٰ طاقت لفظ کا استعمال بے کار ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ امریکہ وغیرہ ممالک میں ہومیو پیتھی کا پروپیگنڈہ اس لئے بھی ہٹتا جا رہا ہے کہ عوام یہ سمجھتے جا رہے ہیں کہ اعلیٰ طاقت دینے والا علاج جس میں دوا ہوتی ہی نہیں بے کار

علاج ہے۔ ہومیو پیتھک ڈاکٹر اعلیٰ طاقت کی دوا دے کر بغیر دوا کے پڑیاں دے دیتے ہیں۔ اور مریض کو وہ پڑیاں ہر روز لینے کا مشورہ دیتے ہیں۔ ڈاکٹر رتنیر کا کہنا ہے کہ ان پڑیوں سے بھی مرض کا مٹ جانا صرف نفسیاتی عمل ہے۔ مریض سمجھتا ہے کہ وہ دوا لے رہا ہے اسی خیال سے وہ روبصحت ہو جاتا ہے۔ ان خالی پڑیوں کو ہومیوپیتھ **پلاسیبو یا فائیٹم** کہتے ہیں۔ سوال یہ اٹھتا ہے کہ آیا اعلیٰ طاقت کی دوا سے افاقہ ہوتا ہے یا نہیں۔ ڈاکٹر رتنیر کے اس مقالے سے ہومیو پیتھی کی دنیا میں ہل چل مچ گئی۔ اور کئی معالجین نے یہ کہنا شروع کیا کہ ڈاکٹر رتنیر کے مذکورہ مقالے کی اشاعت ہی غلطی تھی۔

اگر ڈاکٹر اعلیٰ طاقت کی دوا دینے کے بعد خالی پڑیاں دے دیتا ہے اور دیکھتا ہے کہ ۱۰، ۱۵ دن بعد مریض ٹھیک ہو گیا تو اس کے یہی معنیٰ ہو سکتے ہیں کہ اعلیٰ طاقت کی دوا نے کام کیا۔ اگر کام نہ کیا ہوتا تو شروع ہی میں ڈاکٹر کوئی دوا کیوں دیتا؟ یہی ثابت کرنے کے لئے کہ اعلیٰ طاقت کی دوا کام کرتی ہے۔ مذکورہ جریدے میں ڈاکٹروں نے اپنے کئی تجربات شائع کئے ہیں جن میں سے چند ہم ذیل میں پیش کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر رتنیر اعلیٰ طاقت کی دوا کی مخالفت اس بنا پر کر رہے ہیں کہ بقول ان کے اس میں دوا ہوتی ہی نہیں۔ اسی لئے ہلکی طاقت کی دوا کے حق میں کہتے ہیں کہ ہلکی دوا کا یا مدر ٹنکچر کا استعمال کرو بشرطیکہ وہ فقط زہر نہ ہو۔

HELLEBORUS NIGER

(۹) دمِ نزع کا مریض اور ہیلی بورس کی ایک ہزار طاقت

ڈاکٹر کوتپی کر "ہومیو پیتھک ہیری ٹیج" کے نومبر ۱۹۸۶ء کے شمارے میں لکھتے ہیں کہ جلندر کا ایک مریض جگر کے کینسر میں مبتلا تھا اور موت کے دن گن رہا تھا۔ سرکاری ہسپتال میں اس پر نزع کی کیفیت طاری ہو گئی۔ اسے دیکھنے کے لئے وہ وہاں گئے۔ وہ اپنے ساتھ ایلن کی کینٹ اور ہیرنگ کی "میٹریا میڈیکا" لیتے گئے۔ وہاں جا کر ان کتابوں کی بناء پر انہوں نے طے کیا کہ مریض کو **ہیلی بورس** دینی چاہیئے۔

اس دوا کی ایک ہزار طاقت کی دس گولیاں آدھے گلاس پانی میں ڈال دی گئیں اور ہدایت کی کہ اس دوا آمیز پانی کا ایک چائے کا چمچ ہر گھنٹے بعد دیا جائے۔ جب گلاس کا پانی نصف رہ جائے تو اس میں مزید پانی ڈال دیا جائے۔ آہستہ آہستہ مریض ہوش میں آ گیا۔ اس نے کھل کر بھرپور پیشاب کیا۔ مریض ٹھیک ہو کر ڈیڑھ سال زندہ رہا اور اپنا کام کاج کرتا رہا۔

(ب) سیلان خون کی مریضہ اور ہومیوپیتھی کی ۲۰۰ طاقت

ڈاکٹر کوپی کر اسی جریدے میں ایک دوسرا کیس دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ میرے ایک دوست سیلان خون کی ایک مریضہ کا کیس کر رہے تھے۔ وہ اتنے گھبرا گئے تھے کہ جتنی زرد مریضہ پڑ گئی تھی، اتنا ہی ان کا رنگ اڑ گیا تھا۔ وہ مجھے اس مریضہ کے پاس لے گئے۔ اسے فوراً ہسپتال بھی نہیں لے جایا جا سکتا تھا۔ وہ ہوا اور سانس لینے کی بار بار کوشش کر رہی تھی۔ ہم نے اسے **کاربوویج** ۲۰۰ طاقت میں دی اور اس طاقت کی یہ دوا تھوڑی تھوڑی دیر بعد دیتے رہے۔ اسے کمبلوں میں لپیٹ دیا گیا۔ تاکہ گرمی برقرار رہے۔ پنکھا پوری رفتار سے چھوڑ دیا گیا۔ تھوڑی برانڈی بھی دی۔ دو تین منٹ بعد اس کی زبان پر **کاربوویج** رگڑتے رہے۔ کچھ دیر بعد سیلان خون بند ہو گیا۔ ہوا کی خواہش بھی معمولی ہو گئی۔ آہستہ آہستہ وہ معمول پر آ گئی۔ ہم دو گھنٹے اس کے پاس بیٹھے رہے اور یہ ہدایت کر دی کہ ۱۵، ۱۵ منٹ بعد **کاربوویج** دیتے رہیئے۔ مریضہ بالکل صحت یاب ہو گئی۔

(ج) فاسفورس کا کیس اور ہومیوپیتھی کی ایک ہزار طاقت کی دوا

PHOSPHORUS

ڈاکٹر کوپی کر اسی جریدے میں لکھتے ہیں کہ ایک کیس میں انہیں بلایا گیا۔

جس میں مریض کو خسرہ کے ساتھ نمونیہ اور ڈائیریا تھا۔ جب وہ پہونچے تو انہوں نے دیکھا کہ مریض کا سفرہ کھلا تھا اور پاخانہ رس رس کر آتا جارہا تھا اسی علامت پر اسے ایک ہزار طاقت میں **فارسفورس** دی گئی۔ ۱۵-۱۵ منٹ بعد یہ دوا دی جاتی رہی اور پھر اسے صرف ایک مرتبہ حاجت ہوئی۔

اور ان جیسی ہزاروں مثالوں سے یہ ظاہر ہے کہ اعلیٰ طاقت کی دوا کام کرتی ہے اور بوقت ضرورت دہرائی بھی جاسکتی ہے۔

ایسی بھی مثالیں موجود ہیں جہاں معلوم ہونے پر مریض دوا بار بار لینے لگتا ہے اور مرض کم ہونے کے بجائے بڑھنے لگتا ہے۔ بڑھتا اس لئے ہے کیونکہ تب گویا وہ دوا کی پروونگ کررہا ہوتا ہے۔ اسی لئے ڈاکٹر مریض کو دی جانے والی ہومیوپیتھی دوا کا نام نہیں بتاتے۔ نام نہ بتاکر دوا کی خالی پڑیاں دینے کے دو فائدے ہیں۔ ہم چونکہ دوا کو بار بار لینے کے عادی ہیں۔ اس لئے دوا کا نام معلوم ہونے پر وہ دوا ہم بار بار لینے لگتے ہیں جو نقصان کرسکتی ہے۔ معلوم نہ ہونے پر خالی پڑیا لینے پر دوا لینے کا نفسیاتی نتیجہ تو نکلتا ہی ہے، ساتھ ہی ڈاکٹر کو مالی فائدہ بھی ہوجاتا ہے۔ کیونکہ خالی پڑیا کی بھی وہ وہی قیمت لیتا ہے۔ اس لئے مریض اور ڈاکٹر دونوں کو فائدہ ہوتا ہے۔

(۱۷۲) دانت کا درد اور اولینڈر OLEANDER

ڈاکٹر رش مور "ہومیوپیتھک ہیری ٹیج" کے نومبر ۱۹۸۶ء کے شمارے میں لکھتے ہیں کہ انہیں دانت کے درد کی شدید تکلیف تھی۔ یہ درد **کیمومیلا** دینے سے صرف ۲۴ گھنٹے خاموش رہا۔ اور اس کے بعد پھر اٹھ گیا وہ لکھتے ہیں کہ اس درد کی خاصیت یہ تھی کہ یہ رات کو تو ہوتا ہی تھا مگر بستر سے اٹھ جانے کے بعد خاموش ہوجاتا تھا۔ رات کو جب درد ہوا تو میں اپنی تمام ریپرٹریاں لے کر بیٹھ گیا اور بستر میں لیٹنے پر درد کے خاموش ہونے کی علامت ڈھونڈنے لگا۔ میں نے دیکھا کہ ریپرٹری میں رات کو بستر سے اٹھ بیٹھنے پر دانت کے درد کی خاموشی کی علامت پر دو دواؤں کا

ذکر کیا ہے۔ اولینڈر اور سبادِ لاّ۔ میں نے اولینڈر کی ایک خوراک لی۔ اور اگلے دن صبح تک دانت کے درد سے چھٹکارہ پاکر اٹھا۔ اسی طرح ایک لڑکے کا دانت کے درد کا کیس میرے پاس آیا۔ ریپرٹری میں نیٹرم کارب اور سیپیا ان دونوں کا ذکر تھا۔ مگر ایلن کی ریپرٹری میں صرف نیٹرم کا ذکر تھا۔ صرف ایک کا تذکرہ ہونے کی وجہ سے میں نے اسے نیٹرم کارب ہی دی۔ جس سے لڑکا اگلے دن صحت مند ہوگیا۔

(۲۷۲)۔ رات کا کھانا (ڈنر) اور سونے سے قبل ہلکی غذا (سپر) کے بعد ڈائریئیا اور ناشتے کے بعد نہیں اور ٹرومبی ڈیئم

TROMBIDIUM

ڈاکٹر رش مور لکھتے ہیں کہ ایک مریضہ کو کئی روز سے ڈنر یعنی رات کے کھانے اور سپر یعنی سونے سے قبل ہلکی غذا کے بعد ڈائریا کے دست آجاتے تھے۔ ناشتے کے بعد نہیں۔ ریپرٹری دیکھنے سے معلوم ہوا کہ یہ علامت ٹرومبی ڈیئم کی ہے۔ میرے مریض کو ناشتہ لینے کے بعد کوئی تکلیف نہیں ہوتی تھی۔ مگر جب کبھی ڈنر یا سپر لیتی تو بیت الخلا کا رخ ضرور کرنا پڑتا تھا۔ اسی علامت کی بناء پر میں نے اسی شام کو ٹیرومبی ڈیئم کی ایک خوراک دے دی۔ اور پھر یہ تکلیف نہیں ہوئی۔ اس دوا کا ڈائی سنٹری یعنی پیچش میں خاص مقام ہے۔ کھانے پینے کے بعد پاخانہ جانا پڑتا ہے۔

(۲۷۳)۔ سر درد، چکر اور نکس وومیکا NUX VOMICA

ڈاکٹر رش مور ایک اور مریض کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ۲۲، ستمبر ۱۸۸۱ء کو ایک مریض کے گردے میں چھ ماہ سے بھاری پن رہتا تھا۔ یہ بھاری پن صبح کے وقت بڑھ جاتا تھا۔ اور جیسے کپڑے وغیرہ کس کر لپیٹنے سے سکون ملتا تھا۔ اور چلنے پھرنے اور کرسی پر بیٹھنے سے بڑھ جاتا تھا۔ جس سے مریض کو دن بھر سر درد بھی رہتا تھا۔ اور

اچانک چکّر آجاتا تھا۔ وہ چل پھر نہیں سکتا تھا۔ کیونکہ اس سے چکر بڑھ جاتا تھا۔ یہ سر درد ماتھے سے اٹھ کر سر کی چوٹی تک جاتا تھا۔ آگے گر پڑنے کا خدشہ رہتا تھا۔ وہ مریض **نکس وومیکا** سے صحت یاب ہو گیا۔ اس علاج سے چکر، سر درد، کمر درد گردے کا بھاری پن سب کچھ چلا گیا اور وہ بھرپور نیند لینے لگا۔

(۲۷۴) کیمفر کا استعمال CAMPHORA

ڈاکٹر ڈی۔ این کو پی کر کے بھتیجے لکھتے ہیں کہ میں نے اپنے چچا سے سیکھا کہ اعلیٰ طاقت کی ادویات کیسے کام کرتی ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ ان کے گاؤں میں جب ہیضے کی وبا پھیلی تو انہوں نے گاؤں میں مشہور کر دیا کہ ان کے پاس ہیضے کے تدارک کی ایک کراماتی دوا ہے جسے وہ مفت بانٹتے ہیں، اور جس کے پینے سے ہیضہ نہیں ہوتا۔ انہوں نے کینگ ناڈہی سے **اسپرٹ آف کیمفر** منگوالی۔ ایک اونس ٹنکچر کو چار پانچ لیٹر پانی میں ڈال دیا۔ اور ہر گھر میں یہ ایک اونس کراماتی پانی تقسیم کر دیا۔ اسے بھی تھوڑے اور پانی میں ملا کر گاؤں والوں سے کہا کہ ایک ایک چمچ اس کراماتی پانی کو تین چار روز تک لیجئے۔ اس تجربے سے گاؤں میں ہیضہ نہیں پھیلا۔ اسی طرح سے ایک بچے کو اچانک ایک دم دل کا درد اٹھا۔ اور ڈر لگنے لگا کہ بچہ کہیں مر نہ جائے۔ موت کے خوف کی علامت کے پیش نظر اسے **ایکونائیٹ** ۳۰ کی چند خوراکیں دیں۔ ٹھیک ہونے پر ۲۰۰ کی ایک خوراک دے دی: بچہ بالکل ٹھیک ہو گیا۔ **کیمفر یا ایکونائیٹ** مرض کی ابتدا میں اچھا کام ایسے ہی کرتی ہیں۔ جیسے آیورویدہ میں امرت دھارا !

(۲۷۵) مریض کی مکمل ہسٹری اور خصوصی علامات

ہم یہاں ایک مریض کا کیس دے رہے ہیں، جس سے معلوم ہو جائے گا کہ ہومیوپیتھک ڈاکٹر کو کس طرح ہومیوپیتھی کا کیس لینا چاہیئے۔ یہ کیس "ہومیوپیتھک ہیرالڈ" کے جولائی ۱۹۸۷ء کے شمارے کے ص ۳۸۷ سے لیا گیا ہے۔ ڈاکٹر لکھتے ہیں —

ایک ۷ سالہ خاتون ۔۔۔ کو میں نے ۲۹، اکتوبر ۱۹۷۸ء کو دیکھا۔ وہ ایک مشہور فوٹو جرنلسٹ ہے۔ اس کی زندگی بڑی کڑی اور عملی رہی ہے۔ حال ہی میں وہ انتہائی غمگین اور افسردہ تھی۔ مجھے دیکھ کر کہنے لگی "میری پوری زندگی بدل گئی ہے۔ گویا میں بے کار ہو گئی ہوں اس طرح ہو جانا انتہائی تکلیف دہ ہے"۔ میں نے پوچھا کہ اس وقت کیا تکلیف ہے؟۔ اس نے کہا کہ جسم کے نچلے حصے میں درد رہتا ہے خصوصاً گھٹنوں میں، جس کی وجہ سے ۱۹۷۵ء کے بعد میں چل پھر نہیں سکتی۔ گھٹنوں میں سوجن آگئی ہے۔ صبح اٹھتے وقت ایسا محسوس ہوتا ہے گویا سارا جسم جکڑا ہوا ہے خصوصاً کمر کا حصہ جکڑا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ ہلنے جلنے سے کچھ راحت ملتی ہے۔ موسم برسات میں تکلیف بڑھ جاتی ہے۔

وہ کئی ڈاکٹروں سے ملی۔ چند ڈاکٹروں نے اس مرض کو ہڈیوں کے عضلاتی نسیج یعنی ٹشو کی کمزوری یعنی آرتھرائیٹس کہا، جس کے معنی ہیں۔ جوڑوں میں سوجن۔ کئی نے کندھے اور ریڑھ کی ہڈی کی سوجن (لمبوسیکرل اسپائن) کہا۔ آسٹیو آرتھرائیٹس کیلئے اسے ایلو پیتھی کی دوا اسٹے رائڈ کے انجکشن دیئے گئے مگر اس کے مرض میں کوئی افاقہ نہ ہوا۔

اکتوبر ۱۹۷۷ء میں وہ گر پڑی اور گلے اور ٹانگ کی ہڈی میں چوٹ لگی اس کے لئے وہ تین ماہ تک ہسپتال میں پڑی رہی۔ اگست ۱۹۷۸ء میں وہ پھر گری اور ایک ماہ ہسپتال میں رہی مگر ہڈی ٹوٹی نہیں۔

اس کا ہومیوپیتھک علاج کرنے کے لئے مذکورہ ہسٹری لکھی گئی۔ اس ہسٹری میں جو سوال کیے گئے ان کے جواب مندرجہ ذیل تھے۔

ا۔ مریضہ سرد مزاج ہے۔ وہ پہلے سردی پسند کرتی تھی، پچھلے پانچ سال سے نہیں۔

ب۔ کہتی ہے کہ میں اپنی حالت دیکھ کر تو میں غصے میں بھری رہتی ہوں۔

ج۔ مریضہ انتہائی جذباتی ہے۔ کہتی ہے کہ جو لوگ اسے ملنے آتے ہیں ان کا ردعمل وہ محسوس کرتی ہے۔

د۔ ہر درد کی انتہا ہوتی ہے۔ ایسی مریضہ اپنی تکلیف سے افسردہ ہے۔

ر۔ ویکسی نیشن یعنی ٹیکے اور ان آکولیشن یعنی انجکشن کئی بار لگوائے ہیں۔ کیونکہ

Scanned by CamScanner

غیر ممالک میں جانے پر لگوانے پڑتے ہیں۔ ۱۹۷۳ء کے بعد نہیں لگے۔

ڈاکٹر نے مریضہ سے مندرجہ ذیل سوالات پوچھے جن کے انہوں نے جو جوابات دیئے وہ ذیل میں درج کئے جا رہے ہیں:۔

ا۔ نیند کیسی ہے ؟ ٹھیک ہے۔

ب۔ کوئی خواب آتے ہیں ؟ گرنے کے خواب آتے ہیں۔

ج۔ کب آتے ہیں ؟ گرنے کے خواب ہر رات آتے ہیں۔

د۔ کہاں سے گرنے کے خواب آتے ہیں ؟۔ میری چھت پر سے۔

ل۔ ۱۹۷۵ء سے پہلے کیا امراض ہو چکے ہیں۔ ؟۔ ۱۹۴۱ء میں یرقان، ۱۹۶۱ء میں پیچش، ۱۹۷۱ء میں ذہنی الجھن وغیرہ وغیرہ۔

م۔ اس وقت کیا مرض ہے ؟۔ گھٹنے میں درد۔

ڈاکٹر لکھتے ہیں کہ یہ مکمل ہسٹری لکھ لینے کے بعد جب میں بھارت لوٹ رہا تھا تب سوچتا تھا کہ مریض کو کون سی دوا دینی چاہیئے ؟ ہفتہ بھر میں سوچتا رہا کہ کیا ہڈی کی اہم علامات کو پیش نظر رکھ کر کیلی کیریئا میں سے کون سی کیلی کیریئا دوں یا کسی خصوصی علامت کی بناء پر ایسی دوا دوں جو مرض ہی کو نہیں مریض کو تباہ نہ کر دے۔ کینٹ کی ریپرٹری کے مطابق اوپر سے نیچے گرنے کا خواب **تھوجا** میں پایا جاتا ہے۔ اس لئے میں نے **تھوجا** ۱۰ M کے تین پاؤڈر مریض کو بھیج دیئے اور لکھ دیا کہ کسی دن صبح کو آدھ آدھ گھنٹے کے وقفے سے تینوں پاؤڈر لے لیجیئے۔ باقی کئی پڑیاں **پلاسیبو** کی بھیجیں جن میں سے ایک پڑیا ہر روز لینے کو کہا۔ اس نے ۱۵ نومبر ۱۹۷۸ء سے علاج شروع کیا۔ اور ۲۴ نومبر ۱۹۷۸ء کو مجھے لکھا کہ گھٹنے اور کمر کا درد آپ کی پڑیاں کھانے سے جاتا رہا۔ اب میں پہلے جیسی صحت مند ہوں۔

اس مریض کی مکمل تفصیل ہم نے یہاں اس لئے درج کی ہے تا کہ قارئین کو علم ہو جائے کہ ہومیو پیتھی کے علاج کا طریقہ کیا ہے۔ ہومیو پیتھ مرض کا نام نہیں بلکہ اس کی علامات جاننا چاہتا ہے۔ وہ مرض کا نہیں مریض کا علاج کرتا ہے۔ جھٹ دو منٹ میں دوا نہیں گھنٹوں اور کبھی کبھی دنوں سوچ کر دوا دیتا ہے۔ مگر اتنی زحمت کتنے ڈاکٹر اٹھاتے ہیں۔

(۲۷۶) السر اور سلفر SULPHUR

ڈاکٹر رشی موڑ ہومیوپیتھک ہیری ٹیج" کے جولائی ۱۹۸۷ء کے شمارے کے ص ۳۹۳ پر لکھتے ہیں کہ وہ ستمبر ۱۹۸۱ء میں بروک لین میں ایک صاحب سے ملے۔ اسے جب پتہ چلا کہ میں ڈاکٹر ہوں تو اپنی بائیں ٹانگ کھول کر دکھلانے لگے کہ انہیں پچھلے دو سال سے ٹانگ میں ایک السر ہے جو کسی دوا سے ٹھیک نہیں ہو رہا۔ کیا میں اس کا علاج کر سکتا ہوں؟ میں نے اس سے کہا کہ علاج تو اس کا ہو سکتا ہے۔ مگر راستے میں چلتے پھرتے علاج کر سکنا ممکن نہیں۔ پھر بھی میں نے انہیں اعلیٰ طاقت میں **سائیلیشیا** کی ایک خوراک دی اور کہا کہ اگر ٹھیک ہو تو میرے کلینک میں آنا۔ دیکھیں کیا کیا جا سکتا ہے۔ یہ ستمبر ۱۹۸۱ء کا واقعہ ہے۔

پانچ ہفتے بعد ۲، نومبر کو پہلی بار وہ میرے کلینک میں پہونچے اور دکھلانے لگے کہ السر ویسے کا ویسا ہی ہے۔ اس میں کوئی افاقہ نہیں ہوا، البتہ پھوڑے میں پڑنے والی ٹیس میں کمی ضرور آئی ہے۔ میں نے ان سے مفصل علامات پوچھیں تو پتہ چلا کہ وہ سردی میں زیادہ صحت مند محسوس کرتے ہیں۔ طوفان آنے پر طبیعت بگڑ جاتی ہے۔ رات کو پاؤں میں جلن ہوتی ہے۔ انہیں بستر سے باہر نکالنا پڑتا ہے۔ پاؤں ٹھنڈے ہوں تو راحت ملتی ہے۔ ان علامات کی بنا پر میں نے انہیں **سلفر** ۲۰۰ ایم کی ایک خوراک دی۔ ۱۴ار نومبر کو انہوں نے کہا کہ السر میں درد بالکل نہیں رہا۔ پھر ۱۵، دسمبر تک انہیں کوئی دوا نہیں دی گئی۔ صرف **پلاسیبو** دی گئی اور پھوڑا جاتا رہا۔

SULPHUR

(۲۷۷)۔ آنکھوں میں سرخی اور ان میں پانی آنا اور سلفر

ڈاکٹر ایس۔ ایل آنند اپنے ایک کیس کے متعلق لکھتے ہیں کہ ساڑھے تین سال کے ایک بچے کی آنکھیں پیدائش ہی سے سرخ تھیں اور ان سے پانی بہتا تھا۔ شام اور رات کو گیارہ بجے تک آنکھوں سے پانی جاتا رہتا تھا اور ۱۱ بجے تک سو نہیں سکتا تھا۔

ہر رات یہی قصہ ہو جاتا۔ آنکھوں میں خارش اور جلن ہوتی۔ وہ بے چین رہتا اور جب تک سوتا نہ تھا، چلّاتا رہتا۔ جب اس کی ماں حاملہ تھی تو اس پر ملیریا کا کئی بار حملہ ہو چکا تھا۔ آل انڈیا انسٹی ٹیوٹ آف میڈیکل سائنسیز میں ان کا علاج ہو رہا تھا۔ علامات کی بنا پر بچے کو **سلفر** ۲۰۰ دو روز تک دن میں تین مرتبہ دی گئی۔ اور وہ بالکل ٹھیک ہو گیا۔

(۲۷۸)۔ ایگزیما اور نیٹرم میور NATRUM MURIATICUM

ایک ۲۰ سالہ مریض کی بائیں ٹانگ، جانگھوں اور ناف پر اور انگلیوں کے جوڑوں پر ایگزیما ہو گیا۔ وہ اینٹی بائیٹک دواؤں سے علاج کرا رہا تھا۔ اس کا اپینڈے سائیٹس کا آپریشن بھی ہو چکا تھا۔ اس کے باپ اور اس کی ایک لڑکی کو ایسا ہی اور بائیں ٹانگ پر بھی مرض تھا۔ مریض نمک بہت کھاتا تھا۔ یہاں مرض کا نہیں بلکہ مریض کا علاج کیا گیا۔ نمک زیادہ کھانے کی وجہ سے اسے **نیٹرم میور** ۲۰۰ دی گئی۔ یہ خوراک دن میں تین بار دی گئی۔ مریض ۷۶-۳-۱۲ کو آیا تھا۔ ۷۶-۹-۱۳ یعنی چھ ماہ کے علاج کے بعد اس کی شکایت دور ہو گئی۔ پھر اس نے **نیٹرم میور** ۲۰۰ لینی بند کر دی۔ ۸۰-۱۲-۲ کو وہ مریض پھر آیا۔ اب اس کا ایگزیما صرف ٹخنوں پر تھا۔ اب بھی اسے **نیٹرم میور** ۲۰۰ دی گئی۔ جس سے اس کا مرض بڑھ گیا، اب دس روز تک اسے **پلاسیبو** پر رکھا گیا۔ بعد ازاں **نیٹرم میور** ۶ دی گئی جس سے یہ مرض ہمیشہ کے لئے چلا گیا۔ ڈاکٹروں کا تجربہ ہے کہ کبھی کبھار یہ مرض اعلیٰ طاقت کی دوا دینے سے بڑھ جاتا ہے۔ چند روز انتظار کرنے کے بعد بھی کم نہ ہو تو ہلکی طاقت کی دوا سے اس کا توڑ ہو جاتا ہے۔ کبھی کبھار تو ہلکی طاقت کی دوا سے مرض بڑھتا ہے۔ ایسی حالت میں اعلیٰ طاقت کی دوا سے وہ ٹوٹ جاتا ہے یعنی اینٹی ڈوٹ ہو جاتا ہے، یہ سب تجربے کی باتیں ہیں جو تجربے ہی سے سمجھ میں آتی ہیں۔

(۲۷۹)۔ دانت کا درد اور آرنیکا ARNICA

۷۶-۱۰-۱۳ کو ایک مریض نے شکایت کی کہ اسے دائیں رخسار کی طرف دانت

میں خون ٹھیک ڈھنگ سے گردش نہیں کرتا تھا، جس کی وجہ سے انگلیوں میں خون کی کمی سے گینگرین ہو گیا تھا۔ جس کی وجہ سے اس کے پاؤں کی انگلیاں سوکھ گئیں تھیں۔ جنہیں وہ کٹوا چکا تھا۔ اور اب ہاتھ کی انگلیاں سوکھ جانے کا اندیشہ تھا۔ اس سے ہر روز **کاربو ویج** ۶ لینے کو کہا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہر روز **سیکیل کور** ۳۰ کی ایک خوراک لینے کا مشورہ دیا گیا۔ وہ اس مشورے پر عمل کرتا رہا۔ نتیجے کے طور پر اس کے خون کی گردش جسم کے ہر حصے تک پہونچنے کی وجہ سے اس کے ہاتھ اور پیر کی انگلیوں میں جان آ گئی۔ وہ چھ سات سال تک **کاربو ویج** ۶ مسلسل لیتا رہا۔ یہ مثال ہم نے کو پی کر کے ایک خط سے اخذ کی ہے۔

(۲۸۲)۔ مسے اور تھوجا THUJA

ڈاکٹر آچاریہ کرناٹک ہومیو میڈیکل کالج کے زیر اہتمام ۱۹۸۱ء میں مطبوعہ سمینار میں لکھتے ہیں کہ ہومیو پیتھی کے لئے مسوں اور ان کے فالتو غدود کو ختم کرنے کے لئے ایک خصوصی دوا ہے۔ جس کا نام ہے **تھوجا**۔ ایک طالب علم کے دائیں ہاتھ کی انگلیوں میں کئی مسے تھے۔ سرجن نے انہیں کاٹ کر الگ کر دیا تھا۔ مگر وہ پھر آگئے۔ وہ ڈاکٹر آچاریہ کے پاس گیا۔ انہوں نے اسے **تھوجا** ۱M کی سات خوراکیں دیں۔ اور ہر روز ایک خوراک کھانے کو کہا۔ دو ماہ میں ہاتھ اور انگلیوں کے مسے جھڑ گئے۔

(۲۸۳)۔ گوکھرو یعنی کورن اور اینٹم کروڈ ANTIM CRUD

ڈاکٹر آچاریہ "سمینار" نامی اسی جریدے میں تحریر کرتے ہیں کہ ایک ۷۰ سالہ تندرست اور صحت مند شخص میرے پاس آیا۔ اس کے دونوں پیر گوکھروؤں سے بھرے ہوئے تھے۔ اس سے چلا بھی نہیں جاتا تھا۔ چلنے میں انتہائی تکلیف ہوتی تھی۔ زبان پر لیپ تھا۔ قبض کے شکار تھے۔ انہیں **اینٹم کروڈ** ۱۰۰۰ طاقت میں دی گئی اور چند ہی ماہ میں وہ تمام گوکھرو یعنی کورن جھڑ گئے اور پیر صاف ہو گیا۔ یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ

اس طرح گوکھروؤں کا صفایا ایک روز میں نہیں بلکہ مہینوں میں ہوتا ہے۔ دوا لینے کے بعد دو تین ماہ انتظار کرنا پڑتا ہے۔

(۲۸۴)۔ کوکیکس کے آخری سرے پر چوٹ سے درد

اور پیٹرولیئم PETROLEUM

ڈاکٹر جگل کشور "ہومیوپیتھک ہیریٹیج" کے جولائی ۱۹۵۸ء کے شمارے کے ص ۲۰۲ پر لکھتے ہیں کہ ایک ۲۲ سالہ نوجوان کاک کلجیا (کاکس میں درد) کے علاج کے لئے لایا گیا۔ چار سال ہوئے وہ سڑک پر اپنے جسم کے دائیں طرف گر پڑا تھا۔ اس وقت تو اسے محسوس ہوا کہ کوئی چوٹ نہیں لگی۔ مگر اب وہ ٹھیک ڈھنگ سے بیٹھ نہیں سکتا۔ اس کی رفتار ہلکی ہوگئی تھی، چھینکنے میں بھی وہیں درد ہوتا تھا۔ کھانستے ہوئے اور جھکتے ہوئے بھی درد محسوس ہوتا تھا۔ پیٹھ کی جانب آرام سے پڑے رہنے پر درد نہیں ہوتا۔ سینک دینے سے راحت ملتی ہے۔ دبانے سے تکلیف کم ہوجاتی ہے۔ یہ درد چوٹ کی جگہ سے چل کر جانگھوں اور ٹانگوں تک جاتا ہے۔ صبح کے وقت درد میں اضافہ ہوتا ہے۔

درد کی ان علامات کے مطابق اس کی معاون علامات بھی (کان کومی ٹیمینٹ) یہ تھیں۔ کھانے کے بعد پیٹ میں جلن ہوتی تھی، بھوک کم ہوگئی تھی، جانگھوں میں داد تھا، برسات میں تکلیف بڑھ جاتی تھی، گرمی میں سورج کی گرمی سے سر درد ہوجاتا تھا، سر دبانے سے آرام ملتا تھا۔ کیا کچھ ہوگا، یہ سوچ کر وہ فکر مند ہوجاتا تھا۔ مریض کا مزاج گرمی پسند تھا۔ مگر سردی میں تکلیف بھی ہوجاتی۔ سردی میں گھٹنے کی تکلیف بڑھ جاتی تھی۔ بدبودار پسینہ آتا تھا۔

اس مریض کی علامات کینٹ کی ریپرٹری میں دیکھی گئیں۔ مندرجہ ذیل علامات کا تجزیہ اور وہ علامات کینٹ کی ریپرٹری کے کس صفحہ پر درج ہیں۔ اس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:۔

۱۔ کھانے کے بعد پیٹ میں جلن یا درد (کینٹ ریپرٹری کا ص ۵۵۷)

ب۔ بیٹھتے وقت کاکس میں درد (کینٹ ریپرٹری ص ۴۰۲۴، ۴۰۲۲)

ج۔ بدبودار پسینہ (کینٹ ریپرٹری ص ۳۰۳،)

د۔ سردی میں مرض میں اضافہ (کینٹ ریپرٹری ص ۳۷۲)

کینٹ کی ریپرٹری میں علامات کی گہرائی بتاتے ہوئے ان کا گریڈ بتلایا گیا ہے۔ اولین گریڈ کو جلی حروف میں دیا گیا ہے، دوسرے درجے کی علامات کو عربی انداز سے لکھا گیا ہے جبکہ تیسرے درجے کی علامات عام حروف میں درج ہیں۔ اس کے مطابق مذکورہ علامات کی ادویات کا کینٹ کے مطابق یہ گریڈ بنتا ہے۔

و۔ اول گریڈ پیٹرولیئم۔ ص(۴۷۹) یہ نمبر کشور کارڈز ریپرٹری" کے ہیں۔

ب۔ دوم گریڈ۔ **بیلاڈونا۔ کاربو اینی ملیس۔ رس ٹاکس اور سلفر**
ص ۵۴۷، ۵۱۸، ۱۸۱، ۱۴۱ یہ نمبر کشور کارڈز ریپرٹری کے ہیں۔

ج۔ سوم گریڈ بدبودار پسینہ۔

مذکورہ گریڈ کے پیش نظر مریض کو پہلے پیٹرولیئم ۲۰۰، پھر ایک ہزار (۱ ایم) پھر دس ہزار (۱۰ ایم) طاقت میں دی گئی اور وہ شفایاب ہوگیا۔ پیٹرولیئم کو چونکہ ریپرٹری میں جلی حروف میں تحریر کیا گیا تھا، لہٰذا وہی دوا دی گئی۔

ARGENTUM NITRICUM

(۲۸۵)۔ ذیابیطس اور ارجنٹیم نائیٹری کم

ڈاکٹر جگل کشور "ہومیوپیتھک پرسٹیج" کے جولائی ۱۹۸۵ء کے شمارے میں اپنے ایک مریض کا تذکرہ کرتے ہیں جو ان کے زیر علاج تھا۔

نام :۔ جے۔ پی۔ وی، عمر ۵۲ سال

تاریخ :۔ ۲۳۔ ۸۔ ۸۴ء

مریض کا کلینک نمبر ۱۔ K ۴۲۰۱

(I)۔ مرض اور مریض کی ہسٹری

مریض کو پانچ سال سے ذیابیطس ہے۔ خوراک اور کسرت سے مرض پر قابو پا رکھا

ہے۔ وہ مارچ ۱۹۸۴ء میں محسوس کرنے لگا کہ اس کی بائیں آنکھ کی نظر کمزور ہو رہی ہے۔ مئی ۱۹۸۴ء میں دائیں آنکھ کا بھی وہی حال ہونے لگا۔ انسولین کے انجکشن لینے شروع کئے۔ اور اسٹرے رائیڈ تھیراپی (ایلوپیتھک علاج) شروع کیا تاکہ ذیابیطس پر کنٹرول رکھا جاسکے۔ سلٹ لیمپ ایگزامی نیشن اور فلوروسینس اینجیوگرافی سے علم ہوا کہ کورو ڈائیٹس ہے۔ مریض کہتا ہے کہ نظر میں سفید دھبے نظر آتے ہیں۔ تیز روشنی میں وہ ان دھبوں کے درمیان سے دیکھ سکتا ہے۔ نظر کے درمیان اسے کرمزن یعنی عنابی رنگ کے دو حلقے نظر آتے ہیں۔ اس نے اسٹیرائیڈ تھیراپی ترک کر دی ہے۔

II مذکورہ مرض کی معاون علامات (کان کومی ٹینٹس)

ا۔ ٹھنڈا کھانا اور ٹھنڈا مشروب مریض کو موافق نہیں آتے۔
ب۔ پیشاب کے شروع میں تھوڑی دقت محسوس ہوتی ہے۔

(III) تجزیہ

مرض کی علامات کا تجزیہ اور "کینٹ ریپرٹری" کے وہ صفحات ذیل میں درج ہیں جہاں یہ علامات دیکھی جاسکتی ہیں۔

ا۔ نظر کی کمزوری (کینٹ ریپرٹری ص ۳۴۲۲)
ب۔ بائیں جانب (کینٹ ریپرٹری ص ۲۸۲۲)
ج۔ بائیں سے دائیں۔ دائیں سے بائیں جانب (ص ۲۸۲۳)
د۔ پیشاب کی شروعات میں تاخیر (ص ۳۳۱۸)
ل۔ خصیوں میں سوجن (ص ۳۲۸۳)
م۔ ٹھنڈا کھانا اور مشروب ناموافق (ص ۱۶۵)
و۔ پیشاب رک رک کر آنا (ص ۳۳۳۲)

(IV)۔ نتیجہ

مذکورہ صفحات میں ارجینٹم نائیٹریکم اول گریڈ میں پائی گئی۔ مریض کا اسی سے علاج کیا گیا۔ اس دوا کی IM پھر 10M طاقت کی خوراک دی گئی مریض کی نظر پہلے سے بہتر ہو گئی۔ باقی تکالیف میں بھی افاقہ ہوا۔

(۲۸۶)۔ انجائنا اور لائیکوپوڈیم LYCOPODIUM

ڈاکٹر جگل کشور "ہومیو پیتھک پریسٹیج" کے جولائی ۱۹۸۵ء کے شمارے میں ایک ایسے مریض کا جوان کے زیر علاج تھا کا تذکرہ کرتے ہیں۔

نام :۔ مس دی۔ وی عمر :۔ ۳۷ سال

تاریخ :۔ ۱۹۸۲ - ۳ - ۱۱

مریض کا کلینک نمبر :۔ K.G. - ۴۲۵۰

مرض اور مریض کی ہسٹری

مریضہ کو جب ماہواری شروع ہوئی تو پہلے دو دن انتہائی شدید درد ہوا۔ پیٹ کے بل لیٹنے یا پیٹ پر دباؤ ڈالنے سے کچھ راحت ملتی تھی یہ ماہواری میں سیلان خون بہت کم ہوتا ہے۔ کالے تھکّے نکلتے ہیں۔ حاجت کی بار بار خواہش ہوتی ہے۔ پیٹ بھاری رہتا ہے۔ رات اور گرمی کے موسم میں ڈکار بہت آتے ہیں۔ دائیں آنکھ کے اندر کی پلک میں چھالا ہے۔ آنکھ کے گرد سیاہ حلقہ ہے۔ ماہواری کے دنوں میں کمر درد ہوتا ہے۔

(II) مذکورہ مرض کی معاون علامات (کان کومی ٹینٹس) اور تجزیہ

۱۔ پیٹ پھولنا اور ڈکار آنا۔

ب۔ رات کو اور گرمی کے موسم میں مرض کا بڑھنا۔

ج۔ ماہواری کے امراض صفحات۔ ۱۸۴۴، ۱۸۷۱، ۴۴۲۹، ۱۸۵۰، ۱۹۴۴

(III)۔ مذکورہ مرض پر **لائیکو پوڈیم** اور **سلفر** گریڈ اول میں دی گئی۔ ۸۳۔۱۔۱۳

تک اسے **لائیکو پوڈیم** دی گئی۔ مرض کی تمام علامات میں فائدہ ہوا۔

ڈاکٹر جگل کشور کے مذکورہ تذکرے ہم نے مفصل طور پر اسی لئے دیئے ہیں تا کہ قارئین کو علم ہو سکے کہ کینٹ ریپرٹری کا استعمال کیسے ایک معالج کو علاج میں معاون ثابت ہوتا ہے۔ اور اس علاج کا سائنٹیفک طریقہ کیا ہے۔ مذکورہ جریدے میں ان کے کئی تجربات درج ہیں۔ مگر جگہ کی قلت کی وجہ سے ہم یہاں صرف چند مثالوں پر ہی اکتفا کر رہے ہیں۔

ہومیو پیتھی طریقۂ علاج میں ریپرٹری کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے اس جریدے کے اسی شمارے میں ڈاکٹر جگل کشور لکھتے ہیں، کسی کیس میں ہومیو پیتھک علاج کراتے ہوئے علامات کو پکڑ پانا اور ان پر عمل کرنا کوئی آسان کام نہیں۔ یہ کام ریپرٹری کی مدد ہی سے ہو سکتا ہے۔ جب ہومیو پیتھک علاج کیا جاتا ہے تو کیس کا تجزیہ کرنا ضروری ہے۔ اس کے لئے کینٹ کی یا کسی دوسری ریپرٹری سے مکمل طور پر تعارف ہونا چاہیئے۔ ڈاکٹروں کے پاس وقت بہت کم ہوتا ہے، کیس بہت ہوتے ہیں اس لئے اکثر ریپرٹری کی امداد کے بغیر علاج کیا جاتا ہے۔ اس لئے ہومیو طریقۂ علاج کو میکانیکی بنانے کی کوشش ہوتی ہے یا یہی کوشش ہوتی ہے کہ طریقۂ علاج آسان ہو جائے۔ اسی کوشش میں کارڈ ریپرٹریاں بنائی گئی ہیں۔ ڈاکٹر گورے لینسی نے ۱۸۸۸ء میں بونین گھاسن کی ریپرٹری کی بنا پر ۲۵۵۰ علامات کی کارڈ ریپرٹری بنائی تھی۔ ڈاکٹر فیلڈ نے ۱۹۲۲ء میں ۶۸۰۰ علامات کی کارڈ ریپرٹری تیار کی۔ ڈاکٹر جگل کشور نے کشور کارڈ ریپرٹری بنائی۔ مگر ان سب کی بنیاد تو میٹریا میڈیکا ہی ہے۔ لہٰذا ڈاکٹروں کو میٹریا میڈیکا کا علم ہونا چاہیئے۔ اور اگر وہ ریپرٹری کا استعمال کرنا چاہتا ہے تو اسے مریض کی علامات سن کر انہیں ریپرٹری کی زبان میں منتقل کرنے کا طریقہ آنا چاہیئے۔ تاکہ وہ ان علامات کو ریپرٹری میں تلاش کر سکیں۔ مگر دِقّت یہ ہے کہ ریپرٹریاں انگریزی میں ہوتی ہیں۔ علامات بھی انگریزی میں لکھی جاتی ہیں اس لئے ریپرٹری کا استعمال

انگریزی داں ڈاکٹر ہی کر سکتے ہیں، اردو داں نہیں۔

(۲۸۷)۔ مریض کی ذہنی علامات اور جذباتی کیفیت

ہومیو پیتھک طریقۂ علاج ایک مشکل علاج ہے۔ یہ علامات کا علاج ہے اسے آسان بنانے کی کئی کوششیں کی گیئں اور کی جارہی ہیں۔ اسی سلسلے میں ریپرٹریاں بنی ہیں۔ اسی سلسلے میں کارڈ ریپرٹریاں بن رہی ہیں۔ اس سلسلے میں ایک شخص نے نئی تحقیق کی ہے جو ہومیو پیتھی کو آسان بنادیتی ہے ان کا نام ڈاکٹر ایم۔ ایل سہگل ہے۔

اس موضوع پر لکھتے ہوئے ڈاکٹر سردار مل جین اپنے ماہنامے "ہومیو سیوک" کے جولائی ۱۹۸۸ء کے شمارے میں لکھتے ہیں۔ ڈاکٹر سہگل کی تمام تر توجہ مریض میں پائی جانے والی ذہنی علامات پر مبنی ہیں۔ اس کی ذہنی یا جذباتی کیفیت کو سمجھنے اور اس کے منہ سے نکلی آسان زبان کو ذہنی روبری کو میں بدل دینے پر ہی ڈاکٹر سہگل کی خصوصی توجہ ہے۔ ڈاکٹر سہگل کہتے ہیں کہ ہومیو پیتھک دوا کا انتخاب صرف ذہنی علامات کی بنا پر ہی ہوسکتا ہے اور ہونا چاہیئے۔ اس کی نظر میں ریپرٹری کا صرف ذہنی باب ہی دوا کے انتخاب کے لئے کارآمد ہے۔ یہ بالکل نیا نظریہ ہے۔ مائنڈ کے زیر عنوان باب میں جو ایک ایک علامات کی کئی دوائیں دی ہیں ان میں کس کا انتخاب کیا جائے یہی تکنیک ہے اس کے لئے ایک دوسرے کے ساتھ کیسے امتیاز کیا جائے، اس فن میں بھی ہومیو پیتھک ڈاکٹر کو جتنی مہارت حاصل ہوگی اس تکنیک پر دسترس ہوتی جائے گی اور تب دوا کے مطالعے اور انتخاب کا ہمارا طریقہ کافی بدل جائے گا۔

ہماری نظر میں یہ تکنیک اتنی ہی مشکل ہے جتنی ریپرٹری کی تکنیک، کیونکہ دونوں میں مریض کی زبان کو ریپرٹری کی زبان میں بدل کر علامات ڈھونڈنی پڑتی ہیں۔ ڈاکٹر کی ساری مشکل تو مریض کی علامات کو ریپرٹری میں دی گئی علامات میں بدلنے کا ہے۔ اس علاج کا کیا حل ہے؟ اس کے لئے پھر میٹریا میڈیکا دیکھنا پڑے گا۔ اور مصیبت کی جڑ تو میٹریا میڈیکا کا بھرپور علم نہ ہونا ہے۔ دیکھئے نمبر (۲۸۱) جس میں ہم نے ڈاکٹر جارج وتھالکس کے نقطۂ نظر کا تذکرہ کیا ہے۔

(۲۸۸) ـ دمہ اور لوفا اوپر کیولیٹا

یہ دوا ڈاکٹر رمن لال پٹیل، ہنی بین ہاؤس، ہنی بین لین، کالج روڈ، کوٹایم، کیرل کے یہاں مل سکتی ہے یہ برونکائل استھما، یعنی دمہ میں کارگر ہوتی ہے۔ ڈاکٹر پٹیل نے خود اسے کئی سو کی طاقت میں استعمال کر کے دیکھا ہے۔ سردار مل جین نے جوہری بازار، جے پور سے شائع ہونے والے جریدے "ہومیو سیوک" کے اگست ۱۹۸۸ء کے شمارے میں لکھا ہے کہ ڈاکٹر پٹیل نے تقریباً ۸۷ دمے کے مریضوں پر اس کا تجربہ کیا ہے، جن میں سے صرف ۷ مریضوں کو شفایاب کرنے میں انہیں کامیابی نہیں ملی۔ باقی سب صحت یاب ہو گئے۔ چونکہ یہ گہرا اثر کرنے والی دوا نہیں ہے اس لئے درمیان میں مناسب اینٹی سورک دوا **سائی لیشیا**، **نیٹرم سلف**، **ٹیوبر کیولینم**، **تھوجا** وغیرہ دینی پڑتی ہے۔ دستیاب شدہ علامات کے مطالعہ سے قارئین دیکھیں گے کہ یہ دوا سانس لینے کے نظام کی علامات میں **برائیونیا** اور ہیپٹ کی علامات میں **کولوسنتھ** سے خصوصی طور پر مطابقت رکھتی ہے۔

(۲۸۹) ـ خودکشی اور پک رک ایسڈ PICRICUM ACIDUM

ایک استاد اسکول میں پڑھاتا تھا۔ وہ کام کی زیادتی اور دیگر وجوہات کی وجہ سے فکر مند تھا۔ اس کا بھائی بھی افسردہ اور فکر مند ہونے کی وجہ سے زندگی کے تئیں خواہش اور رغبت چھوڑ بیٹھا تھا۔ یہ مریض رات کو سو نہیں سکتا تھا۔ انتہائی حوصلہ شکن اور ناامید ہو چکا تھا۔ **اورم میور** دی گئی، کچھ راحت ملی مگر مذکورہ دوا مختلف طاقتوں میں دینے پر بھی حوصلہ شکنی کی کیفیت برقرار رہی۔ پھر اسے **پک رک ایسڈ** ۱۰۰۰۰، پھر ۵۰۰۰۰ دی گئی۔ جس سے وہ حوصلہ مند زندگی گزارنے لگا۔ اب کیفیت یہ ہے کہ اس مریض میں اتنی خود اعتمادی پیدا ہو گئی ہے کہ مایوس کن کیفیت کے باوجود اس میں ناامیدی کی کوئی علامت نہیں رہی۔ یہ دوا سونے سے بنتی ہے۔

"ہومیو پیتھک ہیری ٹیج" ۱۰، اکتوبر ۱۹۸۷ء کا شمارہ

(۲۹۰)۔ ہچکی اور سینا CINA

ایک مریض پچھلے چھ ماہ سے ہچکی کے مرض میں مبتلا تھا۔ سونے پر ہی ہچکی بند ہوتی تھی۔ ہچکی اتنے زور سے آتی تھی کہ سارا جسم ہل جاتا تھا۔ مریض کے پاخانے میں سے کبھی کبھی کیڑے بھی نکلتے تھے۔ ڈاکٹر لکھتا ہے کہ اس نے اسے ۵۰M کی **سائیکیوٹا** دی۔ مگر نتیجہ کچھ نہ نکلا۔ مریض بڑے بڑے ہومیو پیتھک ڈاکٹروں کو دکھا آیا تھا مگر اس کی ہچکی بند نہ ہوئی۔ ڈاکٹر نے اسے **نکس وومیکا، اگنیشیا**، **رٹ ہینیا** دی، مگر کسی سے فائدہ نہ ہوا۔ ایک روز اچانک مریض کہہ بیٹھا کہ اسے بھوک بے حد لگتی ہے۔ بھر پور کھانے پر بھی پیٹ خالی رہتا ہے۔ اس کی زبان بالکل صاف تھی۔ اس علامت پر اسے **سینا** ۲۰۰ کی تین تین گھنٹے بعد کچھ خوراکیں دی گئیں اور دو دن میں فائدہ نظر آنے لگا۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ **سینا** ہچکی کی دوا ہے۔ اس کا اتنا ہی مطلب ہے کہ کسی بھی مرض میں بھر پور کھانے پر بھی پیٹ خالی رہنے کی علامت میں **سینا** افاقہ کرے گی۔ دو ہفتے میں مریض صحت یاب ہو گیا تھا۔ میرے دوست پونے کے جناب چمن لال جن کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے، مجھے سناتے تھے کہ انھیں بھی کسی وقت ہچکی کا دورہ پڑا۔ مگر انہیں کسی نے سمجھایا کہ خالص گھی کے دو چمچ کھالو، ہچکی بند ہو جائے گی۔ انھوں نے ایسا ہی کیا۔ اور ان کی ہچکی بند ہو گئی۔ خالص اور کچا گھی کھانے سے فائدہ ہو گیا۔

(۲۹۱)۔ شب بیداری اور گریفائیٹس GRAPHITES

ایک متوسط درجے کے شخص کو پھوڑا ہوا۔ اس کا اینٹی بائیوٹک دواؤں سے علاج ہوا۔ پھوڑا تو ٹھیک ہو گیا، مگر مریض کے منہ پر تر ایگزیما ہو گیا۔ ڈاکٹروں نے ایگزیما کی دوائیں دے کر اسے بھی ٹھیک کر دیا، مگر وہ ٹھیک کیا ہونا تھا، دب گیا۔ ایگزیما کے بیٹھنے کے بعد اسے نیند آنی بند ہو گئی۔ شب بیداری کے لئے

کوئی ہومیو پیتھک دوا لینی شروع کر دی۔ دیر تک قدرتی نیند نہ آنے کی وجہ سے مریض کمزور ہونے لگا۔ اسے نیورو لوجسٹ، کارڈیو لوجسٹ، اور سائیکریٹسٹ کے پاس علاج کے لئے بھیجا گیا۔ کسی علاج سے کوئی فائدہ نہ ہوا۔ کینٹ کا کہنا ہے کہ جب کسی دوا سے جلد کا مرض دبا دیا جاتا ہے یا دب جاتا ہے تو دبے ہوئے مرض کو ابھارنے اور اسے ٹھیک کرنے میں **گریفائیٹس** کارآمد دوا ہے۔ اس لئے مریض کو **گریفائیٹس** IM کی ایک خوراک دی گئی مریض کو قدرتی طور پر نیند آنے لگی۔ اور چہرے کا ایگزیما جو دب گیا تھا، چہرے پر ظاہر ہو گیا تھا۔ وہ بھی M-C-IM سے ٹھیک ہو گیا۔ اور مریض مکمل طور پر صحت مند ہو گیا۔

FOGOPYRUM

(۲۹۲)۔جلد پر پھنسیاں اور فینگو پائیرین

بمبئی کے ایک نو آموز فلم اسٹار کی بیوی ڈاکٹر کے۔ ایس۔ بخشی کے پاس بغرض علاج آئی۔ وہ فروری ۱۹۸۶ء میں بمبئی میں ہو رہے "لمپنگ میٹریا میڈیکا" کے سمینار میں وہاں گئے تھے۔ مریضہ کے پیٹ اور جانگھوں کی جلد پھنسیوں سے بھری ہوئی تھی، جن میں شدید جلن ہو رہی تھی۔ وہ پیٹ اور جانگھوں پر کپڑا گیلا کر کے رکھ لیتی تھی۔ تاکہ جلن میں راحت مل سکے۔ اس کے شوہر نے پہلے ہی اسے **ایپس** ۲۰۰ کی ایک خوراک دی مگر اس سے افاقہ نہ ہوا تھا ڈاکٹر بخشی نے **فینگو پائیرین** ۲۰۰ کی خوراک دن میں تین بار دینے کو دی۔ مریضہ دو ہفتے میں ٹھیک ہو گئی۔ اب چار سال ہو گئے اسے جلد کی کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔

ANTIM CRUD

(۲۹۳)۔رومے ٹائیڈ آرتھرائیٹس اور اینٹم کروڈ

ڈاکٹر بخشی لکھتے ہیں کہ ایک متوسط طبقے کی خاتون پاؤں کے تلوؤں کے کئی گوکھروؤں کے علاج کے لئے آئی۔ وہ رومے ٹائیڈ آرتھرائیٹس کے مرض میں مبتلا تھی۔ پیروں کے گوکھروؤں کے لئے اکثر **اینٹم کروڈ** استعمال کرتے ہیں۔ کیونکہ ڈاکٹر

ٹائیلر نے اپنی کتاب "ڈرگ پکچرز" میں لکھا ہے کہ روے ٹائیڈ آرتھرائیٹس یعنی گٹھیا کے لئے **اینیٹم کروڈ** تقریباً خصوصی طور پہ کام کرتی ہے۔ اور مریض کے گوکھرو بھی ہیں جن کے لئے اکثر **اینیٹم کروڈ** ہی دی جاتی ہے۔ اس لئے میں نے گٹھیا کے لئے **اینیٹم کروڈ** ہی دی تاکہ دیکھوں کہ ٹائیلر کی بات کہاں تک درست ہے۔ مذکورہ دوا کی ۳۰ طاقت کی دوا مریض کو دن میں تین بار دی گئی اور ایک ماہ میں سب گوکھرو چلے گئے اور تین ماہ میں گٹھیا بھی چلا گیا۔

(۲۹۴)۔ پرانی نکسیر اور سِنا CINA

ایک ۱۶ سالہ لڑکے کو پرانی نکسیر کے علاج کے لئے لایا گیا۔ بچپن سے اسے ہفتے میں ایک یا دو بار نکسیر پھوٹا کرتی تھی۔ اس کی علامات یہ تھیں (ا) خون کا رنگ سیاہ ہوتا تھا (ب) جمہائی لینے کے بعد ناک سے خون جاری ہو جاتا تھا۔ (ج) زبان صاف تھی۔ (د) مٹھائی کھانے کے لئے بے چین رہتا تھا (ل) لڑکا پیٹ کے بل سوتا تھا (م) کئی سو راؤنڈ ورم یعنی کیڑے نکل چکے تھے۔ ڈاکٹر نے اسے **سِنا** ۲۰۰ دی۔ اور اس کے بعد نکسیر کی شکایت کبھی نہیں ہوئی۔ **سِنا** دینے کی خاص علامت راؤنڈ ورم تھی۔

(۲۹۵)۔ ایگزیما اور سیپیا SEPIA

ڈاکٹر بخشی ایک تین سالہ بچی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس کے سر پر چپچپا مواد رسنے لگا جس سے سر کے بال الجھ جاتے تھے اور گمٹ سا بنا لیتے تھے۔ پہلے **گریفائیٹس** ۳۰، پھر **میزریم** ۳۰ دی گئی۔ مگر کچھ فائدہ نہ ہوا، ایک مہینہ یوں ہی گزر گیا۔ ڈاکٹروں نے بال کٹوا دینے کا مشورہ دیا، اور کہا کہ مرہم سے مواد کا سیلان سکھا دیا جائے۔ اس حالت میں لڑکی کی ماں نے کہا کہ لڑکی کو لیکوریا کا مرض بھی ہے۔ ڈاکٹر بخشی ان دونوں علامات ہے۔ (ا) سر سے بہنے والا مواد، (ب) لیکوریا کو دیکھ کر سوچا کہ یہ دونوں ایک ہی ہیں۔ اور **سیپیا** ۲۰۰ دے دی۔ کیونکہ لیکوریا

میں سیپیا دی جاتی ہے ۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اگلے روز لیکوریا میں سیلان اتنا بڑھ گیا کہ لڑکی کا بستر ہی بھیگ گیا ۔ اس کے بعد اسے **پلاسیبو** دیا جانے لگا اور بچی کی دونوں شکایات دُور ہو گئیں ۔

(۲۹۶) ۔ ایگزیما اور نیٹرم میور NATRUM MURIATICUM

ایک ایلوپیتھ ڈاکٹر کا کمپاؤنڈر چھ ماہ سے ہاتھ کے ایگزیما میں مبتلا تھا ۔ اس کا **مواد** پتلا اور چپچپا تھا ۔ خارش اور جلن تھی ۔ وہ امراض جلد کے ایک ماہر سے علاج کرا رہا تھا ۔ فائدہ نہ ہوتے دیکھ کر وہ ڈاکٹر بخشی کے پاس آیا ۔ اسے انہوں نے **گریفائٹس** ۲۰۰ کی ایک خوراک دی ۔ پہلے دن مرض بڑھ گیا ۔ مگر اس میں مزید اضافہ نہ ہوا ۔ اب جب اس دوا کی IM طاقت کی ایک خوراک دی گئی تو بھی کچھ نہ ہوا ۔ ایسی حالت میں ڈاکٹر بخشی نے مرض کی گہرائی میں جانا چاہا ۔ پوچھنے پر علم ہوا کہ دو سال قبل اسے سر کے بائیں جانب درد ہوا کرتا تھا ۔ وہ درد صبح شروع ہوتا اور دوپہر کے وقت ختم ہو جاتا تھا ۔ یہ **نیٹرم میور** کی علامت ہے ۔ کسی آیورویدک دوا سے یہ درد دبا دیا گیا تھا ۔ یہ سوچ کر کہ **نیٹرم میور** کی علامات دبا دینے کے بعد مریض کو ایگزیما ہو گیا ہے ، اسے **نیٹرم میور** ۲۰۰ دی گئی ۔ اسی دوا کی ۳۰ طاقت کی ۱۲ پڑیاں دی گئیں تاکہ ہر روز ایک ایک پڑیا دن میں تین بار چار روز تک لی جائے ۔ مرض تو ایگزیما کا تھا ، مگر **نیٹرم میور** لینے سے دبا ہوا سر درد پھر ابھر آیا ۔ سر درد بھی شدید تھا جسے اس نے اے ۔ پی ۔ سی ۔ ایلوپیتھی پاؤڈروں نے دبا دیا تھا ، جن سے سر درد جاتا رہا ۔ مگر سر درد چلے جانے کے بعد ، حیرت ہے کہ ایلوپیتھک دوا سے سر درد کے غائب ہونے کے بعد پہلے سے دی گئی ہومیوپیتھک دواؤں کا کام جاری رہا اور ایگزیما بھی چلا گیا ۔ درمیان میں سر درد کے افاقے کے لئے **ایلوپیتھک** دوا لی گئی ۔ اس نے مرض کے افاقے میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی ۔ ڈاکٹر بخشی کہتے ہیں کہ ہومیوپیتھک علاج اگر ٹھیک سے چل رہا ہو تو درمیان میں آنے والی معمولی کی علامات کو آیورویدک یا ایلوپیتھک دوا سے دور کرنے پر ہومیوپیتھک دوا اپنا کام کرتی ہے ۔ وہ اپنا کام